لطیفہ۱۵

سلسلۂ حضرت قدوۃ الکبرا

اور سلسلۂ حضرت نورالعین اور سلف وخلف کے مشائخ کا بیان اوران کے خلفاء

اور ہرایک کی تاریخ وفات اوراعراس بزرگان اور متعددا کابر سے فضائل حاصل کرنیکا فائدہ کیا ہے۔

قال الاشرف:

سلسلة المشائخ سلسلة تصل الیٰ شجرة المقصود من ربط ربق عنه عتق من رق المتعدّدة:.

ترجمہ:۔(حضرت) اشرف جہانگیر کا کہنا ہے کہ مشائخ سلاسل کا سلسلہ شجرمقصود تک پہنچتا ہے اور جس نے اس سلسلہ سے رابطہ پیدا کرلیا بہت سی غلامیوں سے آزاد ہوگیا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ ہر چند کہ اس فقیر (اشرف) نے متعددا کابراور بکثرت اماثر سے بہرہ پایا ہے متعدد شیوخ سے بہرہ مند ہوا ہوں) جس کی صراحت اور توضیح ناممکن ہے لیکن حقیقت میں بندہ خاندان بہشتی اور دودمان چشتی کا پروردہ اور خاک سے اٹھایا ہوا ہے پھر آپ نے حضرت ابوسعیدابوالخیر کی رباعی ارشادفرمائی

رباعی

من بی تو دمی قرارنتوانم کرو	واحسان تراشمار نتوانم کرو
گر برتن من زبان شود ہرموئ	یک شکر تواز ہزار نتوانم کرو

ترجمہ:۔ میں تیرے بغیرایک دم بھی قرار سے نہیں رہ سکتا، تیرے بغیر دم بھر کو مجھے قرار نہیں آسکتا اے دوست تیرے احسانات کا میں شمار نہیں کرسکتا۔اگر میرے جسم پر ہر بال زبان بن جائے جب بھی تیرے ہزاروں احسانات سے ایک احسان کا شکر بھی ادا نہیں کرسکتا۔

اس لطیفہ میں چودہ شجرے بیان کئے گئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

شجرۂ اوّل:۔ان مشائخ کے سلاسل کا بیان جو خاندان چشتیہ بہشتیہ سے ملتے ہیں۔

شجرۂ دوم:۔سلسلۂ قادریہ وغوثیہ

شجرۂ سوم:۔سلسلۂ کبرویہ

شجرۂ چہارم:۔سلسلۂ سہردردیہ

شجرۂ پنجم:۔سلسلۂ نقشبندیہ

شجرۂ ششم:۔سلسلۂ مشائخ یسویہ (جومشائخ ترک کا منشا ہے)

شجرۂ ہفتم:۔سلسلہ مشائخ نوریہ

http://Ashrafi.org

شجرۂ ہشتم:۔سلسلۂ مشائخ خضر دیہ۔
شجرۂ نہم:۔سلسلۂ مشائخ شطّاریہ۔
شجرۂ دہم:۔سلسلہ مشائخ سادات حسنیہ وحسینیہ۔
شجرۂ یازدہم:۔سلسلۂ مشائخ زاہدیہ۔
شجرۂ دوازدہم:۔سلسلہ مشائخ احمدیہ۔
شجرۂ سیزدہم:۔سلسلہ ومشائخ انصاریہ۔
شجرۂ چہاردہم:۔سلسلۂ مشائخ جوسید الطائفہ جنید بغدادی سے ملتا ہے۔

شجرۂ اوّل
سلسلہ مشائخ دودمان چشت وخاندان بہشت

سلسلۂ حضرت قدوۃ الکبرا اس طرح ہے کہ آپ نے خرقۂ ارادت واجازت حضرت شیخ العارفین وقطب الکاملین حضرت شیخ علاء الحق والدین سے پہنا اور انہوں نے خرقۂ ارادت واجازت حضرت قدوۃ العارفین دز بدۃ الواصلین حضرت شیخ اخی سراج الدین قدس سرہ سے پہنا اور انہوں نے خرقۂ ارادت واجازت حضرت قدوۃ الکاملین وعمدۃ المتاخرین حضرت نظام الحق والدین المعروف شیخ نظام الدین اولیاء سلطان المشائخ (ہند) سے پہنا۔

حضرت شیخ اخی سراج الدین

حضرت شیخ اخی سراج الدین جو حضرت نظام الدین اولیاء کے خلفائے اودھ میں سرآمد وسرحلقہ تھے سرزمین اودھ مملکت ہندوستان کے پہلے شخص ہیں جو حضرت کی ارادت وخلافت سے مشرف ہوئے آپ کا اسم شریف حضرت شیخ عثمان تھا چونکہ حضرت نظام الدین اولیاء تمام احباب واصحاب سے زیادہ آپ پر توجہ فرماتے تھے اس لئے آپ کو لفظ ''اخی،، (میرے بھائی) سے مخاطب فرماتے تھے، آپ کے بارے میں حضرت نے ارشادات گرامی بکثرت استعمال فرمائے ہیں۔ حضرت اخی سراج کم عمری ہی میں جبکہ آپ کے چہرے پر خط بھی نہیں نکلا تھا (داڑھی) نہیں نکلی تھی آپ کے شرف ارادت سے مشرف ہوئے تھے، آپ کا وطن اور مسکن مضافات اودھ میں تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ لکھنؤ میں مقیم تھیں۔ کچھ مدت گذر جانے کے بعد آپ اپنی والدہ سے ملنے کے لئے لکھنؤ تشریف لے جاتے تھے ورنہ آپ کا زیادہ وقت حضرت مرشد کی خدمت میں گذرتا تھا اور خانقاہ کے ایک گوشہ میں رہتے تھے۔ کتاب اور قرآن مجید کے سوا کچھ ساز وسامان آپ کے پاس نہیں تھا۔ اس گوشہ خانقاہ میں ایک گوشہ خود اپنے لئے مخصوص کرلیا تھا اور ایک جگہ ملاقات کے لئے مخصوص تھی۔

جب نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے اشارہ کے بموجب کچھ مریدوں کے نام عطائے خلافت کے لئے منتخب کئے گئے تو اس میں اُن کا نام بھی رکھا گیا۔ جب ناموں کی یہ فہرست سلطان المشائخ کے حضور میں پیش کی گئی اور آپ کا نام دیکھا تو آپ کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ طریقت میں سب سے اول درجہ علم کا ہے۔ چونکہ حضرت اخی سراج الدین

علوم رسمی وکسبی کے زیور سے معرّا تھے (علوم رسمی کا اکتاب نہیں کیا تھا) لہٰذا مرشد کے حکم کی تعمیل میں حصول علم کے لئے آپ کو حضرت مولانا فخر الدین زراوی کے سپرد کر دیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ان کو صرف چھ ماہ میں دانشمند بنا دوں گا۔ چنانچہ ان کی خاصی عمر ہوگئی تھی۔ جب انہوں نے تحصیل علم کی طرف توجہ کی (اور مولانا زرادی سے پڑھنا شروع کیا) مولانا زرادی نے ان کی تعلیم کی طرف دوسرے طلبا سے زیادہ توجہ فرمائی اور علم صرف، نحو، فقہ اور اصول قواعد میں محض ان کی خاطر ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کو تصریف عثمانی سے موسوم کیا۔ اخی سراج الدین نے ابتدائی کتابیں بہت کم مدت میں ختم کر لیں اور جب خاصی استعداد پیدا کر لی اس وقت ان کا خلافت نامہ مہر اشرف شریف سے مختوم کر کے قبل اس کے کہ یہ ہند کی طرف مراجعت کریں حضرت سلطان المشائخ نے شیخ نصیر الدین محمود کے ہاتھ اودھ روانہ کرا دیا۔

جب تک حضرت سلطان المشائخ زندہ رہے یہ ان کی خدمت میں موجود رہے۔ جب سلطان المشائخ اس موت کے شرف سے مشرف ہوئے (موت وہ پل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچاتا ہے سلطان المشائخ نے وصال فرمایا) ان کا قیام دار السلطنت دہلی میں رہا۔ سلطان المشائخ کے وصال کے تین سال بعد یہ لکھنوتی تشریف لے گئے اور حضرت سلطان المشائخ کے کتب خانہ کی بعض اہم کتابیں جو اُن کو بعض اوقات عنایت کی گئی تھیں اپنے ساتھ لے گئے۔ وہاں پہونچ کر آپ نے اس مملکت (بنگال) کو اپنے انوار و برکات سے نوازا اور مستفید فرمایا اور بہت سے لوگوں کو اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کیا۔ چنانچہ اس دیار کے اکثر ملوک اور امراء بھی آپ کے زمرۂ سعادت و ارادت میں داخل ہوئے۔

حضرت شیخ اخی سراج الدین نے بہت طویل عمر پائی۔ اپنی عمر کے آخری سالوں میں آپ نے اپنے استاد مولانا رکن الدین اندر پتی (جو حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات کے جامع ہیں) کے لئے بہت سا روپیہ (زر) اور نفیس تحفے، ملبوسات، فواکہ اور خوشبویات بھیجے۔ جب آپ کے سفر آخرت کا وقت قریب آیا تو آپ نے لکھنوتی کے سرزمین میں اپنے مدفن کے لئے جگہ کا انتخاب فرمایا اور اس جگہ کے سرہانے ایک اور قبر تیار کرا کے مشائخ کے ملبوسات خصوصاً حضرت سلطان المشائخ کے بعض کپڑے جو دہی سے بطور تبرک اپنے ساتھ لائے تھے اس میں دفن کرا دیئے۔ اس قبر کے پائین جو اپنی قبر تعمیر کرائی تھی اس پر اپنا مقبرہ تعمیر کرایا۔ اکابر و اماثر کے ملبوسات کی برکت سے آپ کا مقبرہ قبلۂ ہندوستان اور کعبۂ دوستان بن گیا۔

بیت

درمقامیکہ نشان کف پائ توبود سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

ترجمہ:۔ جس مقام پر تیرے پاؤں کے نشانات ہوں گے وہ جگہ صاحب نظران کی سجدہ گاہ ہوگی۔

امید ہے کہ قیام قیامت تک آپ کے خلفائے کبار خلق کی رہنمائی اور ہدایت و بیعت میں مصروف رہیں گے۔ بطفیل نبی اکرم

http://Ashrafi.org

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت مولانا شہاب الدین

آپ کو سب سے بڑی اور عظیم نعمت اور کرم نامتناہی یہ حاصل ہوا کہ آپ حضرت سلطان المشائخ کی امامت کے منصب پر فائز ہوئے تھے۔ جب حضرت شہاب الدین ارادت کی دولت سے مشرف ہوئے تو خواجہ نوح (جو سلطان المشائخ کے اقرباء میں سے تھے) کی تعلیم آپ کے سپرد ہوئی۔ حضرت سلطان المشائخ نے آپ سے فرمایا کہ تمام علوم دینی کی ان کو تعلیم دو اور مسائل ضروریہ سے آگاہ کرو۔ ایک چھوٹا حجرہ جو خانقاہ میں تھا آپ کے لئے مخصوص کردیا گیا۔ انہوں نے حضرت سلطان المشائخ کے عظیم خادموں میں شامل رہ کر اپنی تمام ترعمر خدمت مرشد میں بسر کردی۔

آپ کو بڑی شدت سے یہ آرزو تھی کہ ایک دفعہ جماعت صوفیہ کی امامت کا شرف مجھے حاصل ہو جائے۔ چونکہ یہ عظیم منصب صاحب تقویٰ ویقین، شیخ زادہ راستین خواجہ محمد امین ابن مولانا بدرالدین اسحاق (نبیرہ حضرت گنج شکر) کے سپرد تھا۔ اس لئے کوئی شخص اس میں مداخلت نہیں کرسکتا تھا لیکن مولانا شہاب الدین اس سعادت کے حصول کے منتظر تھے۔ چونکہ یہ موسیقار سے بھی زیادہ خوش نوا اور خوش لحن تھے اور نغمہ سرائی میں ان خوش نوا پرندوں سے بھی بڑھکر تھے چنانچہ ایک موقع پر جبکہ خواجہ محمد امین موجود نہیں تھے ان کو امامت کا اشارہ کیا گیا۔ انہوں نے قرآن پاک ایسی قرأت اور ایسی لحن سے پڑھا کہ حضرت سلطان المشائخ پر بہت اثر ہوا اور ایک عجیب وغریب وجدانی کیفیت حضرت میں پیدا ہوگئی۔ نماز کے بعد حضرت سلطان المشائخ نے آپ کی قرأت کی بہت تعریف کی۔ حضرت سلطان المشائخ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنی مقررہ اور مخصوص جگہ پر رونق افروز ہوئے تو مولانا شہاب الدین حاضر خدمت ہوئے اور آپ کے قدموں پر سر رکھدیا۔ حضرت نے آپ کا سر اٹھایا۔ سر اٹھاتے وقت آپ کے کندھے سے جانماز نیچے گر پڑی۔ آپ نے وہ جاءِنماز (مصلّٰی) مولانا شہاب الدین کو عطا فرمایا۔ مولانا اس عطیہ پر بہت خوش ہوئے اور پھر آپ کے قدموں پر سر رکھدیا اور عرض کیا

بیت

گردست دہد ہزار جانم
برپائ مبارکت فشانم

ترجمہ:۔ مجھے اگر ہزار جانیں میّسر آجائیں تو سب کو آپ کے پائے مبارک پر قربان کردوں۔ حضرت سلطان المشائخ نے یہ سنکر فرمایا ''اللہ اللہ کیا نیازمندی ہے۔''

بیت

ای سردر سردران دو عالم
بریک سرموئ تو فشانم

ترجمہ:۔ اے دو عالم کے سرداروں کے سردار تیرے ایک بال کی نوک پر میرا سب کچھ قربان۔

مولانا شہاب الدین نے پھر قدموں پر سر رکھ دیا اور بہت سی نوازشوں سے سر بلند ہوئے۔ اسی زمانے میں

حضرت خواجہ محمد امین نے حضرت گنج شکر کے مزار اقدس کی زیارت کا قصد کیا۔ چنانچہ حضرت شیخ کے حکم کے بموجب مولانا شہاب الدین کو اپنی نیابت سپرد کر کے وہ روانہ ہوگئے۔ اس کے بعد بھی یہ منصب امامت آپ ہی کے سپرد رہا اور جب تک حضرت سلطان المشائخ مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز رہے سعادت کی یہ دولت یعنی امامت آپ ہی کے سپرد رہی۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ چھت پر رونق افروز ہوئے کیونکہ کچھ اصحاب چھت پر بیٹھ ہوئے تھے اور کچھ کھڑے ہوئے تھے۔ اثنائے گفتگو میں مریدین کی ریاضت کا ذکر چھڑ گیا تو حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اس جوان کو جو کھڑا ہے (دیکھو) کہ اس جوان سے ہر چند میں کہتا ہوں کہ تم بھی اس پانی سے وضو کر لیا کرو جس سے میں وضو کرتا ہوں اور مریدین میرے لئے گرم کرتے ہیں کہ ٹھنڈی ہوا میں خود کو زحمت دے کر دریا پر جا کر وضو مت کرو لیکن یہ اس سے باز نہیں آتا۔ دوستوں نے یہ مژدہ مولانا شہاب الدین کو منایا بہت مسرور ہوئے ''اس جوان سے،، حضرت کی مراد آپ ہی کی ذات تھی۔

ایک روز حضرت سلطان المشائخ تشریف فرما تھے اور آپ کے اصحاب (خلفاء) اپنے اپنے خلافت نامے پیش خدمت کر رہے تھے جن پر آپ اپنی مُہر ثبت فرما رہے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ نے مولانا شہاب الدین سے فرمایا کہ تم اپنے خلافت نامے کو ترتیب کیوں نہیں دیتے؟ جناب مولانا نے انکسار کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ اس واقعہ کے بہت عرصہ بعد آپ کو خلافت سے سرفراز کیا گیا۔ حضرت مولانا شہاب الدین کو حضرت کے دوسرے خلفاء کے مقابلے میں سماع سے بہت زیادہ شغف تھا۔ جب مولانا کو سفر آخرت پیش آیا تو خانقاہ کے قریب ہی اُس قبر میں آپ کو دفن کیا گیا جو آپ نے اپنی زندگی میں بنوائی تھی۔

حضرت مولانا برہان الدین غریب

آپ بھی حضرت سلطان المشائخ کے خلفاء میں سے تھے، آداب کوشی اور احباب نوازی میں بہت مشہور تھے۔ بہت ہی روشن اور لطیف طبع رکھتے تھے ان کو حضرت سلطان المشائخ سے خلوص، اعتقاد اور اطاعت کیشی جسقدر تھی وہ دوسرے اصحاب سے کہیں زیادہ تھی۔ اس عقیدت کیشی کا ایک معمولی سا نمونہ یہ ہے کہ جب تک آپ زندہ رہے آپ نے کبھی غیاث پور کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے (کہ یہ ادب شیخ کے خلاف ہے) یہ حال ادب کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوا۔ ارادت اور عقیدت میں بھی آپ اکثر اصحاب سے بڑھ کر تھے اور دوستی اور محبت کی راہ میں آپ سب سے آگے تھے۔

ظرافت کلام اور لطافت طبع تو گویا ایک آیت تھی جو آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی تھی۔ چنانچہ میر حسن، امیر خسرد اور دوسرے خوش طبع حضرات آپ کے والہ و شیفتہ تھے۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود ادرھی نے علوم عجیبہ وغریبہ آپ ہی سے حاصل کئے تھے۔ ایک روز سلطان المشائخ نے شیخ نصیر الدین اددھی سے دریافت کیا کہ کہاں رہتے ہو اور کس سے تحصیل علم کر رہے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ مولانا برہان الدین غریب کے یہاں رہتا ہوں اور اُن ہی سے تحصیل علم کر رہا ہوں۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا:۔

مصرع

مردرہ باش ہر کجا خواہی باش

ترجمہ:۔ جہاں کہیں رہو مرد باتقویٰ اور پاک وصاف ہوکر رہو۔

مولانا برہان الدین غریب وجد وحال میں ایک طرز خاص کے موجد تھے۔اگر کسی دوسرے شخص سے اس طرز کا وجد وحال ظہور میں آتا تو لوگ کہتے کہ یہ نقل ہے (یہ تو وہی طرز ہے)

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ کی خاطر شریف کو مولانا برہان الدین غریب کی جانب سے کچھ ملال پہنچا تھا جس کی صورت یہ ہوئی کہ جب مولانا برہان الدین غریب بہت بوڑھے ہو گئے اور عمر ستر سال ہوگئی اور چٹائی کے فرش پر بیٹھنا آپ کے لئے مشکل ہو گیا تو آپ نے ایک کمبل کو دوہرا کر کے سجادہ کی طرح چٹائی پر ڈال دیا اور اس پر بیٹھنا شروع کر دیا۔مولانا علاؤ الدین زنبیلی اور ملک نصرت نے اس صورت حال کو کچھ اور ہی رنگ دیکر حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں پیش کیا اور یہ ظاہر کیا کہ مولانا برہان الدین نے شیوخت اور سجادگی کا ڈول ڈال لیا ہے۔حضرت سلطان المشائخ یہ بات سنکر رنجیدہ ہوئے۔اس کے بعد مولانا حسب دستور حاضر خدمت ہوتے تو سلطان المشائخ ان کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔جب مولانا نے یہ دیکھا کہ حضرت کا ملال خاطر کسی طرح دور نہیں ہوتا تو وہ گھر کو ماتم کدہ بنا کر بیٹھ گئے۔آپ کے دوست احباب ماتم پرسی کے لئے آتے تھے۔ایک روز حضرت امیر خسرو تشریف لائے تو ان کو شدید رنج اور تکلیف کے عالم میں پایا۔حضرت امیر خسرد نے سلطان المشائخ کی خدمت میں عفو تقصیر کے لئے عرض کیا اور مولانا برہان الدین نے بھی بدل وجان توبہ واستغفار کی۔حضرت سلطان المشائخ نے ان کی غلطی کو معاف فرما دیا۔اس واقعہ کے بہت عرصہ بعد آپ کو خلافت کے شرف سے مشرف کیا گیا۔

حضرت سلطان المشائخ کے وصال کے بعد مولانا برہان الدین خلق خدا کی رہنمائی فرماتے رہے، پھر آپ دیوگیر چلے گئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت مولانا علاء الملۃ والدین زنبیلی

مولانا علاؤ الدین زنبیلی بھی حضرت سلطان المشائخ کی خلافت سے مشرف تھے مولانا علاؤ الدین زنبیلی فصاحت وبلاغت زبان وبیان میں بے عدیل وبے مثل تھے۔معارف طریقت کے دقائق کی تشریح ووضاحت میں ان کا کوئی ہمسر نہیں تھا آپ نے عبدالسلام فرید الدین شافعی سے جو اودھ میں مقیم تھے تفسیر کشاف پڑھی۔مولانا شمس الدین یحیٰ اور بعض دوسرے علمائے عصر آپ کے ہم درس تھے۔

ایک روز حضرت سلطان المشائخ نے بام خانہ پر نماز باجماعت ادا فرمائی، مولانا علاؤ الدین اور ان کے ساتھ بعض دوسرے لوگ بہت دیر میں آئے ان حضرات نے دوسری جماعت کی اور مولانا علاؤ الدین زنبیلی نے امامت کا فریضہ انجام دیا۔آپ کی قرأت کالحن عجیب وغریب تھا اور اس میں اسقدر نغمگی تھی کہ سلطان المشائخ نے بڑی توجہ سے

http://Ashrafi.org

آپ کی قرأت کو سنا اور اقبال خادم کو حکم دیا کہ یہ میرا مصلّٰی لے جا کر مولانا کو دے دو۔ جب مولانا نے سلام پھیرا تو اقبال خادم نے مصلّٰی پیش کیا۔ آپ نے بڑی عزت وتکریم کے ساتھ اس کو قبول کرلیا۔

مولانا علاؤالدین زنبیلی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں خلافت کا بار نہیں اٹھا سکتا ہوں۔ ہر چند کہ مجھے اس سعادت سے سر بلند کیا گیا ہے لیکن میں خود کو اس سعادت کے قابل نہیں پاتا۔ ہمیشہ اسی طرح کا عجز وانکسار فرمایا کرتے تھے (آپ امیر حسن سجزی) کے مرتبہ ملفوظات ''فوائدالفواد،، کا بہت زیادہ مطالعہ کیا کرتے تھے اور اس کو حصول دولت ودارین کا موجب اور سعادت کونین کے وصول کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

مولانا نے اپنی زندگی ہی میں اپنی قبر بنوادی تھی اور یہ عمارت حضرت سلطان المشائخ کی خانقاہ کے چبوترے پر جو اندرونی دہلیز کے دروازے کے سامنے دوسرے احباب کی قبور سے متصل ہے۔

حضرت مولانا وجیہہ الدین یوسف کلا کہری

مولانا وجیہہ الدین یوسف کلا کہری حضرت سلطان المشائخ کے ایک صادق دواثق خلیفہ تھے۔ زہد وعبادت میں نظیر نہیں رکھتے تھے۔ مولانا برہان الدین کا حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں شرف یاب ہونے کا باعث آپ ہی ہوئے تھے جس طرح خود مولانا وجیہہ الدین مولانا عمر کلا کہری کے واسطہ سے خدمت میں باریاب ہوئے تھے۔ سلطان المشائخ سے نسبت اور شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ ایک دن حضرت کی خانقاہ کی طرف جب روانہ ہونے لگے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس راہ کو قدموں سے نہیں بلکہ سر کے بل طے کرنا چاہیئے

بیت

عاشقی کو زسر قدم نکند
راہ معشوق راقدم نزند

ترجمہ:۔ عاشق جب تک سر کو قدم نہیں بنالیتا اس وقت تک معشوق ومحبوب کے راستہ پر قدم نہیں رکھتا۔ یہی باتیں کررہے تھے کہ آپ پر ایک عجیب قسم کی کیفیت طاری ہوگئی اور معلق ہوکر اس راستہ کو طے کیا۔ آپ کے اصحاب کا خیال تھا کہ یہاں سے غیاث پور کا فاصلہ کافی ہے لیکن مولانا وجیہہ الدین نے تین قلابازیوں میں یہ تمام راستہ طے کرلیا اور خانقاہ پہونچ گئے

شعر

براہ دوست گر عاشق زند گام
نداند رفتن رہ راسر انجام

ترجمہ:۔ عاشق جب دوست کے راستہ میں قدم رکھتا ہے تو پھر وہ اس راہ کے سرانجام کو نہیں سوچتا حضرت سلطان المشائخ نے جسقدر پاکیزہ کلمات آپ کے بارے میں فرمائے ہیں کم ہی کسی کی نسبت ایسا فرمایا ہوگا۔

http://Ashrafi.org

ولایت چندیری کا حکمران تمر نامی شخص تھا اس نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر خلیفہ موسیٰ کو چندیری کے لئے نامزد فرما دیا جائے تو ان کی تشریف آوری کی برکت سے میری ملکی مہمات کامیاب ہوجائیں گی اور شورش ختم ہوجائیگی حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اس کام کے لئے مولانا یوسف مناسب رہیں گے۔ چنانچہ اقبال خادم نے حضرت کے اشارے کے بموجب خلعت خلافت حاضر کی، حضرت نے آپ کو خلعت خلافت پہنائی اور آپ کو تمر کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ حضرت نے سب سے پہلی نصیحت ان کو یہ فرمائی کہ رہنے سہنے کے ہر حال میں میری پوری پوری پیروی کرنا اور ایک لمحہ کے لئے بھی ملاحظہ (مراقبت) سے خالی نہ رہنا۔ ان دو کلمات میں حضرت نے خلوت خانے کے تمام اسرار آپ کو تفویض فرما دیئے۔

جب مولانا دائی چندیری کے ساتھ نواح چندیری میں پہونچے تو چند ہی دن میں اس کو فتح حاصل ہوگئی اور اسکی تمام مہمات سر ہوگئیں۔ پھر آپ نے چندیری ہی کو اپنا مسکن اور وطن بنالیا۔ اس دیار کے لوگ اگر کبھی سلطان المشائخ کی خدمت میں ارادت کے لئے حاضر ہوتے تو آپ اُن سے فرماتے کہ میرے بھائی یوسف وہاں موجود ہیں تم ان ہی سے استفادہ کرو اور ان ہی کے مرید ہو جاؤ۔

حضرت خواجہ ابوبکر شہرہ

حضرت خواجہ ابوبکر شہرہ حضرت سلطان المشائخ کے مخلص احباب اور حضرت سے خلافت پانے والے اصحاب میں سے تھے، حضرت سلطان المشائخ کے حضرت گنج شکر کی ارادت سے شرفیاب ہونے کے پہلے سے آپ حضرت سلطان المشائخ کے رفیق دہم صحبت تھے اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ کو قول دیا تھا کہ جب آپ کو حضرت گنج شکر سے ارادت وخلافت حاصل ہوگی تو میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو آپ کا مرید ہوں گا۔ پس جب اس وعدہ کے ایفا ہونے کا وقت آیا تو انہوں نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کیا کہ اب بندہ آپ کی ارادت کے شرف سے مشرف ہونا چاہتا ہے۔ مجھے یہ توقع اور امید ہے کہ ارادت کے وقت آپ کو حضرت مرشد سے جو نعمت بھی ملی ہے وہ میرے حصہ میں آئے گی (مجھے عطا ہوگی) حضرت سلطان المشائخ نے ان کی یہ درخواست قبول فرمائی اور ان کو بیعت کر لیا اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ جو شخص سب سے پہلے مجھ سے بیعت ہوا وہ ایک مرد صالح ہے۔

حضرت قاضی القضاۃ قاضی محی الدین کاشانی

قاضی محی الدین کاشانی جو حضرت کے مخلصین اور آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ علوم غریبہ اور خصائل عجیبہ سے آراستہ تھے۔ آپ کے جد محترم قاضی قطب الدین کاشانی شہر کاشان کے استاد تھے، ان تمام فضائل وشمائل کے باوجود جب آپ حضرت کے شرف ارادت سے مشرف ہوئے تو اس ارادت کے حصول کو ایک بہت ہی عظیم اور خوشگوار دولت سمجھا

شعر

شریف وقدوہ اصحاب علم بود برد
نگار صدق وارادت بدست اور بستند

http://Ashrafi.org

ترجمہ:۔ چونکہ وہ ایک شریف انسان اور پیشوائے اصحاب علم تھے لہٰذا شوق ارادت کے نقش ونگاران کے ہاتھوں پر بنائے گئے یا صدق وارادت کا معشوق ان کے ہاتھ آگیا۔

جب حضرت قاضی محی الدین سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے تو شب وروز حضرت ہی کی خدمت میں بسر کرتے تھے۔ برخلاف دوسرے حضرات کے کہ ان کو یہ دولت حاصل نہیں تھی۔ اسی بناء پر جسقدر رحقائق اور وقائق معرفت وطریقت آپ حضرت سلطان المشائخ سے دریافت کیا کرتے تھے دوسروں کو اس قدر موقع میسر نہیں آتا تھا۔ جب آپ ارادت وخلافت سے مشرف ہوئے تو اپنی جاگیر کے اسناد اور مزارع کے فرامین حضرت سلطان المشائخ کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے اور فقر ومجاہد کی راہ کو اختیار کرلیا۔ آپ کے خلافت نامہ میں حضرت سلطان المشائخ نے خاص اپنے قلم سے یہ الفاظ تحریر فرمائے تھے:۔

ترجمہ خلافت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''تم کو تارک دنیا رہنا چاہیئے۔ دنیا اور ارباب جاہ کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیئے۔ گاؤں، علاقہ، روزینہ اور وظیفہ قبول نہ کرنا، بادشاہوں کا انعام قبول نہ کرنا، اگر کوئی مسافر تمہارے پاس آئے اور اس وقت تمہارے پاس (اس کے لئے کچھ نہ ہو) تو اس حالت کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت سمجھنا اور اس کے لئے کسی قسم کی تکلیف نہ کرنا (کہ کہیں سے کچھ حاصل کرلو) ورنہ تم ایک بڑے جال میں پھنس جاؤ گے۔ اس دام میں نہ پھنس جانا، اگر تم نے یہ جو کچھ میں نے تم کو حکم دیا کرو گے اور میں تمہاری ذات سے گمان رکھتا ہوں کہ تم ویسا ہی کرو گے تو تم میرے خلیفہ ہو اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر نگہبان اور نگران ہے۔'' آپ کی رحلت سلطان المشائخ کے حضور میں ہوئی۔

حضرت مولانا وجیہہ الدین

حضرت مولانا وجیہہ الدین پایلی حضرت کے خلفائے کاملین میں سے تھے اور زہد وتقویٰ میں سب سے سبقت رکھتے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ ایک بار جب مولانا وجیہہ الدین حضرت گنج شکر کے مقبرہ منورہ کی زیارت کے لئے اجودھن تشریف لے گئے اور زیارت کی تو آپ کی مرقد مبارکہ سے آواز آئی کہ ''اے پایلی کے ابوحنیفہ! آو۔'' اس آواز کو تمام لوگوں نے سنا۔

ایک دن حضرت سلطان المشائخ کی خانقاہ میں بہت زیادہ اژدہام تھا۔ بڑی کثرت سے لوگ موجود تھے۔ اس اژدہام میں مولانا وجیہہ الدین کے پاپوش گم ہوگئے جب حضرت سلطان المشائخ نے سنا کہ مولانا کے پاپوش گم ہوگئے ہیں تو آپ نے اپنے پاپوش آپ کو بھیج دیئے۔ مولانا نے حضرت سلطان المشائخ کے کفش کو اپنے عمامہ کے پیچ میں رکھ لیا اور عجیب ذوق وشوق کی حالت میں گھر کو روانہ ہوئے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ جوتیاں تو آپ کو پہننے کے لئے دی گئی ہیں، آپ ان کو پہنتے کیوں نہیں؟ آپ نے ان کو جواب دیا کہ یہ تو میرا تاج ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا

شعر

بر سر خود برگرفت این خاک راہ

تاج دولت راکہ دادہ بادشاہ

ترجمہ:۔ بادشاہ نے جوتاج دولت مجھے عطافرمایاہے وہ اس خاکسار (خاک راہ) نے اپنے سر پر رکھ لیا ہے جب آپ کاوصال ہواتو آپ کوحوض شمسی کے کنارے دفن کیا گیا۔

حضرت مولانا فخر الملة والدّین

حضرت مولانا فخر الدین بہت ہی پرہیزگاراور عبادت گزار فرد تھے۔ حضرت سلطان المشائخ سے خلافت حاصل ہوئی۔ آپ حافظ کلام ربانی تھے اور آپ کی بزرگی کا یہ عالم تھا کہ کرامت سے بہت اعراض کرتے تھے۔ ایک روز حضرت مولانا صاحب کو بہت زیادہ پیاس محسوس ہوئی اوراس وقت کوئی شخص موجود نہیں تھا کہ اُس سے پانی مانگیں غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوااوراس ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا ایک کٹورا تھا۔ جب آپ نے وہ کٹورا دیکھا تو ہاتھ مار کر اس کٹورے کو توڑ دیا اور فرمایا کہ میں کرامت کا پانی نہیں چاہتا،،۔ جب سلطان المشائخ نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا ''کرامت کو رونہیں کرنا چاہیئے۔،، جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کو سلطان المشائخ کی درگاہ کے احاطہ میں دفن کیا گیا۔

حضرت مولانا فصیح الدّین

حضرت مولانا فصیح الدین ارباب فصاحب کے پیشوااور اصحاب بلاغت میں منتخب تھے آپ بھی حضرت سلطان المشائخ کے خلفاء میں سے تھے، چونکہ آپ انواع علوم وفضائل سے آراستہ اورزہد وتقویٰ کے لباس سے پیراستہ تھے اس بناء پرارادت، خلافت کے مرتبہ میں دوسرے اصحاب پر سبقت رکھتے تھے۔

جب قاضی محی الدین کاشانی اور جناب مولانا فصیح الدین حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت سلطان المشائخ نے جناب قاضی محی الدین کو جلد ہی مرید کرلیا اور مولانا فصیح الدین سے فرمایا کہ میں حضرت شیخ کبیر (حضرت گنج شکر) کی روحانیت سے اجازت طلب کروں گا۔ جیسا کہ فرمان ہوگا اس کو بجالاؤں گا۔ چنانچہ ایک مدت کے بعد جناب مولانا کو حلقۂ ارادت میں داخل فرمایا۔ واضح رہے کہ جب مشائخ ہند کے باب میں حضرت کبیر استعمال کیا جائے تو اس سے مراد حضرت گنج شکر ہوتے ہیں اور حضرت شیخ اکبر سے مراد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی ذات ہوتی ہے۔ مولانا فصیح الدین نے بھی حضرت سلطان المشائخ کی حیات ہی میں وفات پائی۔

حضرت امیر خسرو دہلوی

ملک فضائل کے بادشاہ اور کمالات کی سلطنت کے سلطان حضرت امیر خسرو ترک اللہ حضرت سلطان المشائخ کے مخصوص خلفاء اور ندیموں میں سے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ جس قدر ظاہری اور باطنی التفات آپ سے رکھتے تھے۔ بہت کم کسی کو یہ شرف حاصل تھا۔ آپ کے حالات ابتداء سے آخر تک ''لطیفۂ شعراء،، میں بیان کئے جائیں گے (انشاءاللہ تعالیٰ)

http://Ashrafi.org

قطعہ

درپیش شعر خسروشکر اگر زندم — گونید راست طبعان شیرین زبان ندارد
درگفتن معارف اصحاب معرفت را — چون این جہان معنی دیگر زمان ندارد
ہر درکہ ریخت یزدان درمعدن نظامی — جز جان ترک دلہا دیگر مکان ندارد

ترجمہ:۔اگر خسرو کے شعر کے سامنے شکر مقابلہ کا دعویٰ کرے تو انصاف پسند یہی کہیں گے کہ شکر شعر کے مقابلے میں شیرین زبان نہیں ہے۔اصحاب معرفت کے معارف بیان کرنے میں سوائے اس ذات کے جو جہان معنی ہے، زمانہ اور کوئی ہستی نہیں رکھتا ہے۔یعنی خسرو کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے نظامی گنجوی کی کان میں جو جواہر پیدا کئے ہیں اس کے رکھنے کے لئے سوائے ترک دل کے جان کے پاس کوئی اور جگہ نہیں ہے۔

حضرت امیر حسن

خیالات غریب اور نکات عجیب کے اختراع کرنے والے حضرت امیر حسن بھی آپ کے خلفاء میں سے تھے۔آپ نے حسن معنوی کو آبدار اشعار کی صورت میں اور سیرت کی نازک ولطیف الفاظ میں تصویر کشی کی ہے۔حضرت سلطان المشائخ جس لطف واحسان کا اظہار ان دو حضرات (امیر خسرو اور امیر حسن) کے سلسلہ میں بیان فرمایا کرتے تھے، ایسا کسی دوسرے کے بارے میں ظہور میں نہیں آیا حضرت امیر حسن اور امیر خسرو ظاہری وباطنی اسرار سے مخصوص تھے۔

قطعہ

حافظ گوہر نظامی را — جز حسن نیست کس بحسن مقال
ہمہ الفاظش اززبان فصیح — تازگی دارد وخیال وکمال

ترجمہ:۔سوائے امیر حسن کے حسن مقال کے ساتھ نظامی گنجوی کے جواہر کا اور کوئی حفاظت کرنے والا نہیں ہے۔ان کی زبان فصیح ہے۔جس قدر الفاظ ادا ہوتے ہیں ان میں تازگی بھی ہوتی ہے اور کمالات خیال کے مظہر بھی ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا بہاء الملّۃ والدّین اَدھمی اودھی

آپ حضرت سلطان المشائخ کے کامل خلفاء اور ندیموں میں سے تھے۔کبھی کبھی لوگ آپ کو دارالامانی بھی کہا کرتے تھے۔ زیور علم سے آراستہ اور خلعت معانی سے پیراستہ تھے۔ان کی تجرید کا یہ عالم تھا کہ دوسرے اصحاب اس سے محروم تھے۔
آپ اپنے وطن مالوف (ملتان) کو ترک کر کے حضرت سلطان المشائخ کی ارادت میں داخل ہوئے اور ظاہری وباطنی کمال کے حصول میں اس درجہ کوشش وسعی کرتے تھے کہ ہر روز دریا (دریائے جمنا) عبور کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور اس طرح ہر لحظہ وہر نفس ان کو دریائے ماسوٰیٔ سے عبور میسر آتا تھا (دریائے جمنا عبور کر کے حضرت کی خدمت میں پہونچتے اور فیضیاب ہوتے)

حضرت شیخ مبارک گوپاموی

آپ اپنے پیر (سلطان المشائخ) کی محبت سے سرشار اور مرشد کی دوستی میں بے نظیر تھے۔

http://Ashrafi.org

آپ کو امیر داد بھی کہا جاتا تھا۔آپ حضرت سلطان المشائخ کے خلفاء میں سے ہیں۔حضرت سلطان المشائخ نے محبت نامے اور محبت وخلوص پر مشتمل مراسلے جسقدر آپ کو تحریر فرمائے ہیں وہ بہت کم کسی دوسرے کو لکھے گئے ہوں گے۔

حضرت سلطان المشائخ کے بعض مریدین ومعتقدین جیسے شیخ نصیرالدین محمود، مولانا علاؤالدین وغیرہ جب سلطان المشائخ سے شرف نیاز حاصل کر کے اپنے اپنے وطن کو مراجعت فرما ہوتے تو حضرت ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ''راستہ میں میرے بھائی شیخ مبارک گوپاموی سے ملتے ہوئے جانا۔،،حضرت سلطان المشائخ آپ کے حقوق کی ادائیگی کا اسقدر اہتمام کرتے تھے کہ دوسرے کسی شخص کے لئے یہ اہتمام نہیں ہوتا تھا۔

حضرت خواجہ مویدالدین کرہؒ

آپ کا ظاہر علوم سے آراستہ اور باطن فضائل وکمالات سے پیراستہ تھا۔حضرت سلطان المشائخ کے خلفائے مخلصین میں سے تھے۔ابتدائے حال میں بڑے صاحب شان وشوکت اور متمول فرد تھے۔جب حضرت کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے تو مالی مشاغل سے دست کش ہوگئے اور شان وشوکت کو ترک کر دیا اور مجاہدہ، ریاضت اور راہ سلوک کو اختیار کرلیا۔جب سلطان علاؤالدین (خلجی) سریرآرائے سلطنت ہوا اور اورنگ حکومت پر جلوس فرمایا تو ان کو اپنے حضور میں طلب کیا تاکہ ان کو کسی منصب پر فائز کردے۔امراء شاہی نے عرض کیا کہ وہ تو اب ارباب تصوف کے ارادت مند ہوگئے ہیں اور صوفیوں کی سیرت اختیار کر لی ہے اور انہوں نے سلطان المشائخ کی خدمت کا شرف حاصل کرلیا ہے۔

حضرت شیخ قطب الملۃ والدین

آپ علم وعمل میں یگانہ روزگار تھے اور حضرت سلطان المشائخ کے خلفائے کاملین اور ندمائے خاص سے تھے۔آپ کے آباد اجداد بھی گوشہ نشین حضرات تھے،انہوں نے تمام عمر گوشہ نشینی میں گزاری تھی۔انہوں نے اموال دنیا اور اصحاب جاہ وثروت سے تعلق نہیں رکھا۔اس درجہ قانع تھے کہ افاضل روزگار نے ان کے بارے میں کہا ہے۔

شعر

شیر نر بوسد بہمت مردقانع راقدم

مادہ سگ خاید بدندان پای مردی ہر دری

ترجمہ:۔جو شیر نر ہے ہمت سے مرد قانع کے قدم چومتا ہے اور کتیا تو ہر بیگانہ شخص کو کاٹتی ہے آپ صرف نماز پنجگانہ اور نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے خلوت سے باہر قدم نکالتے تھے اس کے علاوہ نہیں،آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ہانسی کے مشائخ کے آپ پیشوا تھے۔سلطان المشائخ سے ان کو اسقدر محبت تھی کہ جب کوئی آپ کے سامنے حضرت سلطان المشائخ کا نام لیتا تو آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتی تھیں۔

شعر

بیاد قامت اان نازنین سرشک دوچشم

بہرزمین کہ ببارد درخت ناز برآید

ترجمہ:۔اس نازنین کی قامت کی یاد میں میری آنکھوں سے اس طرح آنسوگرتے ہیں کہ اگروہ کسی زمین پرگریں تواس زمین سے درخت نازاُگ آئے۔

سلطان المشائخ سے نہایت درجہ محبت اورآپ کی ذات گرامی سے ان کواس درجہ شغف تھا کہ وہ دہلی چھوڑ کرحضرت کبیر (گنج شکر) کے مزارمبارک کی زیارت کے لئے کبھی نہیں گئے۔

حضرت شیخ قطب الدین منوّر

حضرت قطب الدین منوّراورحضرت شیخ نصیرالدین محمودحضرت سلطان المشائخ کے قدیم ترین خلفاءاورظریف ندیموں میں سے تھے۔یہ دونوں اکابرایک ہی روزحضرت کی خلافت سے مشرف ہوئے۔جب خرقۂ خلافت شیخ قطب الدین کوآپ نے پہنا دیا تو ارشادفرمایا کہ اب شیخ نصیرالدین محمودکو بلاؤان کوبھی خرقۂ خلافت پہنایا جائے۔جب وہ حاضرہوئے توان کوخرقۂ خلافت حضرت نے پہنایاتمام اصحاب نے مبارکباد پیش کی۔

حضرت سلطان المشائخ نے ارشادفرمایاکہ تم دونوں ایک دوسرے سے بغلگیرہواورعطائےخرقہ میں جوتقدیم وتاخیرہوئی ہے اس سے آزردۂ خاطرنہ ہوتاکہ تم دونوں کامرتبہ میری نظرمیں یکساں ہےاورپھریہ مصرعہ ارشادفرمایا

مصرعہ

خضرہمان ست مسیحاہمان

ترجمہ:۔وہی خضرہےوہی مسیحا۔

ایک دن حضرت سلطان المشائخ بیٹھے ہوئے تھے۔ان حضرات کی تعریف وتوصیف کسی نے کی توفرمایاکہ یہ دونوں عزیز میر سے مرغ حال کے دوباز ہیں کہ ان ہی کے چنگال میں سب پرداز کرتے ہیں۔

اتفاق سے ایک روزحضرت شیخ قطب الدین نے حضرت شیخ نصیرالدین محمودسے کہا کہ حضرت سلطان المشائخ نے جواسرارتم پرمنکشف کئے ہیں مجھےبھی اُن سے آگاہ کرو۔انہوں نے کہا کہ انصاف شرط ہے کہ جواسرارسلطان المشائخ نےتم پرظاہرکئے ہیں اُن سے تم مجھےآگاہ کرو۔پھردونوں حضرات نے کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔پھران حضرات نےخودہی یہ شعرپڑھا

بیت

عشقی کہ زتودارم ای شمع چگل

دل داندومن دانم ومن دانم ودل

ترجمہ:۔اے چین وچگل کےحسین میرے دل میں تیری جومحبت ہےاسکوبس دل جانتاہےاورمیں جانتاہوں

پھر یا میں جانتا ہوں اور یہ دل جانتا ہے اور کوئی واقف نہیں ہے۔

جب حضرت سلطان المشائخ نے یہ بات سنی تو بڑی تعریف کی جب آپ نے شیخ قطب الدین کو رخصت کیا تو فرمایا کہ کتاب عوارف المعارف تو تمہارے جد شیخ جمال الدین ہانسوی نے حضرت شیخ کبیر سے خلافت حاصل کرنے وقت حاصل کی تھی۔ میں نے بھی حضرت شیخ کبیر (گنج شکر) سے خلافت پائی اور حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی نے میری تربیت فرمائی اور مجھ پر انعام واکرام فرماتے تھے۔ جب میں اُن سے رخصت ہونے لگا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کتاب جو حواشی وفوائد سے آراستہ ہے میں تم کو دیتا ہوں لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ کہ میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند تمہارے پاس آئے گا اس کو تم اس نعمت اور دولت کے دینے میں دریغ نہیں کروگے جو میں نے تم کو عطا کی ہے۔ پس اس وعدے کے بموجب جو تمہارے جد محترم سے ہوا تمہاری کتاب اب میں تم کو دیتا ہوں اور ان سے حاصل کی ہوئی نوازش اور تربیت میں تم کو سونپتا ہوں۔ ہرگز ہرگز تم اس بات کو سرسری اور معمولی بات نہ سمجھنا کہ میں ایک عظیم نعمت تمہارے سپرد کر رہا ہوں۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ہر چند سلطان المشائخ کے تمام خلفاء مسند شیوخت اور ارشاد پر متمکن ہوتے ہوئے شریعت واحکام دین کے اطاعت گزار تھے (شریعت مطہرہ کے پورے پورے پابند تھے) لیکن حضرت شیخ نصیر الدین محمود کو حق تعالیٰ نے جو بزرگی دولایت عطا فرمائی تھی اس مرتبہ اور درجہ پر حضرت سلطان المشائخ کے خلفاء میں سے کوئی نہیں پہونچا۔ اس قدر آثار ولایت وکرامت اور انوار ہدایت آپ سے ظہور میں آئے کہ کسی اور سے ظاہر نہیں ہوئے، بلکہ پورے ہندوستان میں کوئی بھی صاحبِ ولایت آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا چنانچہ اس سلسلہ میں یہ سخن بہت مشہور ومعروف ہے۔

قطعہ

غلام بخت بلندش ایاز مقصود است — کسی کہ ہمت او چون نصیر محمودات
شب حصول وصول خدا بمعر اجش — کمینہ منزل وادنی مقام محمود است

ترجمہ:۔ حضرت نصیر الدین محمود کا مقام یہ ہے کہ بلند بخت ایاز اس کا غلام ہے کس کی ہمت ہے جو اس مقام تک پہنچے اگر کسی کو خدا کی معراج بھی حاصل ہو جائے تو بھی وہ منزل اور مقام محمود کے مقابلے میں ادنی ہے۔

حضرت قدوۃ الانام مولانا فخر الدین زرّادی

قدوۃ الانام، شیخ الاسلام مولانا فخر الدین زرادی جو زمانے کے نامدار علماء اور فقیہان روزگار میں منتخب تھے۔ حضرت سلطان المشائخ کے اہم ندیموں اور کاملین خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت سلطان المشائخ کے تمام خلفائے کبار اور صاحبان اسرار میں سب سے زیادہ علوم غریبہ اور مسائل عجیبہ کے زیور ولباس سے آراستہ تھے۔ حضرت کا التفات ظاہری وباطنی حضرت مولانا کی نسبت اسقدر تھا کہ دوسرے احباب آپ پر رشک کرتے تھے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ایک دانشور جو مالکی مسلک تھا، بغداد سے حاضر خدمت ہوا۔ یہ دانشور

http://Ashrafi.org

اپنے عہد میں منفرد تھا اور زمانہ کے بہترین صاحبان بلاغت میں اس کا شمار ہوتا تھا۔اس دانشور نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کیا رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آسمان میں ایک دروازہ ظاہر ہوا اور ایک فرشتہ ہاتھ پر طباق لئے ہوئے جس پر سبز کپڑا پڑا تھا زمین پر آیا۔میں نے اس فرشتہ سے پوچھا تم کون ہو اور یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں فرشتہ ہوں اور اس طبق میں علمِ لدنّی میں سے کچھ علوم ہیں اور اس پر جو کپڑا پڑا ہے وہ شریعت ہے میں اس کو ڈھک کر لئے جا رہا ہوں تا کہ ان علوم لدنی کو مولانا فخر الدین زرادی کے سینۂ بے کینہ میں پہنچا دوں۔جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے مولانا زرادی کا پتہ چلایا۔معلوم ہوا کہ وہ حضرت کی خدمت میں ہیں۔حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ہاں وہ بزرگوار ابھی یہاں موجود تھے شاید اس وقت وہ خانقاہ کے گوشہ میں ہوں گے۔جب ان کو تلاش کیا گیا تو واقعی وہ اسی جگہ (گوشۂ خانقاہ میں) موجود تھے، چنانچہ وہ دانشور بڑی تعظیم وتکریم کے ساتھ ان سے ملا اور مولانا نے بھی ان کے ساتھ مکرمت وتعظیم کا اظہار کیا اور ان کو فقہ کی ایک کتاب نذر کی۔

حضرت شیخ تاج الملّۃ والدّین

اصحاب ملاحت میں منتخب اور ارباب صباحت میں صاحب مقام بلند حضرت شیخ تاج الدین جو تقویٰ اور پاکیزگی کے لباس سے آراستہ وپیراستہ تھے۔آپ کے خلفائے کبار اور مخصوص حضرات میں سے تھے۔

ابتدائے حال میں یہ بڑی شان وشوکت کے مالک تھے لیکن جب آخر میں شرف ارادت وخلافت سے مشرف ہوئے تو فقر وفاقہ کی زندگی اختیار کی اور سخت مجاہدہ کرنے لگے اور اسطرح بادیۂ توحید اور وادی تفرید کو طے کیا۔

بیت

مملکت عشق شداز کرم الٰہیم
پشت من وپلاس غم اینست قبائے شاہیم

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عشق کی مملکت میری ملک بن گئی ہے اب اگر میری پیٹھ پر غم کا ٹاٹ ہے تو اب یہ میرے لئے قبائے شاہی ہے۔

آپ صورت وسیرت میں حضرت سلطان المشائخ کی صورتِ جانِ جہان آرا سے مشابہ تھے اور حضرت سلطان المشائخ جان جہان آرا جیسے خصائل رکھتے تھے اس مشابہت کی سعادت کی بدولت حضرت سلطان المشائخ کے مُریدین آپ کے دیدار سے بہت شغف رکھتے تھے اور احباب آپ کے ایثار کی طرف زیادہ مائل تھے

بیت

ازان بپای سہی سوادفتم چون گل
کہ اندکی بشمایل نگار من ماند

ترجمہ:۔میں اس سروسہی کے پاؤں پر پھول کی طرح اس وجہ سے پڑا ہوا ہوں کہ اس میں میرے محبوب

http://Ashrafi.org

کے کچھ شمائل (خوبیاں) موجود ہیں۔

صوفیہ کرام کے مجمع میں اوراس طائفہ علیہ کی محفل میں سماع کا کیف ان پر سب سے زیادہ غالب تھا۔مزامیر کی تھوڑی سی آواز ان کوقوالوں کی طرف کھینچ کرلے جاتی اوراس وقت اگر یہ نقد جان بھی اُن پر نثار کردیتے تو تھوڑا تھاخلعت واموال کا دے دینا تو معمولی سی بات تھی۔

دیوگیر کے سفر میں منزل کستون سے واپسی پر آپ چندروز بیمار رہے۔جب نزع کا عالم ہوا تو ہنسنے لگے۔حاضرین میں سے ایک شخص نے یہ اشعار پڑھے:۔

مثنوی

عاشقی رایکی فسردہ بدید کوہمی مردخوش ہمی خندید

گفت پیرابوقت جان دادن چیست خندیدن وخوش افتادن

گفت خوبان چوپردہ برگیرند عاشقان پیش شان چنین میرند

ترجمہ:۔افسردہ خاطر شخص نے ایک عاشق کودیکھا کہ مر رہا ہے اور ہنس رہا ہے۔اس شخص نے اس سے کہا کہ اے پیر!اس وقت خوش ہونے اور ہنسنے کا کیا موقع ہے؟انہوں نے جواب دیا کہ جب معشوق عاشق سے پردہ ہٹاتا ہے تو اس وقت عاشق اس کے سامنے اسی طرح ہنستے ہوئے جان قربان کردیتے ہیں۔

حضرت مولاناضیاءالدّین برنی

اصحاب ظرافت میں منتخب اورارباب لطافت میں برگزیدہ اورانجمن کے فصحا ہیں سب سے اعلیٰ اور برتر مولاناضیاءالدین جوزیور فضائل سے آراستہ اورشمائل نامتناہی کے اعلیٰ لباس سے پیراستہ حضرت سلمان المشائخ کے خلفائے کبار میں سے تھے اورآپ کی مجلس کے قدیم اصحابِ ظرافت سے آپ کا تعلق تھا۔جس مجلس اور محفل میں آپ موجود ہوتے تھے فضلائے روزگار کے کان ان کی طرف لگے ہوئے ہوتے تھے اورجس محفل میں آپ تشریف فرما ہوتے فصیحانِ روزگار کے ہوش ان کی طرف متوجہ ہوتے۔

کم سنی ہی سے آپ نے مہبط انوار آستانے کی مجاورت اختیار کرلی تھی (آستانہء شیخ المشائخ پر حاضر ہوتے تھے)اوراس منزل اسرار کی حاضری کواپنے لئے لازم کرلیا تھااورغیاث پورکواپناوطن بنالیا تھا۔چونکہ آپ کی طبعیت سلاطین کی محفل کوآراستہ کرنے والی تھی اورآپ امرائے زمانہ کی محفل کورونق بخشنے والے تھے،جوانی ہی میں سلطان محمد انار اللہ برہانہ کی ملازمت اختیار کرلی تھی۔سلطان محمد سے منسلک ہوکرانہوں نے خوب ترقی کی اور دولت وعزت حاصل کی۔سلطان فیروز شاہ کے عہد سلطنت میں چونکہ ان کی عمرستر سال کی ہوگئی تھی لہٰذا یہ شاہی خدمات سے وظیفہ لیکر مستعفی ہوگئے اور گوشہ نشینی اختیار کرلی اورصوفیانہ رنگ میں آگئے اورکُتب کی تصنیف وتالیف میں منہمک ہوگئے۔آپ کی تصانیف اوررسائل میں ثنائے محمدی،صلوٰۃ کبیرہ،حرمت نامہ،عنایت نامہ،الٰہی نامہ،مآثر سادات اورتاریخ فیروزشاہی قابل ذکر ہیں۔

تاریخ فیروزشاہی کو تاریخ ہائے سلاطین میں خاتم کتب کہنا چاہیئے .یہ تاریخ تمام سلاطین کے آثارواحوال کی

http://Ashrafi.org

جامع ہے۔ان تمام کتب و رسائل کو آپ نے بڑی خوبی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ سلطان المشائخ کی صحبت کے اثر سے مشرب صوفیہ میں انتہا کو اور فقر و فاقہ کے مذہب کمال پر پہونچ گئے آپ نے سفر آخرت کو بڑی پا مردی سے طے کیا۔ آپ کی تنگ دستی کا یہ عالم تھا کہ کفن بھی آپ کو فقیرانہ نصیب ہوا اور سلطان المشائخ کے خطیرہ کے قریب اپنی والدہ کے قبر کے پائیں دفن کئے گئے ۔رحمتہ اللہ علیہ۔

حضرت خواجہ مؤید الدین انصاری

قبلۂ ارباب تصوف و کعبۂ اصحاب معرفت ،مظہر انوار دینداری خواجہ مؤید الدین انصاری کا دل جب انقلابِ زمانہ کے باعث کاروبار کی منفعت سے اُچاٹ ہو گیا تب حضرت سلطان المشائخ کی خلافت سے سرفراز ہوئے جس وقت سے آپ شرف ارادت سے مشرف ہوئے پھر کبھی ایک آن کے لئے بھی اربابِ شان و شوکت اور اصحابِ دولت کی طرف آپ نے توجہ نہیں کی۔

آپ کو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور احفاد سے اس قدر لگاؤ تھا اور ان کی فرمانبرداری کا ایسا جذبہ آپ میں تھا جو بہت کم کسی میں ہوگا اور اس وسیلہ سے بارگاہِ خداوندی سے مغفرت کے امیدوار تھے۔ سماع کے شوق اور سوزِ عشق سے سوختگی کا یہ عالم تھا کہ لوگ اس امر میں آپ کی طرف اشارہ کیا کرتے تھے۔ سلطان المشائخ سے جو خلوص اور تعلق خاطر آپ کو تھا بہت کم کسی کو ہوگا۔

حضرت خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ جب میری زوجہ سلطان المشائخ کے شرف ارادت سے مشرف ہوئیں تو انہوں نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کیا کہ بیٹا نہ ہونے کی وجہ سے میں بہت ہی شکستہ خاطر رہتی ہوں۔ آپ نے اقبال خادم کو حکم دیا کہ روٹی (ٹکیہ) اور خرما لے کر آئے۔ جب یہ چیزیں حاضر کی گئیں تو حضرت نے ان کو مرحمت فرمائیں۔ کچھ ہی مدت کے بعد فرزند پیدا ہوا۔ حضرت سلطان المشائخ کے حضور میں اس کو پیش کیا گیا۔ آپ نے محمد نور الدین انصاری نام تجویز فرمایا۔

حضرت خواجہ شمس الدین

جامع فنون خاص اور شان ہائے خلوص کے صاحب شمس الدین، خواہر زادہ امیر حسن شاعر بھی حضرت سلطان المشائخ کے مخلصین میں سے تھے اور شروع سے ہی حضرت سلطان المشائخ سے غایت درجہ محبت رکھتے تھے، نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو اس وقت بھی ان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی تھی۔ جب تک یہ سلطان المشائخ کے جمالِ جہاں آرا کو نہیں دیکھ لیتے تھے اس وقت تک تکبیر تحریمہ نہیں کہتے تھے اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے

شعر

در اثنائے نماز ای جان نظر بر قامت دارم
مگر از قامت خوبت قبول افتد نماز من

ترجمہ:۔اے جانِ من نماز کے درمیان میں اپنی نگاہ تیری قامت پر رکھتا ہوں مگر تیری ہی اس خوبی قامت سے میری نماز قبول ہوتی ہے۔

جب یہ بیمار ہوئے تو علاج کے لئے طبیب کو بلایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ میری بیماری کسی خلط کے فساد کے

http://Ashrafi.org

سبب سے نہیں ہے بلکہ یہ بیماری بے اختلاط کی ہے (مجھے مُرشد کا قرب اوران سے اختلاط حاصل نہیں ہے)

قطعہ

ماجرائے دل دیوانہ بگفتم بہ طبیب   کہ ہمہ شب درچشم است بفکرت بازم

گفت ازین نوع حکایت کہ تو گفتی سعدی   دردعشق است ندانم کہ چہ درمان سازم

ترجمہ:۔میں نے اپنے دلِ دیوانہ کا ماجرا طبیب سے بیان کیا کہ مجھے مرض یہ لاحق ہے کہ تمام رات میری آنکھیں اس دوست کے فکر وخیال میں کھلی رہتی ہیں تو طبیب نے کہا کہ تو نے اے سعدی جو حکایت بیان کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تجھے دردِ عشق ہے اوراس کا علاج میں نہیں جانتا۔

حضرت سلطان المشائخ کو جب آپ کی بیماری کی اطلاع ہوئی تو اس مریضِ محبت کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے ابھی آپ اُن کے مکان تک نہیں پہونچے تھے کہ آپ کے پاس خبر آئی کہ بیمار کاروان سرائے وصال محبوب کی طرف روانہ ہوگیا اور انتقال کے وقت یہ شعر زبان پر تھا

شعر

پیش ازان دم کہ نگارم بعیادت بسر آید

جان بدیدار نگاراز سرحسرت بدر آید

ترجمہ:۔اس وقت سے پہلے کہ وہ محبوب عیادت کے لئے میرے بالین پر آئے اس کے دیدار کے لئے جان حسرت کے ساتھ نکل جاتی ہے۔

مولانا نظام الدین

زائرالحرمین اور سائرالخافقیں مولانا نظام الدین حضرت سلطان المشائخ کے خلفائے کبار سے ہیں آپ کا وطن مالوف شیراز تھا۔لباس تقویٰ سے آراستہ اور زیور زہدوتقویٰ سے پیراستہ تھے۔انواع علوم غریبہ واصناف معلوم عجیبہ پر عبور رکھتے تھے۔آپ اہلِ تصوف کی سیرت اور اربابِ صدق وصفا کی طینت سے بہرہ ور تھے۔نعمتِ سماع سے بھرپور حصہ پایا تھا اوراس کا بڑا ذوق وشوق تھا۔

خواجہ سالارسنین

قدوۃ ارباب عشق ومنتخب اصحاب صدق خواجہ سالار سنین جوشرف زہدوورع سے مشرف اور وصف عبادت وتقویٰ سے متصف تھے،حضرت سلطان المشائخ کے کامل واکمل خلفاء اور ندماء میں سے تھے۔جب آپ حضرت کی ارادت وخلافت سے سربلند ہوئے تو ابتدائے حال ہی سے خلوت نشینی اختیار کرلی تھی۔

حضرت سلطان المشائخ کی صحبت نے ان پر اسقدر اثر کیا کہ جس وقت بھی وہ حضرت کا جمال جہان آراد یکھتے اور حضرت کے علوِ مرتبت کا ان کو خیال آتا توان پر عجیب کیفیت طاری ہوجاتی تھی ان کی حالت سماع دوسرے احباب واصحاب کے مقابلہ میں زیادہ اثر آفرین تھی۔

ایک دن اربابِ ذوق وشوق اور صوفیہ کرام کا مجمع تھا اور قوالوں نے سماع شروع کررکھا تھا حضرت مولانا پر

اس شعر نے ایک خاص اثر کیا۔

شعر

از سر زلف عروسان چمن دست بدارو

بسر زلفش اگر دست رسد باد صبارا

ترجمہ:۔اگر اس محبوب کی زلفوں تک بادِ صبا کا ہاتھ پہونچ جائے تو پھر وہ عروسانِ چمن سے تعلق ختم کر دے۔اخیر عمر میں آپ کو ایک مرض لاحق ہو گیا تھا اور اسی مرض میں آپ نے وفات پائی۔

حضرت مولانا فخر الملّۃ والدّین حیرتی

مولانا فخر الدین حیرتی حضرت سلطان المشائخ کے اصحاب خلافت میں منتخب تھے اور اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ سے آراستہ اور اہل علم کی خصوصیات سے پیراستہ تھے۔آپ پر مشربِ عشق کا غلبہ تھا۔حافظ قرآن تھے اور ایسی عمدہ قرأت سے قرآن پاک پڑھتے تھے کہ اسکو سنتے ہی آپ کے احباب واصحاب رونے لگتے تھے۔

حضرت مولانا شیخ شہاب الدّین کنتوری

حضرت مولانا شیخ شہاب الدین کنتوری زیارت مکہ معظّمہ کے شرف سے مشرف تھے۔آپ بھی حضرت سلطان المشائخ کے خلفائے کبار میں سے تھے۔لطافت طبع وعاطفت ومہربانی میں تمام اصحاب سے ممتاز تھے۔

حضرت سید محمد کرمانی

اولاد رسولؐ میں منتخب اور احفاد حضرت تبولؓ میں برگزیدہ خاندان مرتضوی ومصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرزند یعنی سید محمد حضرت سلطان المشائخ کے خلفائے کبار اور وزرائے نامدار میں سے تھے۔آپ کی ذاتِ مظہر اسرارِ الٰہی ومصدر انوار نامتناہی تھی۔آپ کے والد اور آپ کے دادا بھی اس خاندان شریف اور خانوادۂ لطیف سے ارادت وخلافت یافتہ تھے۔

جب سیّد محمد نے بحکم الٰہی اس دنیا میں قدم رکھا تو آپ کو حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں لایا گیا۔آپ کے جد محترم سیّد محمد کرمانی اور آپ کے گرامی قدر نانا بھی خدمت والا میں موجود تھے۔ان حضرات نے ان کا نام تجویز کرنے کی ہر ایک سے درخواست کی لیکن ازراہِ انکسار کسی نے نام تجویز نہیں کیا۔جب ان حضرات نے حضرت سلطان المشائخ سے درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ میرا نام بھی محمد ہے اور اس بچے کے دادا کا نام بھی محمد ہے۔پس مولانا مناسب یہ ہے کہ ان کا نام بھی محمد رکھا جائے۔یہ سنکر حاضرین میں سے ہر شخص نے مبارکباد پیش کی اور دعائے خیر وبرکت فرمائی۔ان تمام دعاؤں کی قبولیت بہت جلد ظاہر ہوگئی۔

جب سید محمد بالغ ہوئے تو ان کے والد حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں ان کو لے کر حاضر ہوئے اور آپ کا مرید کرایا۔

جب آپ جوان ہوئے تو زمانے کے کاروبار میں لگ گئے بانیہمہ آپ کو اس زمانے میں جاہ وجلال کے اعلیٰ مراتب کے حصول سے اعراض تھا بلکہ مجاہدہ اور مشاہدہ کے راستہ پر لگ گئے اور حضرت سلطان المشائخ کی حضوری کا شرف حاصل کیا یہاں تک کہ آپ کو حضرت کے اصحاب کبار داصحاب نامدار میں شمار کیا جانے لگا۔آپ نے

http://Ashrafi.org

اس سلسلہ میں ایک عظیم خدمت انجام دی اور وہ یہ کہ حضرت سلطان المشائخ کے الفاظِ متبرکہ اور اقوال مقدسہ کو جمع کیا (جو آج بھی سیر الاولیاء کے نام سے موجود ہے) اگر چہ جمع ملفوظات کی خدمت دوسرے اکابر واماثر (مثلاً امیر حسن اور امیر خسرد) نے بھی انجام دی لیکن حضرت سلطان المشائخ کے ارشادات گرامی اور ملفوظات سامی کو ان سے بہتر طریقے پر اور کوئی جمع نہیں کر سکا۔ ان کے جمع کردہ ملفوظات تمام طائفوں میں مقبول ہیں اور تمام طبقوں میں ان کو بہت اہم اور گراں مایہ سمجھا جاتا ہے۔

ان ملفوظات کے ذریعہ بادیۂ ضلالت کے بہت سے گم گشتگان ہدایت یاب ہوگئے اور منزل حقیقت کا راستہ نہ پانے والے بہت سے لوگوں نے راستہ پالیا اور یہی گم کردہ راہ اصحاب عرفان کا مقصد بن گئے اور ارباب وجدان کا مطلوب قرار پائے۔ یہی ہدایت یافتہ حضرات، حضور کی رونمائی کرنے والا آئینہ اور معبودِ حقیقی کی معرفت کا راز طشت از بام کرنے والا جام بن گئے۔

حضرت جمشید قلندر

خورشید فلک منظر حضرت جمشید قلندر حضرت کے مخلص خلفائے کبار میں سے تھے۔ جمشید اس عصر کے قلندروں کی جماعت کے پیشوا اور ارباب تجرید کے سربراہ تھے۔ جب حضرت سلطان المشائخ کی شرفِ ملازمت سے مشرف ہوئے تو چند روز تک اس عالم پناہ خانقاہ میں مقیم رہے اور دارادت کی نظریں آپ پر پڑیں اور الہامات کی نگاہوں سے فیضیاب ہوئے تو حضرت کی بندگی اور غلامی کا حلقہ اپنی گردن میں ڈال لیا۔ جب حضرت سلطان المشائخ نے ان کو عطائے خلافت اور ہم نشینی کا اہل پایا، لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی صلاحیت ان میں پیدا ہوگئی تو حضرت نے ان کو خرقۂ خلافت سے ملبوس فرمایا۔

حضرت شیخ حیدر

حضرت علیؓ کی سیرت اور حضرت عثمانؓ کے خصائل سے آراستہ حضرت شیخ حیدر، حضرت کے مخلصین خلفاء میں سے تھے۔ حضرت شیخ المشائخ دوسرے اصحاب کی بہ نسبت آپ سے بہت زیادہ التفات مکرمانہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت کی خدمت گزاری میں اس درجہ کوشاں رہتے تھے کہ دوسرے خدام سے اس خصوصیت میں بڑھ گئے تھے۔

خادم سلطان المشائخ بابا اقبال

خدامِ عظّام کے پیشوا، ملازمان کرام میں منتخب، صاحب جمال وجلال بابا اقبال دوسرے خادمان کے مقابلے میں حضرت سلطان المشائخ کے زیادہ محرم اسرار تھے حضرت سلطان المشائخ جس قدر لطف وعنایت اور مہربانی ان کے حال پر فرماتے تھے، دوسرے خادموں کو یہ بات میسر نہیں تھی۔ اس لئے کہ ظاہر وباطن میں حضرت کے محرم اسرار یہی تھے۔ ہر چند کہ حضرت لالا بھی زیور خدمت سے آراستہ اور خلعت ملازمت سے پیراستہ تھے اور دوسرے خادموں کے مقابلہ میں بہت زیادہ سراہے جاتے تھے اور ان کی تعریف کی جاتی تھی۔ لیکن یہ شرف صرف بابا اقبال کو حاصل تھا کہ وہ ہر ایک راز (اندک وبسیار) کے محرم تھے اور حضرت ہر بات اُن سے فرمادیا کرتے تھے یہاں تک کہ مریدین میں سے اگر کسی سے کوئی لغزش اور خطا سرزد ہوجاتی تو ان کو درمیان میں لاکر معافی طلب کی جاتی تھی۔

حضرت شیخ لطیف الدین

مظہرِ لطائف ومصدرِظرائف حضرت شیخ لطیف الدین حضرت سلطان المشائخ کے مخلصین خلفاء اورصاحب کمال ندیموں میں سے تھے۔آپ کی ذات جسقدر مجمع اسرار اور مرجع انوارتھی ایسا شرف کم کسی کو حاصل تھا۔حضرت سلطان المشائخ نے آپ کے بارے میں بہت کچھ فرمایا ہے اورجیسا کچھ آپ نے ارشادفرمایاوہ تھوڑی مدت ہی میں ظہور میں آ گیا۔حق تعالیٰ نے جس کے نصیب میں جوکمالات مقدر فرمادیئے ہیں وہ ان بزرگوں کی زبان سے صادر ہوجاتے ہیں۔

قطعہ

نباشد آنچہ اندر لوح محفوظ	زایشان اززبان صادرنباشد
بہرچہ نیک دبدگویندایشان	جزآن اندر جہان ظاہر نباشد

ترجمہ:۔جوامر کسی کی نسبت لوح محفوظ میں موجودنہیں ہوتا ہے ان بزرگوں کی زبان سے وہ بات کبھی نہیں نکلتی۔یہ حضرت جو کچھ ارشادفرماتے ہیں خواہ وہ جیسا بھی ہو اس کے خلاف بات کبھی دنیا میں ظہور میں نہیں آتی ہے۔

حضرت شیخ برہان الدّین

حضرت شیخ برہان الدین دولت آبادی جوگوناگوں علوم ظاہری وباطنی سے آراستہ اور ہرطرح کے کمالات صوری ومعنوی سے پیراستہ تھے۔حضرت سلطان المشائخ کے خلفاء میں سے تھے آپ نے جاہ ومرتبت کے اعلیٰ مراتب سے منہ موڑ کر حضرت سلطان المشائخ کی خدمت وملازمت کواختیار کرلیا تھا۔اورحضرت کے خلوص اورخصوصیت سے اسقدرممتاز ہوئے کہ حضرت سلطان المشائخ کی جناب میں جب تک یہ موجودرہتے اس وقت تک حضرت بس آپ ہی کومخاطب فرماتے تھے۔

حضرت ملک زادہ مسعود بک

سعادت سرمدی سے بہرہ وراور سیادت ابدی کے حامل جناب ملک زادہ مسعود بک،فنون فضائل سے آراستہ اور گوناگون خوبیوں سے پیراستہ تھے خاص طور پرفن شاعری میں کمال حاصل تھا۔آپ حضرت سلطان المشائخ کے خلفاء میں سے تھے، چونکہ ابتدائے عمر ہی سے صاحب جاہ وجلال تھے اور منصب کمال رکھتے تھے ادھیڑعمر میں حضرت سلطان المشائخ کی نظرسعادت بخش کے منظور بن گئے اورحضرت کے التفات کی سعادت سے بہرہ ورہوئے توخلوص وعقیدت کے راستے پر بہت تیزی سے بڑھے اور بہت کم مدت میں سلوک کی منازل کو طے کرلیا۔اورحضرت کے جذب جلی سے آپ کوشرف حاصل ہوا۔آپ کا کلام بہت ہی بلند پایہ ہوتا تھا۔ ان خصوصیات کی بناء پر جب حضرت سلطان المشائخ کا التفات آپ کی جانب دوسروں سے زیادہ ہوا تو کچھ لوگ تعصب کی وجہ سے آپ کی غیبت کرنے لگے۔ان لوگوں کی باتیں سنکر حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے:اے دوستو!ان کومعذور جانو کہ جوکوئی جیسا چھوڑتا ہے ویسا ہی پاتا ہے۔

حضرت ملک بہاؤالدّین کرد

حضرت ملک بہاؤالدین کرد جوزیورزہدوعبادت سے آراستہ اورتعبدوتقویٰ کے لباس سے پیراستہ تھے،حضرت سلطان المشائخ کے ولایت مآب اصحاب

http://Ashrafi.org

اور خلفائے ہدایت انتساب سے تھے۔آپ کو دیگر اصحاب سے سماع کا شوق زیادہ تھا اور نغمات سُن کر سوز وگداز آپ میں اسقدر پیدا ہوتا تھا کہ دوسرے اصحاب میں یہ بات نہیں تھی، آپ نے عقیدت اور خلوص کے ساتھ راہ سلوک کو اس طرح طے کیا کہ اس سے زیادہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ واردات والہامات سے آپ بہت زیادہ بہرہ ور تھے۔ دوسرے تمام خادموں سے آپ زیادہ سزادار کرم ہوتے تھے۔

آپ اکثر وبیشتر حضرت سلطان المشائخ کے مکارم اخلاق اور کرم نوازی کو بیان کرنے میں مشغول رہتے تھے۔آپ کے وقت کا زیادہ حصہ وجد وحال میں گزرتا اور خیال وصال کے دریا میں غوطہ زن رہتے۔ مختصر یہ کہ حضرت سلطان المشائخ کے ولایت نہاد خلفاء کی تعداد کی تفصیل حیطۂ بیان سے باہر ہے صرف برائے حصول خیر وبرکت چند نام اس مجموعہ (لطائف اشرفی) میں پیش کر دیئے گئے ہیں ورنہ مشرق سے مغرب تک کوئی مقام اور کوئی قصبہ اور شہر ایسا نہیں ہے جو حضرت سلطان المشائخ کے مریدوں اور آپ سے استفادہ کرنے والوں سے خالی ہو۔

قطعہ

شمار زمرۂ خدام علی سیرت چگونہ شرح وہم کز شمار بیرون است

ہمہ مرید وہمہ معتقد بشرق وغرب چنان پر اند کہ گوہر بہ بحر مخزونست

ترجمہ:۔ حضرت والا سیرت کے خدام کے گروہوں کا شمار سے باہر ہیں کسطرح کروں اور اسکی تشریح کسطرح ہوسکتی ہے بس یوں سمجھ لو کہ مشرق سے لیکر مغرب تک تمام مقام آپ کے مریدوں اور معتقدوں سے اسطرح پُر ہیں جسطرح سمندر میں موتی ہیں۔

اب اُن بعض اکابر داماثر کا ذکر کیا جاتا ہے جو حضرت قطب الدین شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے نسبت رکھتے ہیں حضرت قاضی عبدالمقتدر، حضرت شیخ حمید لاہوری، حضرت شیخ الیاس صوفی، حضرت شیخ علاؤالدین اللہ، حضرت شیخ محمد سادی، حضرت شیخ صدر الدین حکیم اور حضرت سید محمد گیسودراز۔

حضرت سیّد محمد گیسودراز

آپ علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے آپ بہت سی بلند پایہ کتب کے مولف ومصنف ہیں۔آپ ۴ رجب ۷۲۰ھ میں پیدا ہوئے آپ نے ایک[۱] سو پانچ سال چار ماہ اور بارہ روز کی عمر پائی اور بروز شنبہ ۱۶ ماہ ذی تعدہ ۸۲۵ھ بوقت چاشت وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک قصبہ گلبرگہ ولایت دکن میں ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ جب ہم حضرت میر سید محمد گیسودراز کی خدمت سے مشرف ہوئے تو حضرت سے اسقدر معارف وحقائق حاصل ہوئے کہ کسی اور شیخ سے حاصل نہیں ہوئے، سبحان اللہ آپ بڑے جذبۂ قوی کے مالک تھے۔عرصہ تک ہم قصبۂ گلبرگہ (ملک دکن) میں مقیم رہے۔ دومرتبہ اس سرزمین میں رایات علائی کا گذر ہوا

حضرت سید محمد گیسودراز نے خرقۂ ارادت واجازت حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی سے حاصل کیا تھا انہوں نے

---

[۱] فارسی متن میں حضرت گیسودراز کی عمر ایک سو چھ سال بتائی گئی ہے لیکن ولادت وصال کی جا تاریخیں بتائی گئیں اسکے مطابق آپ کی عمر وہ بنتی ہے جو ہم نے ترجمہ میں دے دی ہے۔

http://Ashrafi.org

حضرت شیخ نظام الدین اولیاء بدایونی سے حاصل کیا تھا اور آنجناب نے خرقۂ ارادت واجازت حضرت الکبیر صاحب السریر شیخ حضرت فرید الحق والدین المعروف بہ گنج شکر قدس اللہ سرہٗ سے حاصل کیا تھا۔

حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی

حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی، شیخ کبیر (حضرت گنج شکر) کے خلفائے کبار سے ہیں۔ان سے خرقۂ ارادت واجازت شیخ برہان الدین ہانسوی نے حاصل کیا اوران سے شیخ قطب الدین منور نے اوران سے شیخ نورالدین ہانسوی شغل کش نے خرقہ ارادت و خلافت حاصل کیا۔

حضرت شیخ علاؤالدین علی احمد صابر

حضرت قطب المشائخ شیخ علی احمد صابر بھی حضرت شیخ کبیر کے خلفائے کاملین میں سے ہیں۔درمیان میں کچھ شکررنجی پیدا ہوگئی تھی۔کچھ عرصہ بعد وہ اختلاف بڑی خوبی کے ساتھ ختم ہوگیا۔

حضرت مولانا داؤد

آپ علوم ظاہری وباطنی کے زیور سے آراستہ وپیراستہ تھے۔آپ نے اپنی تمام عمر عزلت وخلوت میں بسر کردی۔مولانا داؤد پالھی مؤ کے رہنے والے تھے جو قصبۂ ردولی کے قریات میں سے ایک قریہ ہے حضرت شیخ کبیر دومرتبہ ردولی جب تشریف لے گئے تو مولانا داؤد کے گاؤں پالھی مئو میں نزول اجلال فرمایا اور مولانا داؤد کی خاطر سے اس مسجد کے گوشہ میں جو پالھی مئو میں ہے ایک چلہ خلوت نشین رہے، پھر قصبہ ردولی تشریف لے گئے۔

حضرت مولانا تقی الدّین

آپ بھی حضرت کبیر کے خلفاء میں سے ہیں۔ابتدائے حال ہی سے فقروفاقہ میں زندگی بسر کرتے تھے،آپ حضرت مولانا داؤد کے برادرزادہ تھے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ مولانا تقی الدین کے کمال حال کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ جب ''رجال الغیب،، سے ایک شخص کا انتقال ہوگیا تو اشارۂ غیبی کی بناء پر چند ''رجال الغیب،، مولانا تقی الدین کے پاس آئے اور کہا کہ آپ اس شخص کی جگہ اس جماعت میں داخل ہوجائیں۔مولانا نے فرمایا کہ ہم اپنی عفیفہ بیوی سے اس سلسلہ میں اجازت طلب کریں گے، دیکھیں وہ کیا کہتی ہیں۔چنانچہ آپ نے اپنی عفیفہ بیوی سے اس سلسلہ میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ''رجال الغیب،، کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں؟ کیا ان کے بیوی بچے ہوتے ہیں یا نہیں؟ آپ نے واپس آکر رجال الغیب سے یہی دریافت کیا۔یہ لوگ سنکر متبسم ہوئے۔آپ پھر بی بی صاحبہ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ رجال الغیب تو بے خانماں لوگ ہیں۔یونہی پھرتے رہتے ہیں۔آپ کو اُن سے کیا نسبت؟ یہ سنکر ''رجال الغیب،، نے کہا سبحان اللہ! یہ کیسے لوگ ہیں کہ اپنی علو ہمت کے مقابل ہمارے بلند منصب کی ان کی نظروں میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔

مثنوی

چہ مردانند اندر راہ دادار　　نہان ازمردم وگم کردہ آثار

زعالی مرتبہ درچشم نازند　　مقام وحال سیصد وشصت اخیار

http://Ashrafi.org

ترجمہ:۔حق تعالیٰ کی راہ میں کیسے لوگ ہیں جن کا لوگوں کے درمیان کوئی نام اور نمود نہیں ہے۔اور اُن کی نظر میں مقام اور منصب کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

حضرت داؤد کا مرقد منوّر ایک تالاب کے کنارے جو اسی موضع میں ہے، واقع ہے اور حضرت مولانا تقی الدین کا مزار انہونہ قصبہ میں جو خطۂ اودھ میں ہے ایک حوض کے کنارے پر بنایا گیا ہے آپ (مولانا داؤد) نے خرقۂ ارادت واجازت حضرت قطب الاقطاب قطب الحق والدین سے حاصل کیا تھا۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قطب دہلی

آپ کی وفات[۱] بروز دوشنبہ ۱۴ ماہ ربیع الاول ۶۳۳ھ میں ہوئی تھی آپ نے عمر مبارک ۵۲ سال پائی۔

قاضی حمید الدین ناگوری

قاضی محکمہ معارف و دادر مدینہ عوارف حضرت حمید الدین ناگوری حضرت ولایت مآب حضرت خواجہ (قطب الدین) کے مخلصین خلفاء میں سے ہیں۔حضرت خواجہ قطب الدین جس قدر التفات ظاہری و باطنی آپ پر فرماتے تھے اتنا کسی اور پر نہیں فرماتے تھے۔اسی التفات اور انوار ارادت کا نتیجہ تھا کہ کتب بلند پایہ اور تالیفات لائقہ آپ نے مرتب فرمائیں خاص طور پر ''طوالع الشموس،، تو آفتاب ہائے حقائق کا مطلع ہے اور کاسہ ہائے وقائق کا منبع ہے، ایسی خصوصیات کی حامل اور کوئی کتاب نہیں ہے ''طوالع الشموش،، میں جیسے معارف وعوارف بیان کئے گئے ہیں کسی دوسری کتاب میں موجود نہیں ہیں۔آج یہ کتاب تمام فرقوں اور تصوف کے مختلف سلاسل جیسے ملل ونحل ومکاتب فکر کا دستور ہے اور بطور سند پیش کی جاتی ہے۔آپ نے بروز دوشنبہ ۱۱ رمضان المبارک ۶۴۱ھ ہجری میں وفات پائی۔

مولانا فخر الملّۃ والدین حلوائی

اکابر عصر میں مفخر و یکتائے زمانہ مولانا فخر الدین حضرت کے خلفاء میں سے تھے (حضرت خواجہ قطب الدین کے خلیفہ تھے) حضرت خواجہ نے آپ کے سلسلہ میں جو کچھ پاکیزہ کلمات ارشاد فرمائے ہیں دوسروں کے بارے میں ایسے کلمات ارشاد نہیں فرمائے۔

مولانا برہان الدین

مولانا برہان الدین حلوائی حضرت شیخ اکبر (خواجہ قطب الدین) کے منتخب احباب میں سے تھے اور آپ کے اسرار باطنی وظاہری کے محرم اور بہت سے صوری ومعنوی انوار سے بہرہ ور تھے۔

شیخ بدر الدّین غزنوی

فلک عرفان کے ماہِ کامل اور بزمِ وجد کے صدرِ محفل حضرت شیخ بدالدین غزنوی جو زیورِ علوم غریبہ سے آراستہ اور حقائقِ عجیبہ کے لباس سے پیراستہ تھے حضرت خواجہ قطب الدین اوشی کے خلفائے کبار میں سے تھے۔حضرت شیخ امام الدین پانی پتی آپ سے نسبت رکھتے تھے اور شیخ بہاؤالدین عمر عاشق پانی پتی کو ان سے نسبت تھی۔حضرت عماد شریف دہلوی ان سے نسبت رکھتے تھے اور ان سے شیخ بہاؤالدین عماد شریف احمد آبادی نسبت رکھتے تھے۔

---

[۱] متن میں کاتب کی غلطی سے لفظ وفات کی جگہ ولادت لکھا گیا ہے جو کہ صریح غلط ہے۔

http://Ashrafi.org

حضرت قطب الدین اوشی نے خرقۂ ارادت واجازت قطب العارفین وعمدۃ الواصلین معین الحق والدین حسن سجزی چشتی سے پہنا۔حضرت معین الدین چشتی نے سیوم ماہ ذی الحجہ ۶۳۳ھ[1] کو وصال فرمایا۔حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے خرقہ ارادت واجازت حضرت قطب العارفین، زبدۃ الکاملین حضرت خواجہ عثمان ہارون سے پہنا۔حضرت خواجہ ہارون نے خرقہ ارادت واجازت قدوۃ المتقد مین حضرت حاجی شریف زندنی سے پہنا اور انہوں نے خرقہ ارادت واجازت قدوۃ العارفین حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی سے پہنا

حضرت خواجہ مودود چشتی

آپ یعنی حضرت خواجہ مودود چشتی حضرت خواجہ یوسف کے فرزند اکبر تھے۔حضرت خواجہ یوسف نے اپنے ان فرزند کو کم سنی ہی میں تحصیل علم کی طرف متوجہ کیا اور حصول علم کی تاکید فرمائی اور اپنا قائم مقام نامزد فرمایا۔چنانچہ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف کو حفظ کرلیا اور علوم دینیہ کی تحصیل میں مشغول ہوگئے۔ جب آپ کی عمر ۲۶ سال ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار خواجہ یوسف کا انتقال ہوگیا تو آپ کو ان کی مسند پر بٹھایا گیا۔ بہت جلد آپ لوگوں کے منظور نظر بن گئے اور عوام وخواص میں مقبولیت حاصل کی۔اعلیٰ وادنیٰ اشراف واراذل اس قدر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے جسکی شرح ناممکن ہے۔آپ کو حضرت شیخ الاسلام احمد النامقی الجامی کی دولت تربیت اور شرف صحبت بھی میسر آئی۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جبکہ حضرت شیخ الاسلام ولایت جام سے شہر ہرات میں تشریف لائے تھے آپ نے ۵۲۷ھ میں وفات پائی، آپ نے خرقہ ارادت واجازت حضرت قدوۃ المتقد مین خواجہ یوسف سے حاصل کیا۔

خواجہ یوسف چشتی خواجہ ابو محمد چشتی خواجہ ابو احمد چشتی

خواجہ یوسف خواجہ محمد شمعان کے خلف اکبر تھے اور خواجہ محمد بن احمد ابدال چشتی کے خواہرزادہ تھے،خواجہ محمد ابدال نے پینسٹھ سال کی عمر تک شادی نہیں کی۔آپ کی بہن خدمت کیا کرتی تھیں،آپ کے کھانے پینے اور کپڑوں کا انتظام ان ہی کے سپرد تھا۔آپ کی بہن کی عمر بھی چالیس سال کی ہوگئی تھی لیکن بھائی کی خدمت اور طاعت الٰہی میں مشغولیت کے باعث وہ شادی کی طرف راغب نہیں تھیں۔

ایک رات خواجہ محمد بن احمد ابدال نے اپنے والد (احمد ابدال) کو خواب میں دیکھا۔انہوں نے فرمایا کہ مملکت شام میں فلان شخص محمد شمعان نامی ہے جو علوم وفنوں سے آراستہ ہے اور عبادت الٰہی میں مصروف ومشغول ہے تم اپنی بہن کا نکاح ان سے کردو۔ جب یہ بیدار ہوئے تو کسی کے ذریعے انہیں طلب کیا اور اپنی بہن کا عقد ان سے کردیا اب وہ چشت ہی میں رہنے لگے۔ان ہی کے صلب سے خواجہ یوسف پیدا ہوئے۔خواجہ محمد بن احمد کی چھیاسٹھ سال کی عمر میں شادی ہوئی لیکن کوئی اولاد نہ ہوسکی اس لئے خواجہ محمد،خواجہ یوسف کو اپنے فرزند کی طرح سمجھتے تھے اور ان کی تربیت میں مصروف رہتے تھے۔ان کو تحصیل علم میں مشغول رکھتے اور معرفت الٰہی کی طرف اُن کی رہنمائی فرماتے۔ان کی وفات کے بعد معتقدین نے آپ ہی کو ان کا جانشین بنایا۔

آپ نے حضرت شیخ الاسلام انصاری سے اس وقت شرف ملازمت حاصل کیا جب وہ چشت کے بزرگوں کے

---

[1] حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے وصال مبارک کی اصل تاریخ ۶ رجب المرجب ہے (اخبار الاخیار)

http://Ashrafi.org

مزارات کی زیارت کے لئے تشریف لائے تھے، جب شیخ الاسلام ہرات واپس تشریف لائے تو اکثر و بیشتر اپنی مجالس و محافل میں آپ کا ذکر کرتے اور آپ کی تعریف فرماتے۔ آپ نے ۴۵۹ھ میں وصال فرمایا۔ آپ نے چوراسی (۸۴) سال کی عمر پائی۔ آپ یعنی (خواجہ یوسف) نے خرقۂ ارادت و اجازت شیخ الاسلام خواجہ محمد بن احمد چشتی قدس اللہ سرہٗ سے حاصل کیا تھا جو خواجہ احمد کی وفات کے بعد ان کے قائم مقام ہوئے جیسا کہ آپ کے والد نے فرمایا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر چوبیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ آپ تمام علوم دینی اور معارف یقینی (معرفت) میں اس عمر میں کمال حاصل کر چکے تھے۔ آپ بہت زاہد و متقی تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے بالکل الگ تھلگ رہتے تھے اور دنیا والوں سے اجتناب کرتے تھے۔

جب سلطان محمود سبکتگین سومنات (ہند) پر حملہ کے لئے روانہ ہوئے تو آپ کو برکت کے لئے ہمراہ لے گیا اور فتح سے ہمکنار ہوا چنانچہ کا کو خادم کی مدد اور تعاون سے سلطان کو فتح حاصل ہوئی (اس کی تفصیل تذکرہ مشائخ چشت اور مآثر الکرام میں موجود ہے) آپ نے [1] مرآۃ الاسرار کے مطابق آپ کا وصال ۴۲۱ھ میں ہوا۔ ۴۱۱ھ میں وفات پائی۔ آپ نے خرقۂ ارادت و اجازت اپنے والد گرامی حضرت خواجہ احمد ابدال قدس اللہ سرہ سے پہنا تھا جو سلطان فرسنافہ کے فرزند تھے سلطان فرسنافہ چشت کے والی و حاکم تھے سلطان فرسنافہ کی بہن ایک بہت ہی صالحہ خاتون تھیں۔ حضرت شیخ ابو اسحاق شامی کبھی کبھی آپ کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اور آپ نے ان کو بشارت دی تھی کہ اُن کے بھائی (سلطان فرسنافہ) کے یہاں ایک فرزند پیدا ہونے والا ہے چنانچہ ۲۶۰ھ میں جبکہ معتصم باللہ خلیفہ عباسی کا دور ملوکیت تھا، خواجہ احمد متولد ہوئے سلطان فرسنافہ کی صالحہ بہن نے آپ کی پرورش فرمائی۔ خواجہ احمد ابدال نے ۳۵۵ھ میں وصال فرمایا۔ آپ نے خرقہ ارادت و اجازت حضرت خواجہ ابو اسحاق قدس اللہ سرہٗ سے پہنا تھا۔ آپ کا مزار مبارک عکہ (شام) میں ہے۔ خواجہ ابو اسحاق نے خرقۂ ارادت و اجازت قطب المتقدمین حضرت علو دینوری سے حاصل کیا تھا۔ حضرت خواجہ علو دینوری نے خرقۂ ارادت و اجازت حضرت ہبیرہ بصری سے اور انہوں نے خرقۂ ارادت حضرت حذیفہ مرعشی سے اور انہوں نے خرقۂ ارادت و اجازت تارک مملکت و سلطنت حضرت ابراہیم ادہم قدس اللہ سرہٗ سے حاصل کیا تھا۔ حضرت ابراہیم ادہم نے خرقۂ ارادت و اجازت حضرت فضیل بن عیاض قدس اللہ سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت عبدالواحد بن زید سے اور انہوں نے رئیس التابعین حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہٗ نے خرقۂ ارادت و اجازت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے پہنا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خرقۂ ارادت و اجازت سید المرسلین و خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا۔

---

[1] مرآۃ الاسرار کے مطابق آپ کا وصال ۴۲۱ھ میں ہوا۔

http://Ashrafi.org

شجرۂ دوم ۲

سلسلۂ قادریہ غوثیہ

اس شجرہ کی بناء (بنیاد) حضرت غوث الثقلین قطب ربانی محبوب سبحانی میر سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

حضرت والا کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ کی علوی اور حسنی نسبت ہے۔ آپ حضرت ابوعبداللہ صومعی کے نواسے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی الخیرات الجبار فاطمہ بنت عبداللہ صومعی ہے۔ آپ کی ولادت ۴۷۱ھ اور وفات ۵۶۱ھ میں ہوئی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ابھی میں کم سن تھا کہ عرفہ کے روز میں جنگل کی طرف نکل گیا وہاں میں نے ایک گائے کی دُم پکڑ لی تا کہ کھیت میں ہل چلاؤں۔ اس گائے نے اپنا منہ میری طرف کر کے کہا کہ ''اے عبدالقادر! کیا تم کو اسی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور کیا تم کو اسی کام کے لئے حکم دیا گیا ہے،،؟ میں یہ آواز سن کر ڈر گیا اور وہاں سے گھر واپس آ گیا میں مکان کی چھت پر چڑھ گیا۔ تب میں نے دیکھا کہ حاجی عرفات کے میدان میں کھڑے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر میں نیچے اترا اور اپنی والدہ کی خدمت میں پہونچا اور عرض کیا کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی کے لئے آزاد کر دیجئے اور اجازت دیجئے تا کہ میں بغداد جا کر علم حاصل کروں اور صالحین کی زیارت کروں۔ والدہ محترمہ نے اس تبدیلی اور تغیر خاطر کا سبب دریافت کیا میں نے تمام ماجرا والدہ سے بیان کر دیا۔ وہ سن کر رونے لگیں، پھر اُٹھ کر گئیں اور اسی (۸۰) دینار نکال کر لائیں۔ جو کہ میرے والد مرحوم کا ترکہ تھا۔ اس میں سے چالیس دینار انہوں نے میرے بھائی کے حصے کے نکال لئے اور باقی چالیس دینار میرے جامہ میں بغل کے نیچے سی دیئے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے سفر کی اجازت مرحمت فرمائی اور مجھ سے یہ عہد لیا کہ ہر حال میں سچ بولوں گا۔ پھر وہ مجھے رخصت کرنے باہر تک آئیں اور فرمایا کہ اے فرزند! جاؤ کہ میں نے خدا کے لئے تم سے ترک تعلق کر لیا۔ اب قیامت تک تمہارا منہ نہ دیکھ سکوں گی۔

میں ایک چھوٹے سے قافلہ کے ساتھ بغداد کو روانہ ہو گیا۔ ہم ابھی ہمدان سے کچھ آگے بڑے تھے کہ ساٹھ سواروں کا ایک جتھا جنگل سے نکل آیا اور قافلہ والوں کو پکڑ لیا۔ لیکن مجھ سے کسی نے تعرض نہیں کیا۔ کچھ دیر کے بعد اُن میں سے ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ اے فقیر! تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اُس نے کہا کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ میرے جامہ میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں وہ شخص یہ سمجھا کہ میں اُس سے مزاحاً یہ بات کہہ رہا ہوں۔ وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا پھر ایک دوسرا شخص (ڈاکو) میرے پاس آیا

http://Ashrafi.org

اس نے بھی مجھ سے یہی سوال کیا اور میں نے وہی جواب دیا جو پہلے شخص کو دیا تھا۔ یہ بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ یہ دونوں اپنے سردار کے پاس پہونچے اور جو کچھ مجھ سے سنا تھا اس کو بتایا۔ اس سردار نے مجھے بلایا۔ یہ لوگ ایک ٹیلے پر بیٹھے ہوئے لوٹ کا مال تقسیم کر رہے تھے۔ سردار نے مجھ سے کہا کہ تیرے پاس کتنا مال ہے؟ میں نے کہا کہ چالیس دینار ہیں میرے جامہ میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ اس نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے اتارو۔ انہوں نے میرے کپڑے اتارے جس طرح میں نے ان کو بتایا تھا وہ چالیس دینار میرے جامہ کی بغل سے برآمد ہوگئے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے کہا کہ اس اقرار پر تجھے کس نے مجبور کیا کہ تو نے بتا دیا کہ تیرے جامہ کی بغل کے نیچے دینار سلے ہوئے ہیں میں نے اُس کو بتایا کہ میری ماں نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ میں ہر حال میں سچ بولوں گا پس میں نے ان کے عہد میں خیانت نہیں کی اور سچ بتا دیا۔ یہ سنکر وہ سردار رونے لگا اور بولا کہ میں تو اتنی مدت سے اپنے پروردگار کے عہد میں خیانت کر رہا ہوں۔ یہ کہکر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اس کے دوسرے ساتھیوں نے کہا کہ اے سردار تم ڈاکہ اور چوری کے معاملات میں ہمارے سردار رہے ہو اب توبہ میں بھی تم ہمارے پیشوا اور سردار ہو۔ اس طرح اس کے تمام ساتھیوں نے بھی میرے ہاتھ پر توبہ کی اور جس قدر مال قافلہ کا لوٹا تھا وہ سب کا سب واپس کر دیا۔ سب سے پہلے میرے ہاتھ پر توبہ کرنے والے یہی لوگ تھے۔

حضرت والا ۴۸۸ھ میں بغداد پہنچے اور پوری توجہ کے ساتھ تحصیل علم میں مشغول ہوگئے۔ طریقت و تصوف میں آپ کی نسبت دو سلسلوں پر منتہی ہوتی ہے ایک تو حبیب عجمی پر اور دوسری امام موسیٰ کاظم پر۔ (ایک نسبت اس طرح ہے)

ابو عبد القادر بن ابی صالح بن عبد اللہ الجیلی۔ آپ نے حضرت شیخ ابو سعید مبارک بن علی مخزومی سے خرقہ پہنا اور انہوں نے شیخ ابی الحسن علی بن محمد بن یوسف القرشی الہنکاری سے خرقہ پہنا اور انہوں نے شیخ ابی الفرح الطرطوسی سے خرقہ پہنا اور انہوں نے خرقۂ ارادت شیخ ابی الفضل عبد الواحد بن عبد العزیز التمیمی سے پہنا اور انہوں نے شیخ ابوبکر شبلی سے خرقہ پہنا اور شیخ ابوبکر شبلی نے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی سے خرقہ پہنا اور انہوں نے شیخ سری سقطی سے۔ انہوں نے حضرت معروف کرخی سے اور انہوں نے امام داؤد طائی سے خرقۂ ارادت پہنا۔ حضرت داؤد طائی نے حضرت حبیب عجمی قدس اللہ سرہٗ سے خرقۂ ارادت پہنا۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا دوسرا سلسلۂ ارادت و بیعت جو سادات کا سلسلہ ہے اس طرح ہے:۔

آپ کا سلسلہ شیخ ابو سعید مخزومی سے بصورت عن فلان عن فلان سید الطائفہ جنید بغدادی تک اسی طرح ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور حضرت جنید بغدادی نے شیخ سری سقطی سے اور شیخ سری سقطی نے حضرت معروف کرخی سے اور انہوں نے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا سے اور انہوں نے اپنے والد موسیٰ الکاظم سے انہوں نے اپنے والد امام جعفر صادق سے اور انہوں نے اپنے والد امام محمد باقر سے اور انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین سے اور انہوں نے اپنے والد امام حسین سے اور انہوں نے اپنے والد حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) سے خرقۂ ارادت حاصل کیا۔

http://Ashrafi.org

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی اولاد کی نسبت خرقہ اس طرح ہے کہ:

حضرت غوث الثقلین سے ان کے فرزند صالح حضرت سید عبدالرزاق نے خرقہ پہنا اور سید عبدالرزاق سے ان کے فرزند صالح ابی صالح نے اور ابی صالح سے ان کے فرزند صالح کبیر ابی نصیر محی الدین نے اور اُن سے اُن کے فرزند صالح احمد بن محمد نے اور اُن سے انکے فرزند صالح حسن الشریف نے خرقہ پہنا۔ حسن الشریف سے ان کے فرزند صالح محمد الشریف نے خرقہ پہنا اور اُن سے ان کے فرزند صالح حضرت علی الشریف نے خرقہ پہنا۔ اُن سے ان کے فرزند صالح موسیٰ الشریف نے خرقہ پہنا اور ان سے ان کے فرزند صالح محمد حسین الشریف نے خرقہ پہنا اور ان سے ان کے فرزند صالح احمد بن حسین الجیلی نے خرقہ پہنا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ صالح احمد بن حسین الجیلی سے ان کے فرزند نورالعین اعزوارشدار جمند سید عبدالرزاق کو نسبت حاصل ہوئی۔

شیخ محی الدین ابن عربی

صاحب فصوص کی نسبت خرقہ دو ہیں ایک حضرت غوث الثقلین سے ایک واسطہ سے بذریعہ شیخ محمد یونس قصار ہے اور دوسری نسبت حضرت خضر علیہ السلام کو ایک واسطہ سے پہنچتی ہے۔ جیسا کہ خود حضرت شیخ نے فرمایا ہے۔

نسبت هذالخرقة المعروفة من یدابی الحسن علی بن عبدالله بن الجامع ببستانه بالمقلی خارج الموصل سنه احدی وستمایته ولبسها ابن الجامع من یدالخضر علیه السلام وفی الموضع الذی البسه الخضر ایاهاالبسها ابن جامع علی تلک الصررة من غیرزیادة ونقصان.

ترجمہ:۔ میں نے یہ مشہور خرقہ شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ بن الجامع کے ہاتھ سے ان کے باغ مقلی جو مضافات موصل میں ہے ۶۰۱ھ میں پہنا اور ابن جامع نے خضر علیہ السلام کے ہاتھ سے پہنا اور جس جگہ خضر علیہ السلام نے ان کو خرقہ پہنایا تھا اسی موضع میں انہوں نے مجھے پہنایا، اسی صورت میں بغیر کسی زیادتی اور نقصان کے۔

اور ایک دوسری نسبت بغیر واسطہ کے حضرت خضر علیہ السلام تک پہنچتی ہے جیسا کہ خود انہوں نے فرمایا **صحبت اناوالخضر علیه السلام وتادبت به واخذت عنه وصایا کثیرة.**

ترجمہ:۔ میں نے حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت حاصل کی اور ان سے ادب حاصل کیا اور ان سے بہت وصیتیں حاصل کیں۔
صاحب فصوص الحکم کے مآثر کی شرح اور اصحاب خصوص کے اس پیشوا کے مکارم کا بیان اور اسکی تفصیل بیان کے احاطہ میں نہیں آسکتی اور نہ صحائف روزگار میں تحریر کی جاسکتی ہے۔ آپ نے اپنی تصانیف میں اسقدر حقائق ومعارف بیان کئے ہیں کہ صوفیائے کرام میں کسی دوسرے سے یہ کام نہیں ہوسکا ہے اور نہ کسی کتاب میں ایسے معارف وحقائق پائے گئے ہیں۔

http://Ashrafi.org

مثنوی

زہی آں قدوہ ارباب توحید | خہی آن زبدۂ اصحاب تفرید
در دریائ تحقیق ومعارف | خورخضرائ ارشاد وعوارف
محی الحق والدین کان اسرار | پناہ زمرۂ ابرادرواحرار
فصوص معرفت ازمعدن اور | بجوہریان رسید از مخزن او
جہان را واردات اداز فتوحات | زنقد جوہر کان کرامات
ملوکان صفارا مخزنی نیست | کہ پُرازمعدن آن جوہری نیست
بردی ساکنان وحدت آباد | درتوحید وزتفرید بکشاد
زہی خضرو سکندرذات پاکش | کہ مجری آب حیوانست خاکش
زدریائ حضور ش بحرقطرہ | زنورش لمعۂ خورشید ذرّہ
زلطف لانہایت دربدایت | شدہ خاتم ولایت ازعنایت

نوٹ:۔ یہ تمام اشعار حضرت شیخ محی الدین ابن عربی المعروف بہ شیخ اکبر نور اللہ مرقدہ کی تعریف میں ہیں اوران اشعار میں آپ کی مشہور کتابوں میں فصوص الحکم اورفتوحات مکیہ کا ذکر بہت ہی خالص انداز اور صفت ایہام وتوریہ میں کہا گیا ہے، تمام اشعار جامع ملفوظات شیخ نظام غریب یمنی کی طبع کا نتیجہ ہیں ان کو حضرت قدوۃ الکبرا سے منسوب نہ کیا جائے۔ مترجم

ترجمہ مثنوی:۔۱۔آپ ارباب توحید کے پیشوا ہیں آپ کا کیا کہنا اور آپ اصحاب تفرید میں منتخب ہیں

۲۔تحقیق ومعارف کے آپ موتی ہیں اورارشادوعوارف کے آسمان کا سورج ہیں۔

۳۔آپ کا نام نامی محی الدین ہے آپ اسرار معرفت کی کان ہیں اور تمام ابرار واحراء کی پناہ۔

۴۔معرفت کے یہ نگینے جو فصوص الحکم کے نام سے مشہور ہیں آپ ہی کی کان کے نگینے ہیں جواُن کے خزانے سے نکل کر زمانے کے جوہریوں کے پاس پہونچے ہیں۔

۵۔تمام زمانے کیلئے آپ کی واردات جو فتوحات مکیہ میں بیان کی گئی ہیں وہ کان کرامات سے نکلے ہوئے جواہر ہیں

۶۔صفائے باطن کے بادشاہوں (صوفیائے کرام) کے پاس ایسا کوئی خزانہ نہیں ہے جوان جواہر سے پُر نہ ہو۔

۷۔دنیائے وحدت کے رہنے والوں کے لئے آپ نے تفرید سے توحید کا دروازہ کھول دیا ہے۔

۸۔آپ کی ذات پاک سے آب حیات کا ظہور ہوتا ہے جس سے خضر وسکندر فیضیاب ہوتے ہیں۔

۹۔آپ کے دریائے حضوری کے لئے سمندر ایک قطرہ کی طرح ہے اور آپ کے نور معرفت کے مقابل میں خورشید ایک ذرّہ کی طرح ہے۔

۱۰۔خداوند تعالیٰ کے لطف لانہایت سے آپ سلوک ومعرفت کی ابتداء ہی میں خاتم ولایت کے منصب پر فائز ہوگئے تھے۔

http://Ashrafi.org

حضرت شیخ محی الدین بلاد اندلس میں ۱۷؍۲۷ رمضان المبارک ۵۶۰ھ شب دوشنبہ کو پیدا ہوئے اور آپ کا وصال ۲۲ ربیع الآخر ۶۳۸ھ میں شب جمعہ کو دمشق میں ہوا اور آپ کو القونیوی کے باہر دفن کیا گیا، اب یہ جگہ صالحیہ کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ صدرالدّین محمد بن اسحاق القونیوی

آپ کی کنیت ابوالمعالی ہے۔ شیخ صدرالدین علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے، چاہے عقلی ہوں یا نقلی، آپ کے اور خواجہ نصیر الدین طوسی کے درمیان سوال و جواب کا سلسلہ بہت مشہور ہے۔

مولانا قطب الدین المعروف بہ علامہ شیرازی علم حدیث میں آپ کے شاگرد ہیں اور کتاب جامع الاحوال اپنے قلم سے لکھ کر آپ کے سامنے پڑھی ہے اور وہ اس بات پر فخر کیا کرتے تھے۔ مولانا صدرالدین شیخ اکبر کے خلفائے کبار میں سے ہیں۔ شیخ اکبران کو شیخ کبیر فرماتے تھے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی سے منقول ہے کہ وہ (شیخ صدرالدین) شیخ محی الدین ابن عربی کے پسر متبنیٰ تھے۔ حضرات صوفیہ میں سے شیخ مویدالدین جندی، مولانا شمس الدین ایکی شیخ فخرالدین عراقی اور شیخ سعیدالدین فرغانی قدس اللہ ارواحہم اور بعض دوسرے اکابر صوفیہ نے آپ کے حجرے میں آپ سے تربیت پائی ہے اور آپ کی صحبت میں کمال حاصل کیا ہے۔ شیخ سعدالدین حموی کی صحبت میں آپ بہت زیادہ رہے ہیں۔ ان سے آپ نے بہت سے سوالات بھی کئے ہیں شیخ صدرالدین کو بعض مشاہدات میں ابتداء سے انتہا تک جو کچھ ان کو پیش آنے والا ہے سب دکھا دیا گیا تھا۔

جب شیخ اکبر قونیہ میں آئے تو شیخ صدرالدین کے والد کی وفات کے بعد ان کو والدہ شیخ محی الدین ابن عربی کے حبالۂ عقد میں آ گئیں جس کی وجہ سے آپ نے شیخ محی الدین ابن عربی کی خدمت اور صحبت میں پرورش پائی۔ آپ شیخ کے کلام کے ناقد اور شارح ہیں مسئلہ وحدت الوجود میں شیخ کا مقصود اس طرح کہ عقل اور شرح کے مطابق ہو، آپ کی تحقیقات کے تتبع کے بغیر سمجھنا مشکل ہے۔

آپ کی تصنیفات بہت ہیں منجملہ ان کے تفسیر سورۂ فاتحہ مفتاح الغیب، فصوص، فکوک، شرح حدیث ہیں۔ کتاب نفحات الٰہیہ میں انہوں نے اپنی واردات کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کے کمالات کا پتہ چلتا ہے، آپ کے اور مولانا جلال الدین رومی کے مابین بڑی خصوصیت اور یگانگت تھی۔ ایک بار شیخ شرف الدین قونیوی نے شیخ صدرالدین کبیر سے پوچھا کہ کہاں سے کہاں تک اور ان دونوں کے درمیان حاصل کیا ہے؟ جس کے جواب میں انہوں نے فرمایا:

''علم سے موجودات خارجیہ تک اور اس میں حاصل یہ ہے کہ نسبت جامعہ کی تجدید ہو جائے جو جانبیں میں ظاہر ناظر دو حکم کی ہیں۔''

شیخ مویدالدین جندی

آپ شیخ صدر الدین قونیوی کے مخلص اور مخصوص احباب میں سے تھے۔ آپ نے ظاہری و

---

۱ بعض کتابوں میں آپ کی تاریخ ولادت ۱۷ رمضان المبارک لکھی گئی ہے۔

http://Ashrafi.org

باطنی علوم کی تعلیم آپ ہی سے حاصل کی ہے۔ شیخ موید الدین جندی نے شیخ اکبر (شیخ محی الدین ابن عربی) کی بعض تصنیفات جیسے فصوص الحکم، مواقع النجوم کی شرح لکھی ہے بعد میں فصوص الحکم کی جسقدر شرحیں لکھی گئی ہیں انکا ماخذ یہی شرح ہے اور اس سے بہت سے حقائق ودقائق کا اظہار ہوتا ہے۔

شیخ موید الدین جُندی اس سلسلہ میں خود فرماتے ہیں کہ میری شرح کا خطبہ حضرت شیخ کبیر نے تحریر فرمایا ہے۔ اس اثناء میں آپ نے مجھ پر ایسا تصرف فرمایا کہ کتاب فصوص الحکم کے تمام مباحث ومطالب مجھ پر واضح ہوگئے۔ شیخ ابن الفارض کی طرح حقائق ومعارف کے بیان میں اس شرح میں ان کے عربی اشعار بھی لطیف ہیں۔

اسی طرح کچھ اشعار شیخ فخر الدین عراقی نے اپنی کتاب لمعات میں نقل کئے ہیں۔

شعر

البحر بحرٌ علیٰ ماکان فی قدم	ہے بحر، بحر وہی جو کہ آپ سے پہلے تھا
ان الحوادث امواج وانھار	جوادثات زمانہ ہیں، موجیں اور نہریں
لایحجبنک اشکال تشاکلھا	کہیں حجاب نہ بن جائیں خالق کونین
عمن تشکل فیھا وھی استاد	یہ رنگارنگ صور اور یہ مختلف شکلیں

آپ نے قصیدہ تائیہ فارضیہ کا جواب بھی لکھا ہے (یعنی اسی طرز میں قصیدہ لکھا ہے)

شیخ سعید الدین فرغانی

شیخ کبیر (صدر الدین قونیوی) کے مخلص اصحاب میں سے ہیں۔ علوم غریبہ اور مصطلحات عجیبہ سے بہرہ وافر رکھتے ہیں۔ قصیدہ تائیہ فارضیہ کی بہت ہی اعلیٰ پایہ کی شرح آپ نے لکھی ہے۔ ایک اور تصنیف منہاج العباد الی المعاد کے نام سے ہے۔ مذاہب آئمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اس کا موضوع ہے۔ اس راہ کے راہروؤں کو اس کے بغیر چارۂ کار نہیں ہے بلکہ بہت اہم اور ضروری ہے ان کو نسبت خرقۂ سلوک شیخ کبیر سے حاصل ہے جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے۔ اور ان کے خرقۂ اورادت کی نسبت حضرت شیخ نجیب الدین علی بن بزغش شیرازی سے ہے (شیخ کبیر سے خرقۂ تبرّک حاصل کیا ہے اور خرقۂ ارادت وخلافت شیخ نجیب الدین علی بزغش شیرازی سے) شیخ نجیب الدین علی بزغش نے خرقۂ ارادت شیخ الشیوخ (حضرت شہاب الدین سہروردی) سے اور انہوں نے اپنے عم بزرگ شیخ نجیب الدین سہرردری سے۔ شیخ الشیوخ کی نسبت خرقہ ان کے دو چچاؤں سے ہے۔ ایک تو یہی شیخ نجیب الدین سہرردری سے اور دوسرے شیخ وجیہہ الدین سے ہے اور آپ کی نسبت خرقہ قاضی وجیہہ الدین سے بھی بتاتے ہیں۔ اس سلسلہ کے باقی واسطوں کو حسب موقع بیان کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

شیخ ابُو محمد عبد الرحمٰن الطفونجی

شیخ عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ مقام طفونج (بغداد کے نزدیک ایک مقام) کے رہنے والے تھے ایک روز یہ منبر پر آئے اور کہا انا بین الاولیاء کالکرکی بین الطیور اطولھم عنقاء۔ (میں اولیاء اللہ کے درمیان ایسا ہوں جیسے پرندوں میں کلنگ کہ اس کی گردن سب سے لمبی ہوتی ہے)

ذکر اصحاب غوث الصّمد انی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ

شیخ ابو عمر حریفینی

غوث الثقلین کے مخلص اصحاب میں سے ہیں ان کے تائب ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ تیز ہوا میں کبوتروں کا ایک غول گذر رہا ہے۔ایک کبوتر نے کہا

سبحان من عندہٗ خزائن کل شیء ومایننزلہ الابقدرمعلوم

ترجمہ:۔ پاک ہے وہ ذات جس کے پاس ہر شے کے خزانے ہیں وہ ان کو ایک معلوم انداز کے مطابق اتارتا ہے دوسرے کبوتر نے کہا:

سبحان من اعطیٰ کل شیء خلقه ثم هدیٰ

ترجمہ:۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہر شے کو وجود بخشا اور پھر اس کی رہنمائی فرمائی۔تیسرے کبوتر نے کہا:

سبحان من بعث الانبیاء حجته علیٰ خلقه وفضل علیهم محمدًا

ترجمہ:۔ پاک ہے وہ ذات جس نے انبیاء کو مبعوث فرمایا کہ مخلوق پر اس کی حجت بنیں۔اوران سب پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فضلیت بخشی۔

ایک اور کبوتر نے کہا:۔

کل مافے الدنیا باطل الاّماکان اللّٰه ورسولہٗ

ترجمہ:۔ جو کچھ دنیا میں ہے وہ باطل ہے سوائے اس کے جو کچھ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے۔

ایک اور کبوتر نے کہا:۔

یااهل الغفلة عن مولکم قوموا الیٰ ربکم.

ترجمہ:۔اپنے مالک سے اے غافل رہنے والو! اپنے پروردگار کی طرف کھڑے ہو جاؤ

(آپ کہتے ہیں کہ) ان کبوتروں کی حمد وثنا سنکر میں خواب غفلت سے بیدار ہوا اور میری حالت میں عجیب انقلاب برپا ہوگیا، میرا دل دونوں جہان کی آرزوؤں سے سرد ہوگیا میں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ میں خود کو ایسے شخص کے حوالہ کروں گا جو حق کا راستہ دکھائے ہیں اسی خیال میں چلاجارہا تھا کہ ایک نورانی چہرے والا شخص نمودار ہوا اور اس نے میرا نام لے کر السلام علیکم کہا۔ میں نے اس کے سلام کا جواب دیا اس کے بعد میں نے اس شخص کا دامن پکڑلیا اور اس کو قسم دے کر کہا کہ بتاؤ تم کون ہو اور تم کو میرا نام کسطرح معلوم ہوا؟ انہوں نے کہا کہ میں خضر ہوں میں شیخ عبدالقادر کے پاس بیٹھا ہوا تھا انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے ابوالعباس! کل رات مقام صدیقین میں ایک شخص کے اندر جذبۂ خدا پرستی پیدا ہوا ہے اس کے اس جذبہ کو بارگاہ الٰہی میں قربت حاصل ہوگئی ہے اور بالائے ہفت آسمان سے اسکو مرحبا کہا گیا ہے۔اس نے اپنے دل میں یہ عہد کرلیا ہے کہ وہ خود کو کسی شیخ کے سپرد کرے گا آپ جایئے اور اسکو میرے پاس لے آیئے چنانچہ میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے مجھے دیکھکر

http://Ashrafi.org

فرمایا خوش آمدید اے وہ کہ جس کے دل میں پرندوں کی زبان سے تسبیح سن کر جذبۂ خدا طلبی پیدا ہوا ہے پھر آپ نے مجھے یہ بشارت دی کہ عبدالغنی ابن نقطہ نامی شخص تمہارا مرید ہوگا جو ایک بہت بڑا ولی اللہ ہوگا یہ ارشاد فرما کر کلاہ طاقیہ میرے سر پر رکھی جس کی خنکی میں نے اپنے دماغ میں محسوس کی اور دماغ سے دل تک اسکی ٹھنڈک پہنچی اور دماغ سے دل تک عالم ملکوت کا حال مجھ پر منکشف ہوگیا۔

شیخ بقابن بطور

آپ حضرت غوث الثقلین کے معاصرین میں سے تھے آپ سے اسقدر حقائق ومعارف ظہور میں آئے جن کی شرح ناممکن ہے شیخ بقابن بطور کی نسبت ارادت وخلافت کے بارے میں بات تحقیق تک نہیں پہنچ سکی ہے۔

شیخ قضیب البان الموصلی

آپ کبراء متقدمین اور کاملین روزگار میں سے تھے۔حضرت غوث الثقلین کے مریدوں میں سے ہیں ان کو کشف صوری میں اسقدر قدرت حاصل تھی کہ مختلف صورتوں میں آجاتے تھے اور بیک وقت کئی جگہوں پر موجود رہتے تھے۔لوگوں نے حضرت غوث الثقلین کے سامنے عرض کیا کہ شیخ قضیب البان نماز نہیں پڑھتے ،حضرت غوث الاعظم نے سن کر فرمایا کہ ہائیں، ہائیں! ایسا مت کہو کہ اس کا سر تو ہمیشہ سجدے میں رہتا ہے۔

شعر

بظاہر گر نباشد در عبادت

چہ شد در سر عبادت کرو عادت

ترجمہ:۔اگر ظاہراً عبادت نہیں کی تو کیا ہوا۔چونکہ اُسے مخفی عبادت کی عادت ہوگئی ہے۔

شیخ ابن القائد

شیخ محمد الاوانی المعروف بہ ابن القائد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں سے تھے انکو مفرد الحضرت بھی کہا جاتا ہے آپ مفردان میں تھے۔منصب افراد پر فائز تھے۔

شیخ ابوالسعود بن الشبل

آپ بھی حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں سے تھے۔

شیخ ابومدین المغربی

آپ کا نام نامی شعیب بن حسین ہے اور آپ ابومدین مغربی کے نام سے مشہور ہیں یہ گروہ صوفیہ کے مقتدی ہیں۔آپ کی صحبت میں بہت سے مشائخ درجۂ کمال کو پہنچے ہیں ان ہی شیوخ میں سے ایک حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ہیں۔امام عبداللہ یافعی کہتے ہیں کہ یمن کے اکثر شیوخ شیخ عبدالقادر جیلانی سے نسبت رکھتے ہیں اور بعض کی نسبت شیخ ابومدین سے ہے۔ان شیخ ابومدین کو شیخ مغرب کہا جاتا ہے اور حضرت غوث الثقلین شیخ مشرق ہیں

شیخ ابوالعباس بن العریف الاندلسی

آپ کے بارے میں صاحب فتوحات مکیہ اپنے شیخ سے یہ واقعہ سناتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایک دن میں اپنے شیخ ابن عریف سے رخصت ہوکر جنگل میں سیر کے لئے نکل گیا میں جس گھاس یا درخت کے پاس پہونچتا تو وہ کہتا (کہتی) کہ مجھے لے لو، (حاصل کرو) کہ میں فلاں مرض کی دوا ہوں۔اس طرح ہر ایک گھاس نے مجھے اپنے بارے میں بتایا میں نے یہ ماجرا اپنے شیخ

http://Ashrafi.org

سے بیان کیا (یعنی ابن عربی کے شیخ نے ابن عریف سے یہ بات بیان کی) توانہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری آزمائش کی ہے اب تم وہاں پر جاؤ اگر اس مرتبہ بھی گھاس پھونس تم سے ہم کلام ہوں تو سمجھنا کہ تمہاری توبہ قبول نہیں ہوئی۔ یہ شیخ کے ارشاد کے بموجب جب جنگل میں پہونچے تو اس مرتبہ کسی چیز یا گھاس نے ان سے کلام نہیں کیا، یہ بہت شرمائے اور اپنے شیخ سے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم کو بشارت ہو کہ تمہاری توبہ قبول کر لی گئی ہے اور یہ اسکی نشانی ہے۔ آپ کا انتقال ۵۳۶ھ میں ہوا۔

شیخ ابُو الرّبیع الکفیف

شیخ ابوالربیع الکفیف الماتقی، شیخ ابوالعباس ابن العریف کے مرید تھے۔

شیخ ابن الفارض

شیخ ابن الفارض الحموی المصری قدس اللہ سرہٗ کی کنیت ابوالحفص ہے۔ مصر میں آپ پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد مصر کے اکابر علماء میں سے تھے۔ شیخ ابن الفارض کا ایک دیوان ہے جو معارف وفنون لطائف پر مشتمل ہے ان قصائد میں سے ایک قصیدۂ تائیہ ہے جو سات سو پچاس اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ قصیدہ مشائخ کرام میں بہت ہی مشہور ومعروف ہے (تائیہ ابن الفارض کہلاتا ہے) اسی طرح علم وفضل والوں میں بھی اسکی شہرت ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس قصیدے میں شیخ نے سیر وسلوک کے تمام منازل، علوم دینیہ کے جمیع حقائق ومعارف یقینیہ خود اپنے ذوق سے اور دوسرے مشائخ عظام واکابر صوفیہ کے معارف وارادات کو اس میں جمع کر دیا ہے اور ان حقائق ومعارف کو ایسی خوبی اور عمدگی کے ساتھ نظم کیا ہے کہ یہ بات کسی دوسرے کو میسر نہ آسکی اور ارباب فضل و ہنر میں سے کسی کے بس کی بات نہیں ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ نوع بشر سے اکثر کا مقدور نہیں ہے کہ ایسا قصیدہ کہہ سکے۔

شعر

من کل لطف فیہ لفظ کاشف   فی کل معنی منہ حسن باھر
بحر ولکن الطفادۃ عنبر   مزن ولکن الغیوب جواھر

ترجمہ:۔ اس میں جو لفظ ہے وہ کاشف ہے ہر معنی میں ہر لطف کا اور اس میں حسن ظاہر بھی ہے۔ یہ بحر ہے لیکن خرمن آفتاب عنبر ہے، باران ہے لیکن اس کے جواہر چھپے ہوئے ہیں۔

شیخ اب الفارض رضی اللہ عنہ اس قصیدہ کے بارے میں کہتے تھے کہ جب میں قصیدہ تائیہ مکمل کر چکا تو خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ

''اے عمر! تم نے قصیدہ کو کس نام سے موسوم کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اس کا نام لوائح الجنان وروائح الایقان رکھا ہے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تم اس کا نام ''نظم السلوک'' رکھو۔

پس میں نے اس کا یہی نام رکھا ہے۔

منقول ہے کہ یہ قصیدہ شعر وقانون فکر کے تحت نہیں کہا گیا ہے (جیسا کہ عام طور پر شعر کہا جاتا ہے) بلکہ آپ پر جذبۂ محبت وعشق الٰہی طاری ہوتا تھا اور آپ اس جذبہ کے تحت دس دس، بارہ بارہ دن تک اپنے حواس سے غائب

رہتے تھے اس کے بعد جب ہوش وحواس میں آتے تھے تو بے اختیار اشعار لکھتے چلے جاتے تھے اور اس طرح تیس چالیس اشعار لکھ لیتے تھے پھر آگے بھول جاتے تھے۔ اسکے بعد پھر ایسا ہی جذبہ طاری ہوتا اور پھر ہوش میں آتے تو پھر اس طرح اشعار لکھتے چلے جاتے تھے۔ پس یہ پورا قصیدہ واردات الٰہی اور الہامات نا متناہی کے تحت کہا گیا ہے۔ اکثر اکابر روزگار نے اس قصیدے کی شرحیں لکھی ہیں۔

شیخ صدرالدین قونیوی کی مجلس میں علماء اور طلبا حاضر ہوتے تھے اور مختلف علوم پر گفتگو ہوتی تھی اختتام پر قصیدہ نظم السلوک کے بعض اشعار پڑھے جاتے تھے شیخ برہان الدین عجمی زبان میں اشعار کی تشریح میں ایسے ایسے عجیب وغریب معارف بیان فرماتے تھے کہ اُن کو صرف ذوق ووجدان رکھنے والے حضرات ہی سمجھ سکتے تھے اور دوسروں کے بس کی بات نہیں ہوتی تھی، اشعار کے معانی بیان کرتے وقت ہر لحظہ اور ہر آن ایک نئے معانی آپ کو وارد ہوتے تھے حضرت نام حضرت امام عبداللہ یافعی کو آپ کا یہ شعر بہت پسند تھا

شعر

هـنيـئـًا لاهل الدير كم سكروابها

ومـا شـربـوامـنـهـاولـكنّهم هموا

ترجمہ:۔ اے شراب خانے کے لوگو! تم نے کس قدر شراب پی ہے حالانکہ انہوں نے شراب نہیں پی ابھی اس کا ارادہ ہی کیا ہے۔

شیخ برہان الدین اپنے کچھ اصحاب کبار کے ساتھ ان کے مرقد کی زیارت کے لئے گئے تو دیکھا کہ آپ کی قبر کے چاروں طرف مٹی کے انبار لگے ہیں آپ ایک ڈھیر پر بیٹھ گئے اور یہ شعر پڑھا

شعر

مسـاكـن اهـل العشق حتىٰ قبورهم

عـليهـا تـراب الـذل بيـن الـمقـابر

ترجمہ:۔ اہل عشق کے مسکن یہاں تک کہ ان کی قبروں پر بھی خواری کی مٹی کے ڈھیر ہیں دوسری قبروں کے درمیان پھر آپ نے اردگرد اور قبر سے مٹی صاف کی۔ اس مٹی کو اپنے دامن میں بھر بھر کر دوسری جگہ ڈالا اور اسطرح قبر کو مٹی سے بالکل پاک وصاف کر دیا۔

شیخ ابن فارض رضی اللہ عنہ نے ۲ جمادی الاوّل ۶۳۲ھ کو انتقال فرمایا۔

حضرت شیخ حمّاد دبّاس

حضرت شیخ حمّاد دبّاس رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الثقلین کے مشائخ میں سے تھے۔ آپ بالکل ان پڑھ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے معارف واسرار کے دروازے آپ پر کھول دیئے تھے حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے ایام جوانی تھے جب آپ شیخ حمّاد دبّاس کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت غوث الثقلین بڑے ادب کے ساتھ آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے جب آپ اُٹھ کر کسی ضرورت سے باہر گئے تو شیخ حمّاد نے

http://Ashrafi.org

فرمایا کہ اس عجمی شخص کا قدم اس کے وقت میں تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔ چنانچہ کچھ مدت گذر جانے کے بعد تمام اولیاء اللہ کی گردنیں آپ کے زیرِ قدم تھیں (اور حضرت حمّاد کا وہ اشارہ اور پیشگوئی ہوکر رہی)

شیخ حمّاد دبّاس رحمۃ اللہ علیہ نے ماہ رمضان ۵۲۵ھ میں انتقال فرمایا۔

شجرۂ سوئم

سلسلۂ کبرویہ

سلسلۂ کبرویہ کا منشاد مبنیٰ جو حضرت شیخ الشیوخ ابونجیب الدین سہروردی تک مسلسل پہنچتا ہے۔ شیخ نجم الدین کبریٰ ہیں۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کی کنیت ابوالجناب ہے اور آپ کا نام نامی احمد عمرالحیوٰقی ہے اور لقب کبریٰ ہے۔ اوّلاً آپ میں جو جذبہ پیدا ہوا وہ بابا فرخ تبریزی کا فیضِ نظر تھا، پھر آپ حضرت شیخ اسماعیل قصری کے مُرید ہوگئے اور آپ ہی سے تربیت سلوک حاصل کی۔ پھر ان کے اشارے کے بموجب آپ حضرت شیخ عمار یاسر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں مزید تربیت حاصل کی۔ بعدازیں سلوک راہ الٰہی کی تحصیل وتکمیل اور مقامات نامتنا ہی پر عبور حضرت شیخ روز بہان کبیر کی خدمت میں میّسر ہوا اس کی تفصیل اس ''ملوفاظات،، میں دوسرے مقام پر کی گئی ہے۔

حضرت شیخ روز بہان کبیر کو بھی حضرت ابوالنجیب سہروردی سے نسبت ہے۔ چنگیز خان یعن کا خروج آپ (نجم الدین کبرا) ہی کی بددُعا کے نتیجے میں ہوا۔ جس نے ربع مسکون کی اکثر عمارتوں کو برباد کرڈالا اور شہر کے شہر دیران کردیئے۔ شیخ نجیب الدین کبریٰ کی شہادت پانے کا موجب بھی وہی لعین ہوا۔ اکثر مقتدایان روزگار و پیشوایان نامدار آپ سے نسبت رکھتے ہیں اور بہت سے اکابر واماثر آپ کی تربیت سے پیدا ہوئے۔ چنانچہ آئندہ ان کا ذکر کیا جائیگا۔ آپ کی شہادت کا واقعہ ماہ ربیع الآخر ۶۱۸ھ میں پیش آیا۔

شیخ نجم الدین کبریٰ کی دوسری نسبت شیخ ابوالنجیب سہروردی سے شیخ عمار یاسر کے واسطہ سے ہے، شیخ روز بہان کے واسطہ سے نہیں۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کی کیفیت یہ تھی کہ اُن پر جب حال اور جذبہ طاری ہوتا اور اس وقت کوئی اُن کی نظروں میں آجاتا تو اُن سے فیضیاب ہوتا اور ولایت کی حد تک پہنچ جاتا تھا۔

شیخ نجم الدین کبریٰ کو ایک نسبت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی بغیر واسطہ کے حاصل ہے۔

ذکر خلفائے شیخ نجم الدّین کبریٰ

شیخ سعد الدین حموی

شیخ سعد الدین حموی شیخ نجم الدین کبریٰ کے خلفائے کبار سے ہیں۔ آپ صاحب احوال وصاحب ریاضت تھے۔ آپ کے بہت سے اصحاب ومریدین تھے۔ آپ کی تصانیف بھی ہیں آپ کا مسکن قاسیون تھا مدت تک وہاں رہے۔ پھر آپ خراسان واپس آگئے اور وہیں آپ نے وفات پائی۔

http://Ashrafi.org

آپ علوم ظاہری وباطنی میں اپنے زمانہ میں یگانہ تھے، آپ کی بہت سی تصانیف ہیں ان میں کتاب محبوب اور سجنجل الارواح مشہور ہیں۔آپ نے اپنی تصانیف میں رمزیہ کلام، مشکل کلمات اور اشکال ودوائر بہت پیش کئے ہیں جن کی بناء پر عقل وفکر ان کی عقدہ کشائی سے عاجز ہے۔آپ شیخ صدرالدین قونیوی کے معاصرین میں سے ہیں۔آپ نے ٦٣ سال کی عمر پائی اور آپ کی وفات بروز عیدالاضحیٰ (١٠ ذی الحجہ) ٦٢٥ھ میں ہوئی۔

شیخ مجد دالدّین بغدادی

شیخ مجد دالدین بغدادی کی کنیت ابوسعید تھی اور نام نامی مجد دالدین شرف المویدبن ابی الفتح بغدادی تھا۔ بغداد آپ کا مولد ووطن تھا، آپ شیخ نجم الدین کبریٰ کے خلفائے کبار سے ہیں بلکہ انہوں نے آپ کو اپنا بیٹا بنالیا تھا۔آپ نہایت خوبرو اور ظریف الطبع تھے۔شیخ علاؤ الدولہ سمنانی فرماتے ہیں کہ یہ کہنا کہ آپ اس وقت شیخ نجم الدین کبرا کی صحبت سے مشرف ہوئے (انکے مرید ہوئے) جبکہ آپ ''امرد،، تھے خلاف واقعہ ہے۔

خوارزم شاہ پر حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کا جو غیظ وغضب نازل ہوا کہ اس نے شیخ مجد دالدین کو دریائے دجلہ میں غرق کرادیا تھا اور خوداُس کا ہلاکو بن تولیخان بن چنگیز خان کے ہاتھ سے مارا جانا اور اس لعین کے ہاتھوں مملکت کی بربادی اور روئے زمین کی تباہی کا موجب آپ ہی کی ذات تھی۔

آپ کی شہادت ٦٠٧ھ میں اور بقول بعض ٦١٠ھ میں واقع ہوئی۔آپ کی بیوی کا تعلق نیشاپور سے تھا۔ان کو نیشاپور بھیج دیا گیا اور ٦٣٣ھ میں نیشاپور سے اسفرائین پہنچادیا گیا۔

شیخ سیف الدّین باخرزی

آپ شیخ نجم الدین کبریٰ کے عظیم خلفاء میں سے تھے، تحصیل وتکمیل علوم کے بعد آپ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تربیت حاصل کی۔ابتداء میں آپ کو خلوت میں بٹھایا گیا تاکہ چلہ کھینچیں۔جب دوسرا چلہ کرایا گیا تو شیخ آپ کے حجرے کے دروازے پر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اور آواز دے کر فرمایا کہ اے سیف الدین

شعر

منم عاشق مراغم سازوار است　　　　تو معشوقی ترا باغم چہ کار است

ترجمہ:۔میں عاشق ہوں اور مجھے غم سے سروکار رہتا ہے جبکہ تم معشوق ہو تمہیں غم سے کیا سروکار ہے؟ اُٹھو اور باہر آؤ۔جب وہ باہر آئے تو ان کا ہاتھ پکڑ کر باہر لائے پھر اُن کو بخارا کی طرف روانہ کردیا۔آپ کا انتقال ٦٥٨ھ میں ہوا۔آپ کا مزار بخارا میں زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔

سلسلۂ فردوسیاں

شیخ نجم الدّین فردوسی شیخ شرف الدّین یحییٰ منیری

اکابر سلسلۂ فردوسیاں کا منشاء ومبنیٰ خانوادہ کبرویہ ہے۔ ہندوستان میں خانوادہ فردوسیہ کو

http://Ashrafi.org

شیخ شرف الدین یحییٰ منیری سے بہت شہرت ہوئی۔ یہ سلسلۂ فردوسیہ خانوادۂ کبرویہ سے اسطرح ملتا ہے کہ شیخ سیف الدین باخرزی سے یہ نسبت حضرت شیخ بدرالدین سمرقندی کو حاصل ہوئی اوران سے شیخ کن الدین فردوسی کو حاصل ہوئی اور اُن سے شیخ نجم الدین فردوسی کونسبت حاصل ہوئی اورشیخ نجم الدین فردوسی سے یہ نسبت حضرت شرف الدین یحییٰ منیری کو حاصل ہوئی۔ واضح ہو کہ شیخ نجم الدین فردوسی نجم الدین صغریٰ کہلاتے تھے۔

شیخ نجم الدین صغریٰ کے سیر دولت وشوکت کے دورونزدیک کے خادموں کی تعداد بارہ ہزار کے قریب تھی اوران میں محمد تغلق کے امرائے دولت اور مقربان شاہی بھی تھے۔ان سب نے شرف وصول اورقرب کا اعزاز حاصل کیا۔

جب حضرت شیخ شرف الدین تحصیل علوم شرعیہ دریاضات اصلیہ وفرعیہ کی تکمیل کے بعد حضرت سلطان المشائخ (نظام الدین اولیاء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حاضر خدمت ہو کر ارادت وارشاد کی استدعا کی تو حضرت نے کچھ دیر کے استغراق کے بعد فرمایا برادرم شرف الدین!تم کو ارادت میں قبول کرنا اورسلوک کی دولت عطا کرنے کا شرف میرے بھائی نجم الدین صغریٰ کے لئے مخصوص کردیا گیا ہے۔تم وہاں جاؤ کہ وہ تمہاری آمد کے منتظر ہیں۔ جب حضرت کے اشارے کے بموجب آپ نے شیخ نجم الدین صغریٰ کی خدمت میں جانے کا ارادہ کیا تو حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ فقیروں کے پاس سے خالی ہاتھ نہ جاؤ۔ اس خاندان چشت کی دولت سماعی وصفائی تم کو مبارک ہو۔حضرت شرف الدین تعظیم بجالائے، خاندان فردوسیہ میں سماع وصفا کی یہ دولت اسی خاندان کا عطیہ ہے۔

حضرت نجم الدین صغریٰ کے اوصاف ذاتی کی شرح اور آپ کے اخلاق کا بیان اور آپ کے صفات لطیفہ کی تشریح حد سے فزوں اور بیان سے باہر ہے خامہ وبیان اورزبان عیاں نہیں کرسکتے

قطعہ

صفات ذات آن عالی مناقب	برون ازحدوبرترازبیان است
زہی آن قدوۂ اصحاب وجدان	خہی آن عمدہ ازعارفان است
شہ ملک دلادوائی پاک	کہ دربزم معارف کامران است
جہان شدتازہ ازباد بہارش	بہار خورم ازسردردان است
دماغ آسودۂ ازباغ فردوس	چراغ دودۂ فردوسیان است
بساتین تاز دارد ازریاحین	زگلزار معارف بوستان است

ترجمہ:۔ا۔اس بلنداوصاف رکھنے والی ہستی کے صفات کا بیان حد سے فزون اور بیان سے برتر وبالا ہے۔

۲۔سُبحان اللہ! ارباب وجدان وطریقت کے اس پیشوا کی کیا تعریف کی جائے اور واہ واہ عارفانِ زمانہ میں اس منتخب ہستی کے اوصاف کیا بیان ہوں؟

۳۔وہ ملکِ خلوص ومحبت کے والی اور حکمران ہیں اور سُبحان اللہ! عارفانِ زمانہ میں اس منتخب ہستی کا کیا کہنا کہ

http://Ashrafi.org

وہ بزمِ عارفان میں ایک کامیاب ہستی ہیں

۴۔آپ کے باغ عرفاں سے چلنے والی بادِ بہاری سے دنیا تروتازہ ہوگئی، بہار کی یہ تمام تازگی اور رونق آپ ہی کے وجود سے ہے کہ آپ باغ عرفاں کے سرو رواں ہیں۔

۵۔باغ فردوس کی نکہت سے دماغ آسودہ اور خوشبو سے بہرہ مند ہے کہ آپ کی ذات والا سلسلہ فردوسیاں کا چراغ ہے

٦۔باغ اپنے پھولوں سے تروتازہ اور شاداب رہتا ہے۔گلزار سے یہ مراد نہیں ہے کہ اسکو صرف بوستان کہہ دیا جائے بوستان میں جب تک تازہ ہوائیں نہ ہوں گی وہ بوستان یا گلزار نہیں ہے۔

شیخ جمال الدّین گیلی

آپ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کے خلفائے کبار سے ہیں۔اس زمانے میں جب ان کے دل میں حضرت شیخ کی ملاقات کو شوق پیدا ہوا تو یہ کتب خانے میں آئے اور ہر علم کی ایک ایک کتاب اپنے پاس رکھ لی اور ان کتابوں کو لے کر حضرت نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اسی شب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اُن سے کہہ رہا ہے کہ اے گیلک اس پشتارے کو پھینکدے، یہ حیران ہوئے اور سوچنے لگے کہ میرے پاس تو کچھ بھی دنیاوی سامان نہیں ہے اور نہ اس سامان کے جمع کرنے کی مجھے خواہش ہے پھر یہ پشتارا کیا ہے؟ تین راتوں میں مسلسل ان سے یہی کہا گیا، آخر کار مجبور ہو کر انہوں نے شیخ نجم الدین کبریٰ سے عرض کیا کہ اے شیخ! یہ پشتارا کیا ہے جس کے پھینکنے کیلئے مجھ سے کہا جا رہا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ علوم غریبہ کی منتخبہ کا یہ گٹھڑا ہی وہ پشتارا ہے جسکے پھینکنے کیلئے کہا جا رہا ہے۔انہوں نے فوراً تمام کتابیں دریا میں پھینکدیں۔

شیخ بابا کمال خجندی

شیخ بابا کمال خجندی حضرت نجم الدین کبریٰ کے خلفائے اعظم میں سے تھے۔آپ مرتبہ کمال پر فائز تھے۔حضرت شیخ نے ان کو خرقۂ خلافت عطا فرماتے ہوئے کہا کہ مملکت ترکستان میں مولانا شمس الدین مفتی کے ایک صاحبزادے ہیں ان کو احمد مولانا کہتے ہیں یہ خرقہ ان کو پہنچانا ہے اور ان کی تربیت میں تم کوتاہی نہ کرنا جب بابا کمال یہ خرقہ لے کر خجند پہنچے تو راستہ میں کچھ بچوں کو کھیلتا ہوا پایا۔ چونکہ احمد مولانا ابھی کم سن تھے وہ بھی ان بچوں میں موجودہ تھے لیکن وہ کھیل میں شریک نہیں تھے بلکہ دوسرے بچوں کے کپڑوں کی نگرانی کر رہے تھے احمد مولانا نے جب بابا کمال کو دیکھا تو فوراً تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے اور آپ کا استقبال کرتے ہوئے سلام پیش کیا اور کہا کہ جس طرح ہم دوسروں کے ان چند کپڑوں کی نگہبانی کر رہے ہیں اسیطرح آپ ہمارے جامہ کی نگہداشت کریں، یہ سنتے ہی بابا کمال نے ان کو آغوش میں لے لیا اور ان کو اسیطرح آغوش میں لئے ہوئے حضرت شمس الدین مفتی کے مکان پر پہنچے۔مفتی صاحب نے یہ حال دیکھکر کہا کہ بابا کمال! یہ فرزند مجذوب ہے ممکن ہے کہ آپ کی مناسب خدمت نہ کر سکے ان سے چھوٹا بھائی زیادہ ہوشیار ہے اور مؤدب ہے، بابا نے فرمایا وہ بھی خوش نصیب ہے ہم تو شیخ کے ارشاد کے بموجب ان احمد مولانا کی خدمت کے لئے آئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے احمد مولانا کو بہت ہی کم مدت میں اپنی تربیت سے فارغ کر دیا۔ پھر تو اُن کے کمالات کا شہرہ چاروں طرف پھیل گیا اور صرف یہی نہیں بلکہ بہت سے طالبان طریقت نے انکی صحبت میں تربیت حاصل کی اور مرتبہ کمال کو پہنچ گئے۔آپ سے تربیت حاصل کرنے والوں میں ایک اہم شخصیت بہاؤالدین کبرا کی ہے

http://Ashrafi.org

کہ انہوں نے اپنے چھوٹے دانشمند بھائی جن کا نام مولانا محمد تھا، کی تربیت مولانا احمد کے سپرد کردی تھی، علاوہ ازیں شیخ بہاؤالدین نے اپنے چھوٹے بیٹے ابوالفتوح کو بھی احمد مولانا کی تربیت میں دے دیا تھا۔ خواجہ ابوالوفا خوارزمی انہی شیخ ابوالفتوح سے نسبت رکھتے ہیں جیسا کہ سلسلۂ مشائخ میں بیان کیا گیا ہے۔

اشعار

رسید فیض علی راز احمد مختار — پس از علی حسن آمد خزینۂ اسرار
حبیب وطائی ومعروف پس سری وجنید — زبوعلی دوگرمغربی سراخیار
عقیب این ہمہ بوالقاسم وپس نساج — امام احمد پس سہردروی وعمار
پس ازاکابر مذکور شیخ نجم الدین — کہ بود قدوۃ اخیار وسردرابرار
کمال واحمد وآنکہ بہاء ملت دین — دگر محمد پس بوالفتوح فخر کبار

ترجمہ:۔ ۱۔ حضرت علیؓ کو فیض پہنچا احمد مختارؐ سے۔ اور علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ خزینۂ اسرار بن گئے۔

۲۔ حبیب اور طائی اور معروف کے بعد سری اور جنید آئے اور پھر بوعلی مغربی سرزمین نیکوکاروں کے سردار تھے۔

۳۔ ان کے بعد بوالقاسم اور نساج، اور امام احمد، سہروردی اور عمار تھے۔

۴۔ مذکورہ اکابر میں سے شیخ نجم الدین نیکوکاروں اور ابراروں کے سردار۔

۵۔ کمال اور احمد ملت دین کا خزانہ تھے اور محمد پشت پر تھے بوالفتوح فخر کبار کے۔

بعض حضرات نے یہ شبہ ظاہر کیا ہے کہ خواجہ ابوالوفا خوارزمی شیخ نجم الدین کبریٰ کے مریدوں میں تھے۔

شیخ نجم الدین رازی

شیخ نجم الدین رازی المعروف بہ ''نجم الدین دابہ''، شیخ نجم الدین کبریٰ کے بہت ہی بلند مرتبت مریدوں میں سے ہیں۔ شیخ نجم الدین کبریٰ نے ان کی تربیت شیخ مجد دالدین کے سپرد کردی تھی۔ آپ ''مرصاد العباد''، اور تفسیر ''بحر الحقائق''، کے مصنف ہیں۔ چنگیز خان کی تاخت وتاراج اور تباہ کاریوں کے باعث خوارزم کی سکونت ترک کر کے ارض ردم میں چلے آئے، یہاں پر آپ کو شیخ زین الدین فردوسی، شیخ صدر الدین قونیوی اور مولانا جلال الدین رومی جیسے اکابرومشائخ کی صحبت نصیب ہوئی۔ آپ نے ۶۵۴ھ میں وفات پائی اور شنونیزیہ مضافات بغداد میں شیخ سری سقطی اور حضرت جنید بغدادی کے مقبرے کے قرب میں ایک مزار ہے اس مزار کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ آپ ہی کا مدفن ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

یہاں آپ کی ایک رباعی درج کی جاتی ہے۔

رباعی

شمع ارچہ چومن داغ جدائی دارد — باگریہ وسوز آشنائی دارد
سررشتہ شمع بہ کہ رشتۂ من — کان رشتہ سری بروشنائی دارد

ترجمہ:۔ شاید شمع میری طرح اپنے دل میں داغ جدائی رکھتی ہے کہ میری طرح وہ بھی سوزوگداز میں مبتلا ہے۔

http://Ashrafi.org

میرا سر رشتہ بہتر ہے یا شمع کا کہ اُسی رشتہ کی بدولت اُس میں یہ روشنی موجود ہے۔

شیخ رضی الدین علی لالا

شیخ رضی الدین علی لالا کا نام علی بن سعید بن عبدالجلیل لالائ الغزنوی ہے آپ کے والد بزرگوار حکیم سنائی کے چچازاد بھائی تھے اور حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کے مُرید تھے۔ شیخ رضی الدین لالا شیخ نجم الدین کبریٰ کے اصحاب میں سے تھے ابتدائے سلوک میں اُن کی صحبت میں رہے لیکن ارادت کا شرف شیخ مجدالدین سے حاصل کیا۔ منقول ہے کہ شیخ علی لالا نے ایک سو چودہ ۱۱۴ مشائخ کامل سے خرقہ کا شرف حاصل کیا تھا۔

ان کی وفات کے بعد ۱۱۳ خرقہ موجود تھے، انہوں نے ہندوستان کا سفر کیا تھا اور ابورضارتن رضی اللہ عنہ کی صحبت حاصل کی تھی۔ یعنی شیخ رضی الدین علی لالا نے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا الرضارتن بن نصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحبت کی شیخ ابورضارتن بن نصیرؓ کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ ہائے مبارک میں سے ایک شانہ عطا ہوا تھا۔ شیخ رکن الدین علاؤالدولہ سمنانی اس مبارک ومقدس شانہ کو اپنے خرقہ میں رکھتے تھے اور پھر اس خرقہ کو کاغذ میں لپیٹ کر رکھ دیا تھا اور اس پر اپنے قلم سے تحریر فرمایا تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسم کے مقدس شانوں میں سے ایک شانہ ہے جو اس ضعیف بندے کو ایک صحابی کے توسط سے ملا ہے اور یہ وہ خرقہ ہے جو اس فقیر کو شیخ ابوالرضارتنؓ سے حاصل ہوا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ جب یہ فقیر (میں) حضرت ابوالرضارتن کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ پر بڑی نوازش فرمائی۔ اس فقیر کی ایک نسبت خرقہ حضرت ابوالرضارتنؓ سے بھی ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتی ہے۔

حضرت شیخ علاؤالدّولہ سمنانی

حضرت شیخ علاؤالددلہ سمنانی بن احمد بن محمد البیانکی اصل میں سامانی النسل ملوک سمنان میں سے تھے، حضرت ابراہیم شاہ سمنان کی وزارت کا منصب ان کے سپرد تھا، یہ ایک معرکہ میں شریک تھے، اسی جنگ کے دوران ان پر جذبہ طاری ہوگیا اور انہوں نے سب کچھ چھوڑ دیا۔ ۶۹۹ھ اور بقول بعض ۷۱۵ھ میں شیخ نورالدین عبدالرحمٰن اسفرائینی کرخی کی خدمت میں پہنچے اور شرف ارادت حاصل کیا۔ ان کا عارفانہ کلام اس مجموعہ میں مختلف مقامات پر پیش کیا گیا ہے اسلیئے تکرار واعادہ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ہم اپنے ابتدائے کار میں (جب راہ معرفت میں قدم رکھا) ان کی خدمت میں باریاب ہوئے تھے اور ان سے بہت سے حقائق ومعارف حاصل کئے تھے۔ حضرت شیخ نور الدین اسفرائینی کی نسبت شیخ احمد کورفانی سے ہے اور اُن کی نسبت حضرت شیخ علی لالا سے ہے اور وہ شیخ نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں خانقاہ سکّاکیہ کے اندر سولہ سال تک مقیم رہے۔ اس مدّت میں انہوں نے ایک سو چالیس چلّے کئے، بعض کہتے ہیں کہ مختلف اوقات میں اُن کے چلّوں کی تعداد ایک سوتیس ہے، جب اُن کی عمر ۷۸ سال کی ہوئی تو شب جمعہ

۲۲ ماہ رجب ۷۳۶ھ میں بمقام برج احرار صوفی آباد میں آپ کا انتقال ہوگیا اور قطب الا وتاد عماد الدین عبدالوہاب کے خطیرہ میں دفن ہوئے۔

شیخ ابوالبرکات تقی الدّین

شیخ ابوالبرکات تقی الدین علی الدولہ سمنانی، شیخ رکن الدین علاؤالدولہ سمنانی کے مریدوں میں سے ہیں۔

امیر سید علی ہمدانی

امیر سید علی ب شہاب بن محمد الہمد انی علوم باطنی وظاہری کے جامع گذرے ہیں اور آپ کی تصانیف بہت مشہور ہیں جو یہ ہیں:۔ ''کتاب اسرار النقطہ ،شرح اسماء اللہ، شرح فصوص شرح قصیدہ خمریہ فارضیہ

آپ شیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ المز دتعانی کے مُرید ہیں اور وہ شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ کے مُرید ہیں اور وہ مرید ہیں شیخ نورالدین عبدالرحمٰن کے اور وہ مُرید ہیں شیخ احمد خرقانی کے جو شیخ علی لالا کے مُرید ہیں۔

شجرۂ چہارم

سلسلۂ سہروردیہ

حضرت شیخ ابُوالنجیب سہروردی

اس خانوادہ کا منشا اور اس کے بانی حضرت شیخ ابوالنجیب (عبدالقاہر) سہروردی ہیں۔ وہی اس خاندان کے پیشوا اور سربراہ ہیں۔ آپ کی نسبت خرقہ کے سلسلہ میں مختصراً ذکر لطیفہ سابقہ میں آچکا ہے۔ آپ کثیر التصانیف بزرگ ہیں جن میں آداب المریدین بہت مشہور ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب بارہ واسطوں سے حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور سلسلۂ خرقہ حضرت شیخ احمد غزالی تک پہنچتا ہے۔

آپ ایک دن قصابوں کی دُکان سے گذر رہے تھے وہاں ایک لٹکا ہوا دنبہ دیکھ کر آپ نے فرمایا یہ دنبہ کہہ رہا ہے کہ میں مردار ہوں، مجھے ذبح نہیں کیا گیا ہے، قصاب یہ سنکر بے ہوش ہوگیا۔ جب کچھ دیر کے بعد ہوش میں آیا تو حضرت شیخ کے قول کی صحت کا اقرار کیا اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ آپ نے ۵۶۳ھ میں انتقال فرمایا۔

شیخ عین القضاۃ ہمدانی

مقتدی الانام شیخ عین القضاۃ ہمدانی کی کنیت ابوالفضل عبداللہ بن محمد المشائخی ہے۔ عین القضاۃ آپ کا لقب ہے۔ شیخ محمد بن حمویہ اور شیخ امام احمد غزالی کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ آپ کے ظاہری و باطنی کمالات آپ کی تصانیف سے ظاہر ہیں۔ کیا عربی اور کیا فارسی دونوں زبانوں میں آپ نے جس قدر حقائق ودقائق کی شرح کی ہے کم ہی کسی اور نے کی ہوگی۔ آپ سے بہت سے خوارق عادات ظہور میں آئے مثلاً احیاء وامانت وغیرہ۔

شیخ امام احمد غزالی

امام احمد غزالی (برادر حجۃ الاسلام محمد غزالی) علمائے شریعت وطریقت کے مقتدا اور مشائخ معرفت وحقیقت کے پیشوا ہیں۔ آپ کا کلام دارشادات ہرمکتب فکر کے لوگوں کے لئے

http://Ashrafi.org

ایک دلیل اور ایک سند ہے۔آپ کی تو الیف و تصانیف تمام طوائف صوفیہ میں مقبول اور معتبر ہیں۔ان تصانیف میں ایک تصنیف ''سوانح،، ہے اسی کتاب نے شیخ فخر الدین عراقی کو کتاب ''لمعات،، لکھنے پر آمادہ کیا۔

کسی شخص نے امام محمد غزالی کے بارے میں آپ سے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ وہ خون میں بیٹھے ہیں جب تفتیش کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ مسئلہ حیض کے بارے میں غور و فکر کر رہے تھے۔

کچھ حصّہ ان کی تصانیف کا حجۃ الاسلام (امام غزالی) کے پاس پہنچا انہوں نے مطالعہ کیا تو فرمایا کہ سبحان اللہ ہم ڈھونڈتے رہے اور انہوں نے پالیا

بیت

یکی می رود، دیگری می رسد
یکی می رسد و دیگری می ردد

ترجمہ:۔ایک جاتا ہے تو دوسرا آتا ہے اسطرح ایک آتا ہے تو دوسرا جاتا ہے۔

حضرت شیخ احمد غزالی نے ۵۱۷ھ میں وفات پائی۔آپ کا مزار قزدین میں زیارت گاہ ہر خاص و عام ہے۔آپ کے خرقہ کی نسبت حضرت ابوبکر نساج تک پہنچتی ہے۔

حضرت شیخ امام محمد غزالی

امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد غزالی کی کنیت ابُو حامد ہے اور آپ کا لقب زین الدین ہے۔آپ شیخ علی فارمدی کے مُرید ہیں جو حضرت ابوالقاسم گورگانی سے نسبت رکھتے تھے۔

امام غزالی اوائل عمر میں طوس اور نیشا پور میں رہے ۴۸۴ھ میں مدرسۂ نظامیہ بغداد کی مُدرسی پر فائز ہوئے۔جو اُس زمانے میں ایک بہت ہی بڑا اعزاز تھا۔آپ نے کثیر تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔آپ کی وہ تصانیف جن سے تمام طبقوں اور فرقوں کے لوگ تمسک کرتے ہیں یہ ہیں کتاب احیاء العلوم، جواہر القرآن، تفسیر یاقوت التاویل چالیس جلدوں میں، مشکٰوۃ الانوار وغیرہ آپ کی مشہور ترین تصانیف ہیں۔ان کے علاوہ اور بھی آپ کی بہت ہی بلند پایہ تصانیف ہیں۔۱۴ جمادی الآخر ۵۰۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

منقول ہے کہ آپ کی تصانیف کا انکار کرنے والے ایک شیخ نے جو معتزلی عقیدہ رکھتے تھے خواب میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انکار کے باعث اس عالم کو سزادی۔جب یہ عالم خواب سے بیدار ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوڑا مارا تھا اس کا نشان اس کے جسم پر موجود تھا اور جب تک یہ شخص زندہ رہا اس کوڑے کا نشان اس کے جسم پر باقی رہا۔

آپ شہر طوس میں ۴۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۴۸۸ھ میں حجاز کا سفر کیا حج سے فارغ ہوکر آپ دمشق واپس آئے اور ایک عرصہ تک وہاں مقیم رہے، آپ نے شہر طوس میں دوشنبہ ۱۴ جمادی الآخر ۵۰۵ھ میں وفات پائی جب کہ آپ کی عمر ۵۵ سال تھی۔ آپ نے علم طریقت اور خلافت شیخ ابوالمعالی جوینی سے حاصل کیا جو شیخ ابوالقاسم قشیری کے مرید تھے وہ شیخ ابودقاق کے مریدوں میں سے تھے، اُن کے پیرومرشد سید ابوالقاسم نصیر آبادی تھے، ان کے

http://Ashrafi.org

شیخ خواجہ ابوبکر شبلی تھے جو سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کے مرید تھے۔

شیخ ابوبکر طوسی نساج

شیخ ابوبکر بن عبداللہ نساج، شیخ ابوالقاسم گرگانی کے مرید ہیں۔ توکل، معرفت اور مشاہد میں آپکا کلام اسقدر بلند ہے کہ تمام مشائخ طریقت نے اس بات میں انکی پیروی کی ہے

شیخ ابوالقاس گرگانی

شیخ ابوالقاسم گرگانی کا نام نامی علی ہے، اپنے وقت کے عدیم المثال پیر تھے، ایک روز شیخ ابوسعید ابوالخیر اور شیخ ابوالقاسم گرگانی ایک ساتھ تشریف رکھتے تھے اور بہت سے درویش بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ ان درویشوں میں سے ایک درویش کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ان دونوں بزرگوں میں سے کون سا بزرگ زیادہ صاحب منزلت و مرتبت ہے۔ جیسے ہی اس درویش کے دل میں یہ خیال آیا، پیر ہردی (سید شیخ ابوسعید ابوالخیر) نے اسکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جو کوئی بیک وقت دو بادشاہوں کو ایک تخت پر دیکھنا چاہتا ہو وہ آئے اور ہم درویشوں کو دیکھ لے۔

شعر

ہر کہ بیک تخت ندیدہ دوشاہ
گونگرد سوی دواین کج کلاہ

اللہ تعالیٰ نے اس درویش کے دل سے حجاب کو اٹھادیا اور شیخ کے کلام کا صدق اس پر ظاہر ہو گیا اور وہ دونوں کی بزرگی سے آگاہ ہو گیا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ آج روئے زمین پر ان دو درویشوں سے زیادہ بزرگ کوئی اور شخص بھی ہے یا نہیں؟ شیخ ابوسعید ابوالخیر نے پھر فرمایا کہ یہ ملک بہت مختصر ہے لیکن ہر روز اس ملک میں ابوسعید اور ابوالقاسم جیسے ستّر ہزار افراد خداوند تعالیٰ تک پہنچتے ہیں اور ستّر ہزار کے دل میں خشیت الٰہی پیدا نہیں ہوتی۔

شیخ ابوعثمان بن سعید

شیخ ابوعثمان بن سعید بن سلام المغربی قدوۂ مشائخ اور علمائے راسخین کے پیشوا تھے آپ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی کے مرشد ہیں، زمانے کے اکثر اولیاء اللہ اور حضرات مشائخ کو آپ سے نسبت حاصل ہے۔ آپ نے ۹ شوال ۳۷۳ھ میں وصال فرمایا۔

شیخ ابوعلی الکاتب المصری

شیخ ابوعلی الکاتب کا تعلق طبقۂ چہارم کے مشائخ سے ہے۔ آپ بہت بڑے شیخ وقت گذرے ہیں۔ خواجہ ابوعثمان مغربی آپ کے خلفائے کبار میں سے ہیں آپ کو ابوبکر مصری اور شیخ ابوعلی رودباری سے شرفِ ارادت و خلافت حاصل تھا، آپ کی بزرگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کو جب علم معرفت و طریقت میں کبھی دشواری پیش آتی اور کوئی نکتہ حل نہیں ہوتا تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک خواب میں انکشاف کر دیتی تھی۔

حضرت شیخ ابوعلی رودباری

آپ کا تعلق بھی طبقۂ رابعہ سے ہے آپ کا نام نامی احمد بن محمد بن القاسم بن منصور ہے۔ آپ کے جدّ محترم کے والد وزرائے دربار شاہی سے تھے۔ آپ کا نسب

کسریٰ (شاہ فارس) سے ملتا ہے۔شیخ ابوالقاسم گرگانی اور سید الطائفہ جنید بغدادی سے شرف صحبت حاصل کیا تھا اور ابوعبید اللہ رودباری کے ماموں تھے۔شیخ ابوعلی الکاتب جب آپ کا نام لیتے تو سیدنا کہتے تھے اس سے بہت سے مشائخ کو رشک ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ (شیخ ابوعلی رودباری) شریعت سے گذر کر طریقت کے میدان میں داخل ہوئے اور ہم طریقت سے شریعت کی طرف آئے ہیں۔آپ کے خرقہ کی نسبت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی تک پہنچتی ہے اور اس سے اوپر اسی طرح ہے جیسا کہ ہم نے سلسلہ فردوسیاں میں ذکر کیا ہے۔اور کچھ آپ کے فضائل کا ذکر وہاں بھی آیا ہے۔

سیّد الطائفہ شیخ جنید بغدادی

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی سے متعدد مشہور خانوادے پیدا ہوئے آپ کے خلفائے کبار اور انکی بزرگی اور عظمت کے بارے میں اختصار سے شجرہ جنیدیاں میں لکھا جائے گا، یہاں بھی مختصراً کچھ تحریر کیا جاتا ہے۔

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کے ایک خرقہ کی نسبت یوں ہے:۔

حضرت شیخ سری سقطی

حضرت خواجہ معروف کرخی

حضرت امام علی رضا

حضرت امام موسیٰ کاظم

حضرت امام جعفر صادق

حضرت امام محمد باقر

حضرت امام زین العابدین

حضرت امام حسینؓ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سلسلہ برحسب ونسب)

حضرت جنید قدس سرّہٗ کی دوسری نسبت خرقہ یوں ہے:۔

حضرت شیخ سری سقطی

حضرت خواجہ معروف کرخی

حضرت خواجہ داؤد طائی

حضرت حبیب عجمی

حضرت حسن بصری

امیر المومنین حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

http://Ashrafi.org

آپ کی ایک اور نسبت خرقہ بیان کی جاتی ہے جو حضرت کمیل بن زیادہ اور شیخ عبدالواحد بن زید اور حضرت خواجہ حسن بصری (قدس اللہ اسرارہم) کے واسطوں سے ہے۔

مشائخ کی ایک نسبت حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی تک اسطرح ہے

حضرت شیخ نجم الدین

حضرت شیخ اسماعیل قصری

حضرت شیخ محمد باکیل

حضرت شیخ محمد بن داؤد المعروف بخادم الفقراء

حضرت شیخ ابوالعباس ادریس

حضرت شیخ ابوالقاسم بن رمضان

حضرت شیخ ابویعقوب طبری

حضرت شیخ عمرو بن عثمان مکی

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی

شیخ عمرو بن عثمان مکی

آپ طبقۂ ثانیہ سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ شیخ منصور حلاج کے استاد ہیں اور شیخ جنید بغدادی سے آپ کو نسبت ہے آپ شیخ خرّاز کے معاصرین میں سے ہیں انکی نسبت خرقہ شیخ ابویعقوب نہرجوری سے ہے آپ کا بغداد میں ۲۹۶ھ میں انتقال ہوا۔

شیخ یعقوب نہرجوری

آپ علمائے مشائخ اور پیشوایان طریقت سے ہیں۔ یہ شیخ جنید، شیخ ابوعمر اور شیخ عثمان مکی کے ہم صحبت تھے۔ بعض نے اس کے برعکس ان کو شیخ ابویعقوب سوسی کا شاگرد بتایا ہے جو مجاور مکہ مکرمہ تھے، آپ کا وہیں ۱۰ جمادی الآخر ۳۳۰ھ کو انتقال ہوا۔ آپ کو شیخ ابویعقوب سوسی سے نسبت خرقہ حاصل تھی اور شیخ ابویعقوب سوسی کو حضرت کمیل زیاد سے اور اُن کو امیر المومنین حضرت حسن مجتبیٰ سے نسبت خرقہ حاصل تھی۔ علاوہ ازیں شیخ ابویعقوب سوسی کو نسبت خلافت واجازت شیخ عبدالواحد بن زید سے بھی حاصل تھی اور حضرت عبدالواحد بن زید کو حضرت حسن بصری سے اور ان کو حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے نسبت خرقہ حاصل تھی۔

شیخ ضیاء الدّین عبدالقاہر سہروردی

حضرت شیخ ضیاء الدین عبدالقاہر بن شیخ نجیب الدین سہروردی سے حضرت مولانا رومی کا سلسلہ جاری ہوتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:۔

حضرت شیخ ضیاء الدین عبدالقادر

شیخ قطب الدین الابہری

حضرت شیخ رکن الدین سنجاجی

حضرت خواجہ شمس الدین تبریزی

حضرت مولانا جالال الدین محمد الرومی

ایک قول ہے کہ خواجہ شمس الدین تبریزی شیخ ابوبکر سلہ باف کے مُرید وخلیفہ تھے، شیخ اوحد الدین کرمانی کو بھی شیخ ابوبکر سلہ باف سے ارادت وخلافت حاصل تھی، بعض حضرات کہتے ہیں کہ خواجہ شمس الدین تبریزی شیخ بابا کمال خجندی کے مُرید وخلیفہ تھے اوران ہی کی بارگاہ سے ان کو یہ مژدہ ملا تھا کہ تمہارا ایک مرید مولوی رومی بڑا صاحب کمال ہوگا، بہرحال یہ احتمال ہے کے حضرت خواجہ شمس الدین نے ان تمام اکابر مذکورہ سے تربیت پائی اوران حضرات کی عنایات سے بہرہ ور ہوئے ہوں۔

مولانا جلال الدین رومی کے مرید شیخ صلاح الدین زرکوب ہیں جن کو صلاح الدین فریدون قونیوی کہا جاتا ہے اولاً تو یہ سید برہان الدین ترمذی کی تربیت میں رہے، بعد میں مولانا رومی کی صحبت وخدمت میں باریاب ہوئے جس طرح خواجہ شمس الدین تبریزی نے مولانا رومی کے حال پرنوازش فرمائی تھی اسی طرح مولانا رومی نے صلاح الدین زرکوب کواپنی نوازشوں سے بہرہ ور فرمایا۔ شیخ صلاح الدین زرکوب برادری کے فرد تھے چنانچہ مولانا ردمی نے اس شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

بیت

یکی گنجی پدید آمد ازین وکان زرکوبی
زہی صورت، زہی معنیٰ زہی خوبی

ترجمہ:۔سنار کی دُکان سے ایک ایسا گنج ہاتھ آیا ہے جو ہرطرح سے یعنی صورت، معنی، سیرت اور خوبی کے لحاظ سے بھی سونا ہے۔

شیخ صلاح الدین مولانا کی خدمت میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھےاور زرکوبی کی دُکان آن کی آن میں لٹادی۔

مولانا رومی کے فرزند سلطان ولد جب جوان ہوئے تو مولانا جلال الدین نے شیخ صلاح الدین کی دُختر سے ان کا نکاح کرادیا۔اُن کے فرزند شیخ چلپی عارف انہی خاتون کے بطن سے ہیں۔جب شیخ صلاح الدین کا انتقال ہوگیا تو مولانا رومی کی تمام توجہ شیخ حسام الدین چلپی عارف کی طرف منتقل ہوگئی اور حضرت مولانا نے ان کو خلافت بھی عطا فرمادی۔مولانا رومی شیخ چلپی سے بہت محبت کرتے تھے، یہ محبت عشق کی حدتک پہنچ گئی تھی مثنوی مولوی معنی لکھنے کے محرک بھی یہی شیخ چلپی عارف تھے۔

مولانا جلال الدین رومی کے خلف برحق اور خلیفہء صدق سلطان ولد ہیں اس موقع پر حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ”ولد الولد سـرّ لابیـہ لاشک فیـہ،، کا صحیح مصداق ہیں۔مولانا رومی کا خلق بعینہ ان میں موجود تھا آپ نے سیدنا برہان الدین محقق اور شمس الدین تبریزی کی بہت خدمت کی تھی۔

مولانا جلال الدّین محمد بلخی رُومی

حضرت مولانا جلال الدین محمد بلخی رومی کی ولادت شہر بلخ میں ٦ ربیع الاول ٦٠٤ھ کو ہوئی۔آپ سے ابتدائے حال سے آخر تک اسقدر خوارق ظہور میں آئے ہیں کہ کم ہی کسی سے ظہور میں آئے ہوں گے،آپ نے حضرت فریدالدین عطّار سے بھی شرف صحبت حاصل کیا ہے

http://Ashrafi.org

انہوں نے آپ کو اپنی تصنیف بھیسر نامہ عطا فرمائی، مولانا نے مرض آخر میں اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میرے مرنے پر مغموم نہ ہونا، شیخ منصور حلاّج کا نور ایک سو پچاس سال کے بعد شیخ فریدالدین عطاّر میں جلوہ گر ہوا۔ میں اُن سے کم نہیں ہوں، تم ہر حال میں میری یاد کرتے رہو کہ میں ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں۔آپ کے انتقال کے وقت شیخ صدالدین قونیوی موجود تھے، مولانا نے فرمایا ''ہمارے دوست ہم کو اس طرف کھینچ رہے ہیں اور مولانا شمس الدین اپنی طرف بلا رہے ہیں۔اب چارونا چار جانا ہی پڑے گا۔'' آپ نے ۵جمادی آلاخر ۶۷۲ھ کو غروب آفتاب کے وقت انتقال فرمایا۔شیخ مویدالدین جندی نے یہ شعر آپ ہی کی تعریف میں کہا ہے۔

شعر

لو کان فینا للالوھیته صورة

ھی انت لااکنی ولاتردّد

ترجمعہ:۔اگر ہمارے درمیان الوہیت کی کوئی صورت ہوتی تو وہ تیری ہی صورت ہوتی اس بات کے کہنے میں نہ میں کنایہ سے کام لے رہا ہوں، ورنہ یہ کہنے میں مجھے کچھ پس وپیش ہے۔

شیخ بہاؤالدّین ولد

حضرت شیخ بہاؤالدین ولد حضرت مولانا جلال الدین رومی کے والد بزرگوار ہیں۔آپ حضرت نجم الدین کبریٰ کے اصحاب (مریدین) میں سے ہیں۔آپ کا نام نامی محمد بن احمد الخطیب الکبریٰ ہے، مولانا رومی کی والدہ شاہ علاؤالدین محمد بن خوارزم شاہ کی صاحبزادی ہیں جو خراسان کے بادشاہ تھے اپنی بیٹی کا عقد سلطان علاؤالدین خوارزم شاہ نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مولانا رومی کے والد کے ساتھ کر دیا تھا۔

خواب میں آپ کو سلطان العلماء کا خطاب دیا گیا تھا جس زمانے میں مولانا جلال الدین کم سن تھے تو شیخ بہاؤالدین ولد بغداد کے راستہ سے مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب یہ بغداد پہونچے تو مشائخ نے ان سے دریافت کیا آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا:

مِنَ اللّٰہِ وَاِلَی اللّٰہِ وَلاحَوۡلَ وَلاقُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ.

ترجمہ:۔اللہ کی طرف سے، اور اللہ ہی کی طرف اور کوئی طاقت اور قوت سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں ہے۔

جب یہ کلام شیخ الشیوخ (شہاب الدین سہروردی) نے سنا تو فرمایا کہ اس کا کہنے والا بہاؤالدین بلخی کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ پھر شیخ الشیوخ نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کے زانو کو بوسہ دیا۔اُس وقت آپ اونٹ پر سوار تھے۔ پھر شیخ الشیوخ نے آپ سے استدعا کی کہ آپ خانقاہ میں تشریف لے چلیں تو آپ نے فرمایا کہ مسافر کے لئے مدرسہ مناسب جگہ ہے چنانچہ مدرسہ مستنصریہ میں آپ نے قیام فرمایا۔شیخ الشیوخ نے خود اپنے ہاتھوں سے انکے موزے اتارے۔

آپ چار سال تک آذربائیجان میں رہے، سات سال شہر لارندہ میں قیام کیا اور یہاں

حضرت مولانا جلال الدین رومی کی شادی کردی۔ اُس وقت مولانا رومی کی عمر اٹھارہ سال تھی ۶۲۳ھ میں مولانا رومی کے یہاں سلطان ولد پیدا ہوئے اس کے بعد مولانا بہاؤالدین کو سلطان نے قونیہ بلالیا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے، قونیہ ہی میں شیخ بہاؤالدین ولد نے انتقال فرمایا۔

سیّد برہان الدین محقق ترندی

آپ سیّد ہیں اور مولانا بہاؤالدین سے تربیت حاصل کی تھی اور ان ہی کے مُرید تھے۔ اشراف ہوئے کے باعث وہ خراسان اور ترمذ میں سید سروران کے لقب سے مشہور تھے جس روز مولانا بہاؤالدین ولد کا انتقال ہوا یہ ترمذ میں کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے یکا یک کہنے لگے، افسوس، میرے استاد اور مرشد کا انتقال ہوا۔ واللہ اعلم

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی

حضرت شیخ الشیوخ سہروردی ابوحفص عمر بن محمد البکری حضرت امیر المومنین ابوبکر صیدق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ تصوف میں آپ کی نسبت آپ کے چچا شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی سے ہے۔ آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے بھی فیض صحبت حاصل کیا ہے اور اپنے زمانہ کے دوسرے شیوخ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ حضرت غوث الثقلین نے اُن سے فرمایا تھا:

انت آخر المشهورين بالعراق

ترجمہ:۔ تم عراق کے آخری مشہور شخص یعنی شیخ ہو۔

آپ کی بہت سی تصانیف ہیں ان میں عوارف المعارف، رشف النصائح زیادہ مشہور ہیں۔ گروہ صوفیہ میں آپ بہت مشہور ہیں اور صوفیاء کرام آپ کے عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ ایک موقع پر شیخ محی الدین ابن عربی کے بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے اُن کے بارے میں کہا

بحر مواج لانهاية له

ترجمہ:۔ وہ ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہیں جسکی کوئی نہایت (انتھاہ) نہیں ہے۔

اور جب شیخ محی الدین ابن اکبر سے شیخ الشیوخ کی نسبت دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا جو نور سہروردی کی پیشانی میں چمک رہا ہے وہ کچھ اور ہی چیز ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی کی ولادت ماہ رجب ۵۳۹ھ میں ہوئی اور آپ نے ۶۳۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک اسطرح پہنچتا ہے۔ عمر (شہاب الدین) بن محمد بن عبداللہ بن سعید بن حسن بن قاسم بن نصر بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن ب قاسم بن محمد ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔ آپ نے ۱۴ محرم ۶۳۲ھ میں وفات پائی اور بغداد میں دفن ہوئے۔

آپ نے شیخ ابومحمد بن عبداللہ البصری سے بھی صحبت وخلافت حاصل کی اور انہوں نے خلافت شیخ ابومدین مغربی سے حاصل کی تھی۔

شیخ نجیب الدین علی بن بزغش

شیخ نجیب الدین علی بن بزغش الشیرازی جن کی پیدائش کی بشارت اُن کے والد

کوخواب میں ملی تھی حضرت شیخ الشیوخ قدس اللہ سرہٗ کے خلفائے کبار میں سے ہیں۔آپ نے ماہ شعبان ۶۷۸ھ میں وفات پائی۔

شیخ ظہیرالدّین عبدالرحمان

شیخ ظہیر الدین عبدالرحمٰن بن علی بزغش قدس اللہ سرہٗ شیخ علی بن بزغش کے فرزند ہیں۔اپنے والد محترم ہی سے انہوں نے بیعت کی تھی لیکن خرقہ انہوں نے شیخ الشیوخ سے حاصل کیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ ابھی بطن مادر ہی میں تھے کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی نے اپنے خرقہ کا ایک کپڑا ان کے لئے بھیج دیا تھا، جب یہ پیدا ہوئے تو ان کو وہی کپڑا پہنایا گیا (اسی میں لپیٹ دیا گیا) جو حضرت شیخ الشیوخ نے بھیجا تھا اور انہوں نے دنیائے وجود میں آنے کے بعد پہلا خرقہ وہی پہنا تھا۔آپ صاحب تصانیف بھی ہیں آپ نے عوارف المعارف کا ترجمہ فارسی زبان میں بہت خوبی سے کیا ہے۔آپ حضرت شیخ الشیوخ کے یہ دو اشعار بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے

شعر

وقد کنت لا ارضیٰ من الوصل بالرضٰی واخذنا من فوق الرضیٰ مشیرما

فلما تفرقنا وشطّہ مالنا قنعت بطیف منک یاتی مُسلما

ترجمہ:

راضی میں وصل یار پہ ہوتا نہ تھا کبھی اک مرتبہ رضا سے بھی اعلیٰ قبول تھا

لیکن جدا ہوئے تو رجوع دور تک ہوا قانع ترے خیال پہ اے دوست ہو گیا

شیخ ظہیر الدین عبدالرحمٰن نے ۷۱۶ھ میں وصال فرمایا۔

شیخ محمد یمنی

شیخ محمد یمنی بھی شیخ الشیوخ کے خلفاء میں سے تھے۔

حضرت شیخ بہاؤالدّین زکریا ملتانی

حضرت شیخ بہاؤالدین بن کبیر زکریا ملتانی حضرت شیخ الشیوخ قدس اللہ سرہٗ کے اعاظم خلفاء میں سے ہیں۔جب آپ حضرت گنج شکر اور شیخ عبدالرحمٰن جلال تبریزی کے ساتھ شرف ارادت کے حصول کے لئے حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان دونوں حضرات کو دوسری جگہ جانے کیلئے ارشاد فرمایا چنانچہ ہندوستان میں یہ قصہ مشہور ہے۔حضرت بہاؤالدین زکریا تنہا آپ کی خدمت میں عرصہ تک مقیم رہے۔

حضرت بہاؤ الدین ابن زکریا محمد بن ابی بکر اسدی قریشی کی ولادت شب جمعہ (یعنی شب قدر) رمضان المبارک ۵۶۶ھ میں ہوئی۔ آپ نے ایک سو سال عمر پائی، آپ کی وفات ظہر اور عصر کے درمیان ۷ صفر بروز شنبہ ۶۶۶ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار ملتان میں ہے جس سے لوگ برکت حاصل کرتے ہیں اور اسکی زیارت کرتے ہیں۔شیخ جمال اوچی خنداں روۂ مولانا طاہر بیابانی، امیر حسن ہروی وغیرہا آپکے خلفاء میں سے ہیں۔شیخ صدرالدین آپ کے خلفا الصدق اور خلفیۂ برحق ہیں۔شیخ صدرالدین کی ولادت شب جمعہ ۶۲۱ھ میں ہوئی۔آپ نے تریسٹھ سال کی عمر پائی، آپ کا

انتقال ظہر و عصر کے درمیان ۳ ماہ ذی الحجہ ۶۸۴ھ میں ہوا۔

شیخ رکن الدین ابوالفتح

آپ اپنے والد شیخ صدرالدین کے خلف اصدق و خلیفۂ برحق ہیں۔ بہت سے اکابر زمانہ آپ سے نسبت ارادت رکھتے ہیں چنانچہ حضرت مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کا سلسلہ بھی آپ تک پہنچتا ہے۔ آپ کی ولادت بروز جمعہ ۶۴۷ھ میں ہوئی اور آپ نے ۸۸ سال کی عمر پائی۔ آپ اپنے جد محترم (بہاؤالدین زکریا) کے سجادہ پر باون ۵۲ سال تک متمکن رہے۔ آپ نے شب جمعہ ۹ جمادی الاول ۷۳۵ھ میں انتقال فرمایا۔

شیخ حاجی صدرالدین چراغ ہند کو بھی شیخ رکن الدین ابوالفتح سے ارادت و خلافت کی نسبت ہے۔ سید جلال بخاری کی خلافت کی تفصیل اور نسبتیں شجرۂ سادات میں انشاء اللہ تحریر کی جائیں گی۔ حضرت شیخ فخر الدین عراقی اور حضرت میر حسین سادات حسینی کے بارے میں لطیفۂ شعراء میں تحریر کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

شجرۂ پنجم

(سلسلہ نقشبندیہ)

اس خاندان شریف کا مرجع اور اس پاکیزہ سلسلہ کا منشاء تو حضرت سیّد الطائفہ جنید بغدادی ہیں لیکن یہ سلسلہ نیچے کی جانب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے لتا ہے اس سلسلہ کے نقشبندیہ کہلانے کی وجہ تسمیہ حضرت شیخ بہاءالدین نقشبند بخاری کی ذات گرامی ہے نقش بند کی وجہ تسمیہ ان کی صورت کا نقش قائم کرنے سے ہے، کہ یہ نسبت ان تک پہنچتی ہے اور ان کی نسبت کے تصور سے کیفیت حاصل ہوتی ہے۔

اس سلسلہ کے بزرگوں کی نسبت خلافت و ارادت دو حضرات پر منتہی ہوتی ہے ایک تو حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی ہے اور دوسری شخصیت حضرت شیخ ابوعلی فارمدی کے واسطہ سے ہے جو حضرت ابوالقاسم گرگانی کے توسط سے اپنے منتہا (ختم سلسلہ) تک پہنچتی ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔

شیخ ابوعلی فارمدی

آپ کا نام نامی فضل بن محمد ہے آپ کو شیخ الشیوخ خراسان بھی کہا جاتا ہے۔ آپ اپنے وقت کے یکتا و منفرد تھے۔ آپ امام ابوالقاسم قشیری کے مرید ہیں۔ تصوف میں آپ کا انتساب دو طرف سے ہے ایک تو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی سے اور دوسری نسبت کا تعلق حضرت ابوالقاسم گرگانی سے ہے۔

خواجہ یوسف ہمدانی

آپ کی کنیت ابویعقوب ہے۔ آپ امام عالم، عارف ربانی، صاحب احوال اور اللہ تعالےٰ کی بڑی مہربانیوں، کرامات و مقامات جلیلہ والے خلیفہ تھے، ابتدائے حال میں شیخ ابواسحاق شیرازی سے تعلق تھا اور ان ہی سے آپ کو احوال میں کشائش حاصل ہوئی۔ مشہور یہ ہے کہ تصوف میں آپ کی نسبت حضرت شیخ ابوعلی فارمدی سے ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ نسبت شیخ عبداللہ جوینی سے ہے اور آپ

http://Ashrafi.org

شیخ حسن سمنانی کی خدمت میں بھی رہے ہیں۔ مرو کے راستہ میں آپ کا انتقال ہوا، سال وفات ۵۳۵ھ ہے آپ کو اسی جگہ دفن کر دیا گیا تھا۔ ایک مدت کے بعد آپ کی نعش کو مرو میں منتقل کیا گیا جہاں آپ کے مرقد پر عالی شان مقبرہ بنایا گیا جو زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ اکبر نے حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی کے حوالے سے آپ کے اقوال کو نقل کیا ہے آپ ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ تک سجادہ نشینی پر متمکن رہے اور اسطرح کہ سوائے نماز جمعہ اور نماز عیدین کے آپ باہر نہیں نکلتے تھے آپ کے چار خلفاء نے بہت زیادہ شہرت پائی جو یہ ہیں:۔

۱۔خواجہ عبداللہ برقی ۲۔خواجہ حسن اندقی ۳۔خواجہ احمد یسوی، آپ مشائخِ ترک کے پیشوا ہیں۔ ۴۔حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی۔

حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند کا سلسلہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے ملتا ہے۔

خواجہ عبدالخالق غجدوانی

خواجہ عبدالخالق غجداوانی کی روش اور آپ کا مسلک تصوف تمام فرقوں میں حجت ہے۔ آپ صوفیہ کے تمام طبقات میں مقبول ہیں۔ ابتداء میں آپ اویسی تھے اور حضرت خواجہ خضر نے انہیں اپنی فرزندی کے لیئے قبول کیا ہے لیکن بظاہر آپ کو اجازت وخلافت حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی سے حاصل ہے۔

حضرت عبدالخالق غجدوانی کے چند خلفاء میں جن میں خواجہ احمد صدیق اور خواجہ عارف دیوگری بہت مشہور ہیں۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی نسبت سلسلہ خواجہ عارف دیوگری تک پہنچتی ہے۔ حضرت خواجہ ابوالخیر قونیوی، خواجہ عارف دیوگری کے مشہور خلیفہ ہیں۔

حضرت خواجہ علی رامتینی

آپ خواجہ محمود کے خلفاء میں سے ہیں اور سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت عزیزاں کے لقب سے مشہور ہیں، مقامات عالیہ رکھتے تھے اور علامات متعالی سے سربلند تھے، آپ پاک وصاف اور حلال کمائی کے لئے کپڑا بُن کر روزی حاصل کرتے تھے یعنی آپ کا پیشہ بافندگی تھا۔ جیسا کہ مولانا رومی نے یہ شعر کہا ہے۔

شعر

گر نہ علم حال فوق قال بودی کی شدی

بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را

ترجمہ:۔اگر علم حال علم قال سے بلند مرتبہ نہ ہوتا تو بخارا کے اعیان وبزرگ خواجہ نساج کے خادم کب بن سکتے تھے۔ آپ غلبۂ حال میں اکثر یہ بات فرمایا کرتے تھے کہ اگر روئے زمین پر خواجہ عبدالخالق کے فرزندوں میں سے کوئی ایک بھی اس وقت موجود ہوتا تو منصور حلاج ہرگز سولی پر نہ چڑھتے۔

http://Ashrafi.org

قطعہ

جہان خورشید عبدالخالق آن پیر مریداوست مخلوق جہاندار
اگر بودی یکی ازخدامش الحق نگشتی دادۂ منصور بردار

ترجمہ:۔وہ پیرعبدالخالق دنیا کے خورشید ہیں دنیا کی مخلوق انکی مُرید ہے اگرانکا کوئی ایک خادم بھی اس زمانے میں موجود ہوتا تو منصورحلاّج کو پھانسی نہیں چڑھنے دیتا۔

حضرت خواجہ باباسماسی

آپ حضرت عزیزاں کے خلیفہ ہیں اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کو آپ نے اپنی فرزندی میں قبول فرمایا تھا آپ جب کبھی قصرِ ہندوان کی طرف سے گزرا کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جب کہ قصر ہندوان قصرِ عارفان بن جائے گا ایک روز حضرت سید کلال کے مکان سے کہیں واپس تشریف لے جارہے تھے تو راستہ میں آپ کی زبان سے نکلا کراب وہ خوشبو زیادہ ہوگئی ہے،شاید وہ بچہ پیدا ہوگیا ہے، چنانچہ حضرت بہاء الدین نقشبند کے دادا تین روز کے اس بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر حضرت باباسماسی کی خدمت میں لے گئے،آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے اور اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اسی فرزند کی خوشبو کی ہم خبر دیا کرتے تھے،انشاء اللہ یہ بچہ مقتدائے زمانہ اور پیشوائے دیاروامصار ہوگا۔

سیّدامیر کلال

سیدامیر کلال قدس اللہ سرہٗ حضرت باباسماسی کے خلفائے کبار میں سے ہیں۔حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کو نسبت ارشاد وتلقین اور آدابِ سلوک وطریقت کی تعلیم آپ ہی سے حاصل ہوئی۔

ایک روز حضرت سیدامیر کلال نے خواجہ بہاء الدین نقشبند کو اپنے حضور میں بلایا اور فرمایا کہ اے فرزند! بہاء الدین نقشبند میں نے حضرت خواجہ باباسماسی کی اس وصیت ونصیحت کو تمہارے سلسلہ میں پورا کردیا ہے جو حضرت نے مجھے کی تھی اور فرمایا تھا کہ میں نے جو حق تربیت تمہارے سلسلے میں ادا کیا ہے وہی حق تم میرے فرزند بہاء الدین کے سلسلے میں ادا کرنا اور کچھ کوتاہی نہ کرنا چنانچہ میں نے تمہاری تربیت میں اس حق کو تمام وکمال ادا کردیا ہے اور کچھ کوتاہی نہیں کی ہے۔

باباقثم شیخ

باباقثم شیخ ترکستان کے مشائخ میں سے ہیں آپ کا تعلق خواجہ احمد یسوی کے خاندان سے ہے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند نے بھی آپ سے بہت کچھ فوائد سلوک میں حاصل کئے ہیں۔قثم شیخ کے نو صاحبزادے تھے،خواجہ بہاء الدین کو وہ اپنا دسواں بیٹا کہا کرتے تھے۔آپ تین ماہ تک اکتسابِ فیض کے لئے باباقثم شیخ کی خدمت میں رہے۔

شیخ خلیل اتا

شیخ خلیل اتا بھی مشائخ ترک سے ہیں۔حضرت بہاء الدین نقشبند ایک اشارۂ خواب کی بناء پر آپ کی خدمت میں پہنچے تھے۔

http://Ashrafi.org

خواجہ بہاءالدین نقشبند

حضرت خواجہ بہاءالدین قدس اللہ سرہٗ کا نام نامی محمد بن محمد البخاری ہے آپ کو شیخ بابا سماسی نے اپنی فرزندی میں قبول فرمایا تھا، سلوک و آداب طریقت کی تعلیم آپ کو بحسبِ ظاہری حضرت امیر کلال سے حاصل ہوئی ہے جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے ورنہ حقیقت میں آپ اویسی ہیں اور آپ نے تربیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی روحانیہ سے حاصل کی ہے آپ کی وفات شب دوشنبہ ۳ ماہ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوئی۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے آپ کی نسبت سے بہت کچھ استفادہ کیا ہے جس کا ذکر انشاءاللہ لطیفۂ اذکار میں کیا جائے گا۔

حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند کے خلفاء کثیر التعداد ہیں۔ ان میں سے چند حضرات سرحدِ ولایت تک پہنچے ہیں۔ خواجہ علاؤالدین عطار نے اپنے زمانۂ ولایت و شیوخت میں اپنے بعض مریدوں کو تربیت سلوک کے لئے آپ کے سپرد کر دیا تھا۔ حضرت خواجہ محمد پارسا حضرت خواجہ بہاءالدین نقشند کے خلفائے اعظم میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ نے آپ سے فرمایا تھا کہ جو امانت مشائخ متقدمین اور حضراتِ کاملین کے خانوادوں سے ہم نے پائی ہے وہ ہم تمہارے سپرد کرتے ہیں۔

شجرہ ششم
(سلسلۂ یسویہ)

اس سلسلہ کے بانی اور اس خاندانِ شریفہ کے مغشاء حضرت خواجہ احمد یسوی ہیں جو ایک مرشدِ برحق اور ہادیٔ طریقت تھے۔ آپ کی نسبت حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی سے ہے۔ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کے چار خلیفہ بہت مشہور تھے: ۱۔ خواجہ حسن برقی۔ ۲۔ خواجہ حسن اندقی۔ ۳۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانی۔ ۴۔ حضرت خواجہ احمد یسوی۔ جو ترکستان میں ۹۹ ہزار مشائخ کے مقتدا تھے۔

حضرت سلطان احمد یسوی

منقول ہے کہ آپ کے دل میں زیارتِ حرمین شریفین کی خواہش پیدا ہوئی ایک عظیم جماعت کے ہمراہ آپ بڑے طمطراق کے ساتھ روانہ ہوئے بہت سے سکیا پکانے والے باورچی اور متعدد امیر شکار اس جماعت میں موجود تھے۔ جب یہ شکر (جماعت) غجدوان کی سرحد کے قریب پہنچا تو آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ شیر پر سوار ہو اور سانپ کا دُرّہ (کوڑا) ہاتھ میں لے اور اس کو گھماتے ہوئے بلند آواز سے کہے کہ درویشوں کی رسد (خوراک) بھیجو۔ جب وہ شخص اس انداز میں حضرت عبدالخالق کی خدمت میں پہنچا اور ان کو سلطان احمد یسوی کا پیغام پہنچایا تو خواجہ تمام معاملہ سمجھ گئے اور آپ مسکرائے اور کہا کہ اچھا ترک نے اپنی کرامت ہم کو دکھائی ہے اور عجب و غرور ان کے اندر پیدا ہو گیا ہے پس آپ نے ایک مرید کو حکم دیا کہ تم دیوار پر سوار ہو کر اُن کے پاس جاؤ اور سلطان سے دعوت قبول کرنے کی استدعا کرو۔

خادم نے سلطان احمد یسوی کے حضور میں پہنچ کر دعوت کا پیغام دیا اور انہوں نے دعوت قبول کر لی اور حضرت عبدالخالق غجدوانی کی خانقاہ کی جانب پوری جماعت کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ سلطان احمد یسوی کی جماعت کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ ایک کوس تک ان کی جماعت کے افراد پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ شیخ عبدالخالق نے خادموں کو حکم دیا کہ پانچ سیر چنا، دو سیر آٹا اور ایک دُنبہ ہمارے حجرے میں رکھ دو اور سلطان کے ہمراہیوں کو دعوت کیلئے بلاؤ۔ آپ کے خدّام حیران تھے کہ اتنے کم سامان سے سلطان احمد یسوی کے اس عظیم لشکر کی دعوت کس طرح ہوگی خواجہ صاحب نے حکم دیا کہ لوگ آئیں اور یہاں (حجرہ) سے ہر شخص دو سیر آٹا اور گھوڑے کے لئے پانچ سیر چنا اور چار افراد پر ایک دُنبہ کے حساب سے سامان لے جائیں۔ لوگ سامان لینے کے لئے دوڑ پڑے اور لشکر کے ہر فرد نے اتنا اتنا سامان وہاں سے لے لیا۔ آپ نے حکم دے دیا تھا کہ جسقدر سامان بتایا گیا ہے ہر شخص اتنا ہی لے اس سے زیادہ نہ لے جو شخص زیادہ لے گا اس کا گھوڑا مر جائے گا۔ ایک شخص نے مقررہ سامان سے زیادہ لے لیا اُسکے گھوڑے نے راستہ میں ٹھوکر کھائی اور گر کر مر گیا۔

تین روز تک اسیطرح دعوت کا سلسلہ جاری رہا۔ اب سلطان احمد یسوی نے کوچ کا ارادہ کیا۔ حضرت عبدالخالق کو اس ارادہ سے آگاہ کیا گیا۔ آپ نے سلطان احمد یسوی کو پیغام بھیجا کہ کیوں اتنی مخلوق کو پریشان کرتے ہو؟ اگر مقصود صرف طواف کعبہ ہے تو وہ تو یہاں بھی ہوسکتا ہے چنانچہ آپ کی دُعا سے کعبہ وہیں آ گیا اور سب نے طواف کیا اور عرض کیا کہ میرا مقصود تو آپ کو یہاں بلانا تھا ورنہ کعبہ تو سلطان کے خادم بھی طلب کر سکتے ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ایک دفعہ سلطان احمد یسوی کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اپنے احباب اور مریدوں کے خلوص کی آزمائش کریں اور ان کے صدق ارادت کو معلوم کریں، چنانچہ انہوں نے ایک دن اپنے پائجامہ میں چمڑے کی ایک تھیلی ہزار روپے رکھ لئے اور اثنائے نماز میں جس کی امامت وہ خود کرتے تھے اس خریطہ کا منہ کھول دیا اور وہ روپے ہر طرف بکھر گئے۔ ہر ایک مریدان روپوں کو اٹھانے میں مشغول ہوگیا مگر صرف دو شخص ان کی اقتدا سے نہیں ہٹے اور ایک شخص آدھا کام کر کے پھر واپس نماز میں شامل ہوگیا بعد میں سب کو معلوم ہوا کہ یہ امتحان لیا گیا تھا۔ اس دن حضرت سلطان احمد یسوی نے فرمایا کہ ''ہمارے صرف ڈھائی مرید ہیں۔ یہ بات آپ نے برسبیل تذکرہ فرمائی تھی۔ ویسے تو سب ہی آپ کی نظروں میں عزیز الوجود تھے۔ وہ ایسی قوم ہے جس کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ جس زمانے میں یہ فقیر حضرت قثم کی خدمت میں پہنچا اور آپ کے ظاہری و باطنی التفات سے سعادت اندوز ہوا تو اس نسبت کے سبب سے کہ میرے جدّ اعلیٰ حضرت سلطان احمد یسوی کی اولاد سے تھے، حضرت شیخ قثم نے کئی مرتبہ اشارہ اور کنایہ کے طور پر فرمایا کہ یہ بہت ہی عجیب بات ہے کہ اُس خاندان کے ہوتے ہوئے سلوک کی راہ کسی دوسرے بزرگ کی نسبت سے طے کی جائے میں نے بطور عذر خواہی عرض کیا کہ مشیئت الٰہی اسیطرح تھی اور جو کچھ کیا گیا حضرت ابوالعباس (حضرت خضر علیہ السلام) کے اشارے پر کیا گیا ہے کہ ہندوستان جانا ہوا

http://Ashrafi.org

اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ مجھے نصیب ہوا، انہوں نے فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ ترکوں کا یہ مقولہ ہے

''ارادت پیر ماردادخدمت مین یار'' [۱]

پھر آپ نے فرمایا:۔ **اذالفقراء کنفس واحد**

ترجمہ:۔ تمام فقراء ایک نفس واحد کی طرح ہیں۔

اس کے بعد حضرت شیخ قثم نے مجھے اذکار جہریہ اور اشغال دوریہ سے سربلند فرمایا جب میں نے فرزند عزیز سید عبدالرزاق کو آپ سے تلقین کے لئے مشرف کرایا تو ظاہری و باطنی توجہ اُن پر بھی مبذول فرمائی۔ حضرت شیخ نے ان کے حسب ونسب کے بارے میں دریافت کیا میں نے عرض کیا کہ یہ (عبدالرزاق) سادات جیل سے ہیں۔ حضرت غوث الثقلین کی اولاد اور احفاد سے ہیں اور یہ میرے پسر متبنیٰ ہیں۔ تمام مشائخ نے ان کو قبول فرمالیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہم بھی قبول کرتے ہیں کہ تم ہمارے فرزند ہو، تمہارا فرزند ہمارا فرزند ہے حق تعالیٰ سے ہم نے دعا کی ہے کہ انشاءاللہ یہ اپنے وقت کے شیخ الاسلام ہوں گے۔ اس کے بعد میں فرزند عبدالرزاق کو شیخ خلیل اتا کی خدمت میں نے گیا انہوں نے بھی صوری و معنوی التفات وعنایت سے سرفراز فرمایا۔

جب میں سیّد عبدالرزاق کو حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا تو انہوں نے بہت ہی زیادہ توجہ اور عنایات مبذول فرمائیں۔ اس کے بعد میں اُن کو جس بزرگ اور شیخ کی خدمت میں لے گیا ہر ایک نے عنایت والتفات سے نوازا اور شیخ الاسلام کا لقب مرحمت کیا۔

سید عبدالرزاق کے سلسلۂ نسب کی تفصیل اس طرح ہے:۔

عبدالرزاق	بن ابی نصیر محی الدین	بن داؤد
بن حسن الجیلی	بن ابی صالح	بن موسیٰ
بن احمد	بن عبدالرزاق	بن عبداللہ
بن ابوالحسن الشریف	بن عبدالقادر جیلی غوث الثقلین	بن موسیٰ الجون سبز رنگ
بن موسیٰ الشریف	بن ابی صالح	بن عبداللہ المحض
بن علی الشریف	بن موسیٰ جنگی دوست	بن حسن المثنیٰ
بن محمد الشریف	بن ابی عبداللہ	بن امیر المومنین حسن المجتبیٰ
بن حسن الشریف	بن یحییٰ	بن امیر المومنین علی بن ابی طالب
بن احمد	بن زاہد	
بن محمّد	بن محمد	

[۱] مترجم اس جملہ کے ترجمہ سے قاصر ہے کیونکہ یہ ترک زبان کا محاورہ ہے۔

http://Ashrafi.org

شجرۂ ہفتم
(سلسلۂ نوریہ)

دودمان نوریہ کی بنیاد اور خاندانِ سروریہ کا منشا حضرت شیخ ابوالحسن نوری قدس اللہ سرہٗ ہیں جو طبقۂ ثانیہ سے ہیں آپ کا نام نامی احمد بن محمد ہے جو ابن البغوی کے نام سے مشہور ہیں۔آپ کے والد بغ شور کے رہنے والے تھے بغ شور مرو و ہرات کے درمیان ایک شہر ہے۔

آپ شیخ سری سقطی، شیخ محمد علی قصاب اور شیخ ابوالحواری کی صحبت میں رہے۔شیخ ذوالنون مصری سے ملاقات کی ہے۔آپ شیخ جنید کے معاصرین میں سے ہیں آپ کی ارادت دارشاد وخلافت کا سلسلہ سیّد الطائفہ جنید بغدادی سے ہے۔ان کا انتقال سیّدالطائفہ کے انتقال سے قبل ۲۹۵ھ میں ہوا۔لیکن تاریخ یافعی میں سال وفات ۲۸۶ھ تحریر ہے۔جب شیخ نوری کا وصال ہوا تو شیخ جنید نے فرمایا

"ذهب نصف هذاالعلم بموت النوری،،

ترجمہ:۔شیخ نوری کے انتقال سے تصوف کا آدھا علم ختم ہوگیا۔

شیخ نوری کا ارشاد ہے:۔

"اِذاتستر الحق عن عین احدکم یعقده استدلال لاخیر فیه،، ترجمہ:۔ جب کبھی تم میں سے کسی کی آنکھوں سے حق پوشیدہ ہوجاتا ہے تو پھر وہ استدلال کا سہارا لیتا ہے اور اس میں کچھ خیر نہیں۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ ایک خراسانی نوجوان شیخ ابراہیم قصّار کے پاس آیا اور کہا کہ میں شیخ نوری کو دیکھنا چاہتا ہوں انہوں نے فرمایا کہ وہ چند سال سے ہمارے پاس تھے لیکن لوگوں کی دہشت (بیگانگی) کے باعث بات نہیں کرتے تھے اور باہر نہیں نکلتے تھے صرف نماز کے لئے باہر آتے تھے

آپ کی وفات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ نے ۱۳ رمضان ۲۸۷ھ میں انتقال فرمایا۔آپ کا سلسلہ حضرت سری سقطی سے بھی ملتا ہے۔ان سلسلہ کے واسطوں اور ان حضرات کے نام پایاں سلسلہ میں بیان ہوچکے ہیں لہذا تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

شجرۂ ہشتم
(سلسلۂ خضرویہ)

شیخ احمد خضرویہ

اس دودمان کبیرہ اور خاندان کثیرہ کے مرجع وشیخ حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور یہ سلسلہ حقیقت میں اویسی ہے اس سلسلہ کے جارے کرنے والے شیخ احمد خضرویہ ہیں۔

آپ کا تعلق طبقۂ اوّل سے ہے آپ کی کنیت ابوطاہر ہے خراسانی مشائخ میں شیخ ابوتراب نخشبی اور شیخ حاتم اصم کی صحبت میں آپ رہے ہیں۔

شیخ ابوحفص سے دریافت کیا گیا کہ طائفہ صوفیہ میں آپ نے سب سے زیادہ بزرگ کو پایا؟ تو انہوں کہا کہ احمد خضرویہ سے زیادہ بزرگ اور بلند ہمت میں نے کسی کو نہیں دیکھا، سلوک میں آپ کی نسبت حاتم اصم سے ہے۔ آپ نے ۲۴۰ھ میں انتقال کیا۔ بعضوں نے ۲۰ھ کہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے ۹۵ سال کی عمر پائی اور آپ کا انتقال ۱۷ جمادی الاوّل کو ہوا۔ آپ کا مزار بلخ میں مشہور زیارت گاہ ہے۔

حاتم بن عُغفوان الاصم

آپ کا تعلق طبقۂ اول سے ہے، ان کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے۔ آپ خراسان کے قدیم مشائخ میں سے ہیں اور شیخ احمد خضرویہ کے استاد اور پیر ہیں۔ آپ نے ۲۳۷ھ میں وفات پائی، کہتے ہیں کہ آپ حقیقت میں بہرے نہ تھے، بلکہ ایک روز ایک شریف بوڑھی عورت آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اس کا گوز نکل گیا وہ بہت شرمندہ ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد اس ضعیفہ نے آپ سے کچھ کہا تو آپ نے کہا اور بلند آواز سے کہو اور ایسا ظاہر کیا جیسے وہ بہرے ہوں، وہ یہ سنکر مسرور ہوئی اُس روز سے آپ نے خود کو بہرہ ہی بنالیا۔ شیخ سعدی نے بوستان میں اس واقعہ کو دوسرے اندازہ میں لکھا ہے۔ سلوک میں آپ کی نسبت حضرت شفیق بلخی سے ہے اور ان کو حضرت ابراہیم ادہم سے نسبت ہے۔

شیخ ابوتراب نخشبی

آپ کا تعلق طبقۂ اول سے ہے۔ آپ کا نام عسکر بن حصین ہے۔ آپ خراسان کے مشائخ میں سے ہیں۔ آپ علم، زہد، جواں مردی اور توکل میں یگانہ روزگار تھے۔ شیخ ابوحاتم، شیخ عطار بصری کے ہم صحبت رہے ہیں۔ علم وسلوک آپ نے شیخ حاتم اصم سے حاصل کیا تھا۔

شیخ ابوتراب ایک روز جنگل میں مصروف نماز تھے۔ بادسموم چلنے لگی اور اس کی لُو نے ان کو جھلس دیا۔ ایک سال تک بیمار رہے ۲۴۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا یہ وہی سال ہے جس میں شیخ ذوالنون مصری نے وفات پائی۔

شاہ شجاع کرمانی

آپ طبقۂ ثانیہ سے ہیں۔ آپ سلاطین زادے ہیں۔ شیخ ابوحفص کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ آپ نے صحبت، ارادت اور اجازت شیخ ابوتراب سے حاصل کی ہے آپ ابوعثمان حیری کے استاد ہیں۔ آپ ہمیشہ قبا پہن کر چلتے تھے اور شیخ باب فرغانی و شیخ نوری و شیخ سیروانی اور شیخ حیری جامہ بردوش چلتے تھے۔ شاہ شجاع نے شیخ ابوحفص کے بعد انتقال کیا ان کی وفات ۲۷۰ھ میں ہوئی، بعض کا قول ہے کہ ۳۰۰ھ میں انتقال ہوا آپ کی ایک کتاب کا نام ''سرو بر یحییٰ معاذ رازی،، ہے۔ یحییٰ معاذ رازی نے غنا کا فقر پر جو فضل ثابت کیا ہے انہوں نے اس کتاب میں اس کا جواب دیا ہے۔

شیخ ابوعثمان حیری

آپ طبقۂ ثانیہ سے ہیں۔ آپ کا نام سعید بن اسماعیل الحیری ہے۔ آپ رے کے رہنے والے ہیں۔ شاہ شجاع کرمانی کے شاگرد ہیں اور علم سلوک کی حقیقت آپ سے معلوم کی ہے۔ ماہ ربیع الاول ۲۹۸ھ میں انتقال ہوا۔ آپ کا مزار نیشاپور میں ہے۔ آپ کا قول ہے:۔

''کسی حکم الٰہی کے بجالانے میں سستی کرنا اس امر سے کم آگاہی ہے۔''

شیخ حمدون قصّار

آپ کا تعلق طبقۂ اولیٰ سے ہے۔آپ کی کنیت ابو صالح ہے۔ارباب ملامت کے شیخ و امام ہیں (فرقۂ ملامتیہ کے پیشوا ہیں۔ نیشا پور میں نظریہ ملامت کو آپ ہی نے عام کیا۔شیخ ابوتراب نخشبی کی صحبت میں رہے ہیں۔بعض مشائخ روزگار جیسے اسلم بن الحسین اور علی نصیر آبادی کو آپ نے دیکھا تھا، ۲۷۱ھ میں نیشا پور میں انتقال ہوا، آپ کا مزار موضع لاحیر میں ہے۔

شیخ ظاہر مقدّسی

آپ ملک شام کے مشائخ متقدمین میں سے ہیں۔حضرت ذوالنون اور شبلی کو دیکھا تھا شیخ شبلی آپ کو فاضل شام (حبر الشام) کہا کرتے تھے۔اپنی ذات کو دوسروں سے شناسا کروانے میں آپ نے بہت ہی شدت سے روکا ہے، طبقۂ صوفیہ میں اس شدت سے اور کسی نے منع نہیں کیا ہے۔آپ نے سلوک اور علوم صصطر یقت کو شیخ ابوتراب نخشبی سے حاصل کیا ہے۔

شجرۂ نہم

(سلسلہ شطاریہ)

اس سلسلہ کا آغاز حضرت شیخ الشیوخ سے ہوا ہے، حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ہر چند یہ سلسلہ مشہور نہیں ہے لیکن اس سلسلہ کے بعض اذکار اس قدر مؤثر ہیں کہ طالبِ صادق حق تعالیٰ کی طرف سے اس راستہ کو جلد طے کرنے کی توفیق پالیتا ہے، یہ سلسلہ حضرت مداقلی ماوراء النہری کے نام سے مشہور ہے، اس سلسلہ کی کڑیاں یہ ہیں:۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حضرت امام حسینؓ کو، ان سے امام زین العابدینؓ کو، ان سے امام محمد باقرؓ کو، ان سے امام جعفر صادقؓ کو، ان سے سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ کو، ان سے شیخ المعظم خواجہ محمد مغربی کو، ان سے خواجہ اعرابی مزید عشقی کو، ان سے ابوالمظفر مولانا ترک طوسی کو، ان سے شیخ ابوالحسن خرقانی کو ان سے شیخ المعظم والمحترم والمکرّم فداقلی ماوراء النہری کو، ان سے شیخ حاجی محمد بن عارف القاری کو اور ان سے یہ فقیر جس کا نام اشرف ہے، فیضیاب ہوا۔

حضرت قدوۃ لکبرا نے فرمایا کہ اس خاندان کا ایک اور سلسلہ حضرت شیخ الشیوخ کی اولاد کبار سے جاری و ساری ہوا جس کی تفصیل یہ ہے:۔

http://Ashrafi.org

حضرت عمر معروف بشیخ الشیوخ سے شیخ حماد کو پہنچا، ان سے شیخ نجم الدین کو، ان سے شیخ ضیاء الدین کو، ان سے شیخ رشید الدین کو، ان سے شیخ عبداللہ شطار کو اوران سے شیخ حسام الدین شطار نے اکتساب فیض کیا۔

یہ سلسلہ شیخ الشیوخ کے فرزندوں سے ابًا وجدًا مستقلاً منتقل ہوتا رہا۔ یعنی عن فلاں عن فلاں جاری رہا اوران سے ہندوستان میں پھیلا۔ میں نے ان حضرات کو ولایت میں دیکھا تھا، انہوں نے مشارب صوفیہ سے بہرۂ وافر پایا ہے۔

شجرۂ دہم

(سلسلۂ سادات حسنیہ وحُسینیہ)

یہ سلسلہ سادات کے واسطوں سے انتہا کو پہنچتا ہے۔ صوفیائے کرام کے تمام سلسلوں اور ارباب طریقت کے تمام گردہوں کا منشاء ومبنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات گرامی ہے۔ خصوصاً سلسلۂ سادات کا منشاء آپ ہی کی ذات ہے۔ اس سلسلہ کے بزرگوں کا مختصر حال، ان کی ولادت وفات کی تاریخیں ان کی کرامات اوراُن کے پاکیزہ خصائل کے بارے میں اس لطیفہ میں انشاء اللہ بیان کیا جائے گا جو حضرات خلفائے راشدین کے اوصاف کے بیان میں ہے اوران کی اولاد واحفاد کا ذکر سیر نبوی کے لطیفہ کے آخری میں بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

اشرف الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ارادت اور علوم وحقائق معرفت کی نسبت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہے۔

امام زین العابدین علی اصغر نے علوم ومعارف وحقائق اپنے والد گرامی امام حسین رضی اللہ عنہ سے اخذ کئے۔

امام سید محمد باقر نے معدن علوم ومخزن حقائق نامتناہی اپنے والد امام زین العابدین سے حاصل کئے اور شرائط سلوک کی تحصیل کی۔

امام جعفر صادق کے اخذ علوم ومعارف وفہوم عوارف کی نسبت آپ کے والد امام محمد باقر سے ہے۔

امام سید موسیٰ الکاظم نے تربیت سلوک اور پرورش اپنے والد امام جعفر صادق سے پائی

امام سید علی رضا نے تربیت وپرورش اپنے والد امام سید موسیٰ الکاظم سے پائی۔

امام سید محمد ن التقی الجواد نے تربیت وپرورش اپنے والد سید علی رضا سے پائی۔

امام سید علی نقی الہادی نے ارشاد وتربیت اپنے والد سید محمد ن التقی الجواد سے پائی

http://Ashrafi.org

امام سید جعفر مرتضیٰ حسن عسکری نے ارشاد وتربیت اپنے والد سید علی الہادی سے پائی۔

امام حسن عسکری سے سید علی اصغر نے تربیت پائی۔ ان سے سید عبداللہ نے، ان سے سید احمد نے،

ان سے سید محمود بخاری نے، ان سے سید محمد بخاری نے، ان سے سید جعفر بخاری نے ان سے سید علی ابی المؤید بخاری نے، ان سے سید جلال اعظم بخاری نے، ان سے سید احمد کبیر الحق والدین بخاری نے اور ان سے سید المتاخرین وارشد المرشدین حضرت سید جلال مخدوم جہانیان بخاری نے تربیت وخلافت واجازت حاصل کی۔

حضرت سید جلال اعظم بخاری کو خلافت وتربیت واجازت حضرت شیخ الاسلام کبیر بہاؤ الحق والدین زکریا (ملتانی) سے بھی حاصل تھی۔

سلسلۂ سادات بخاری

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ آپ (سید جلال مخدوم جہانیان بخاری) کی ذاتِ گرامی سلسلہ سادات بخاری کا منشا ہے اور بہت سے شیوخ کے مقامات کی نسبت کا منبا ہے۔ آپ کی ذات گرامی سے اس قدر معارف ودقائق دعوارف اور کرامات عجیبہ صادر ہوئے ہیں کہ متاخرین صوفیہ میں کسی ذات سے اُن کا صدور نہیں ہوا۔ آپ مظہر العجائب اور مصدر غرائب تھے۔ جب کبھی حضرت قدوۃ الکبرا کی خدمت میں آپ کے سلسلہ شریف کا ذکر آجاتا یا آپ کا نام آجاتا تو حضرت پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی، اس وقت آپ فرماتے کہ آپ کیسے مظہر العجائب تھے، ہر چند کہ مختلف ملکوں اور شہروں کے اکابر اور زمانے کے اماثر نے مختلف بزرگوں اور مشائخ مختلفہ اور اولیائے زمانہ سے گوناگوں علوم طریقت اخذ کئے ہیں اور حقائق ومعارف کو حاصل کیا ہے لیکن مخدوم جہانیاں نے اس گنبد نیلگوں کے نیچے کوئی بھی درویش ایسا نہیں ہے جس کی ملازمت کا شرف حاصل نہ کیا ہو اور اس فوائد اخذ نہ کئے ہوں۔ ان مشاہیر کرام میں سے جن سے آپ نے اخذِ فیض کیا چند مشہور حضرات کے نام یہاں لکھے جاتے ہیں۔

حضرت مخدوم جہانیاں کو سب سے اول نعمتِ طریقت وخلافت اپنے آباد واجداد سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ ہے حاصل ہوئی۔

ایضاً آپ نے اپنے عمّ محترم سید محمد بخاری سے بھی تربیت حاصل کی۔

// آپ نے اپنے عمّ محترم سید واحد الدین بخاری سے بھی تربیت حاصل کی۔

// آپ نے تربیت وخلافت امام عبداللہ یافعی سے حاصل کی۔

// آپ نے شیخ ربانی اللہ سرّہٗ فی الارضین شہاب الحق والملۃ والدین (شہاب الدین) ابی سعید سے تربیت وخلافت حاصل کی جو محمود بن محمد کرمانی شافعی کے صحبت یافتہ تھے۔

// آپ کو خلافت حاصل ہوئی شیخ محمد عبید غیثی سے، اور انہوں نے تربیت وخلافت حاصل کی اپنے والد شیخ عبید اللہ سے اور انہوں نے اپنے والد شیخ فاضل بن غیثی سے اور انہوں نے خلافت وتربیت

http://Ashrafi.org

حاصل کی قطبِ یمن ابوالغیث بن جمیل سے اور انہوں نے خلافت پائی شیخ علی افلح سے اور انہوں نے خلافت پائی شیخ علی حدّ اد سے اور انہوں نے تربیت وخلافت پائی قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے۔

ایضًا آپ شیخ قطب الدین منور سے اور ان کو شیخ نظام الدین اولیاء سے نسبت حاصل ہے۔

// آپ نے خلافت حاصل کی مولانا شمس الدین یحییٰ اودھی سے۔

// آپ کو خلافت علی شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے اور انہوں نے تربیت وخلافت پائی شیخ نظام الدین اولیاء سے۔

// آپ نے تربیت وخلافت پائی شیخ نورالدین علی بن عبداللہ طراشی سے اور ان کو خلافت حاصل ہوئی سلسلہ بہ سلسلہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے۔

// آپ نے خلافت پائی شیخ رکن الدین علی بن ہیجی سے اور ان کو خلافت ملی سلسلہ بہ سلسلہ سید التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے اور ان کو خلافت حاصل ہوئی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے۔

// آپ کو خلافت حاصل ہوئی حمید الدین ابی الوقت محمد حسین سمرقندی سے۔

// آپ کو خلافت حاصل ہوئی قطب العالم شیخ رکن الدین ابوالفتح بن صدر الدین بن بہاؤ الدین زکریا ملتانی سے۔

حضرت مخدوم جہانیان کا سلسلہ دو خانوادوں کے وسیلوں سے ہی رائج ہوا، ایک شیخ رکن الدین سے، دوسرا شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے، اگرچہ آپ نے بے شمار خانوادوں کے معارف وحقائق کی چاشنی چکھی ہے۔

// آپ کو شیخ الاسلام محمود تستری سے عالمِ خواب میں اجازت حاصل ہوئی۔

// آپ کو خلافت واجازت شیخ نجم الدین اصفہانی سے حاصل ہوئی۔

// آپ کو فقیہ یصال قطبِ عدن سے خلافت ملی۔

// آپ کو خلافت واجازت وتربیت قرأۃ علم العوارف وکتب سلوک اور اخذ طریقت قطب المشائخ شیخ عبداللہ قطری سے حاصل ہوئی۔

// آپ کو خلافت واجازت سلطان عیسیٰ سے حاصل ہوئی۔

// آپ کو خلافت واجازت بعالم خواب وبیداری حضرت شیخ مرشد سلطان ابواسحاق گازرونی قدس اللہ سرہٗ سے ملی۔

// آپ کو خلافت وجازت عالمِ خواب میں شیخ نجم الدین کبریٰ سے حاصل ہوئی۔

// آپ کو خلافت واجازت عالمِ خواب میں حضرت قطب الاولیاء احمد کبیر رفاعی سے ملی۔

ایضًا آپ کوخلافت واجازت بعالم خواب شیخ الاسلام شیخ نظام الدین اولیاء سے ملی۔

// آپ کوخلافت واجازت وتربیت غوث الٰہی حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے حاصل ہوئی۔

// آپ نے خرقہ حضور سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے بغیر کسی واسطہ کے زیب تن کیا۔

// حضرت شیخ اشرف الدین مشہدی لکھتے ہی کہ حضرت مخدوم جہانیان کوخلافت واجازت ایک سو چالیس سے زیادہ علمائے راسخین اور صاحبان ارشادمشائخ سے حاصل تھی جن کے خرقہ اورسلسلہ کی نسبت عن فلاں عن فلاں کے واسطے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچی ہے،آپ نے علم شریعت وطریقت وحقیقت وعلمِ تصوّف ان سب سے حاصل کیااور جتنے مشائخ کرام کا ہم نے ذکرکیا ہےان بزرگوں سے اجازت وخلافت ارشاداورتلقین کا شرف حاصل کیا۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ جب میں آخری بارحضرت مخدوم جہانیان قدس اللہ سرہٗ کی خدمت بابرکت میں شہراوچ میں پہنچا اور مجھے آپ سے شرفِ اختصاص حاصل ہوا تو اس موقع پر حضرت نے ان تمام اکابر وشیوخ کے نام گن گن کر وہ سب فیوض عطا فرمائے جو آپ ان مشائخ سے حاصل کر چکے تھے۔

قطعہ

نہ چند ان نعمتم ایثار کروند — کہ آنرا میتوان کردن حسابی

نبات از شکر اور بیرون نیاید — کہ گر دو سیر از دستِ سحابی

ترجمہ: آپ نے اتنی نعمتیں عطا کی ہیں کہ ان کا حساب نہیں ہوسکتا،شکر سے نبات نہیں نکل سکتی جب تک بادل سے سیراب نہ ہو۔

حضرت مخدوم جہانیان کی ولادتِ باسعادت بروز پنجشنبہ بوقتِ مغرب شبِ برات ۱۵ شعبان ۷۰۷ھ میں ہوئی اور آپ نے ۷۸ سال قیدِ حیات میں رہ کر بروز چہارشنبہ عیدالاضحیٰ ۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ میں غروب آفتاب کے وقت انتقال فرمایا۔آپ کا مزاراوچ میں واقع ہے۔آپ کا مسلک حنفی تھا۔جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے والد ماجد آپ کوشیخ جمال کی خدمت میں لے کرآئے اورآپ کواُن کے پیروں پرڈال دیا۔اس وقت حضرت جمال نے آپ کے والد کو بشارت دی کہ تمہارا یہ فرزند دنیا میں ایک ایسی بزرگ ہستی ہوگا جس طرح آج کی رات کی بزرگی تمام عالم میں ہے۔

حضرت مخدوم جہانیان کے خلفاء

حضرت مخدوم جہانیان کے چند خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔شیخ صدرالدّین راجو بخاری۔

۲۔سیّد اشرف الدین مشہدی۔

http://Ashrafi.org

۳۔شیخ بابوتاج الدین بکھری۔

۴۔سیّدمحمودشیرازی۔

۵۔سیّداشرف جہانگیرسمنانی

۶۔سیّدسکندربن مسعود

۷۔سیّدعلاؤالدین جامع الملفوظ سیّدشرف الدین

۸۔مولاناعطاءاللہ۔

حضرت مخدوم جہانیان کوحضرت شیخ نصیرالدین محموداودھی چراغِ دہلی سے جوتعلق صحبت تھا وہ بہت مشہور ہے اس لئے اس کو تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ جب یہ فقیر (اشرف) پہلی مرتبہ حضرت مخدوم جہانیاں کی خدمت میں پہنچا تو جیسا کہ حضرت مخدوم کا طریقہ تھا آپ نے اخذِ مقامات کی ابتداء کی، جب آپ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ اشرف کے مقامات کامنتقل ہوناممکن نہیں ہے تو بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ برادر اشرف ہم سے ضرور کچھ حاصل کرلیں گے۔ جب ان کی ملازمت میں پہلی رات ہوئی تو حضرتِ والا کے ارشادسابقہ کے بموجب مین خلوت گاہ میں حاضر ہواتو میں نے دیکھا کہ حضرت مخدوم کے ساتوں اعضاء الگ الگ جگہ پڑے ہیں۔اور ہرعضوتسبیح میں مصروف ہے اورمختلف زبانوں میں یہ تسبیح وذکر جاری ہے۔کچھ دیر یہی کیفیت رہی، پھر وہ تمام اعضاء یک جا ہوگئے۔اس وقت حضرت مخدوم نے مجھ سے فرمایا کہ بھائی اشرف تم کو یہ (نعمت) مبارک ہو۔دوسری شب خلوت میں جب میں حاضر ہواتو دیکھا کہ آپ کا جسم تجلّی بسیط سے پھیل گیا ہے اور تمام خلوت خانہ جسم سے پر ہوگیا ہے اور جسم کے گوشت کے ٹکڑے دیوار کے سوراخوں سے باہر آنے لگے ہیں۔ جب کچھ دیر کے بعد حالتِ اصلی پرواپس آئے تو فرمایا ''میرے بھائی یہ (نعمت) بھی تم کومبارک ہو'' تیسری شب مجھے خلوت میں باریابی ہوئی تو میں نے دیکھا کہ آپ کا جسم اس قدر لطیف ہوگیا ہے کہ ازسرتاپا جسم کا ایک ایک ذرہ دیکھا جاسکتا ہے ۔

مثنوی

چنان صافی شدہ ازپائی تاسر	کہ گوہی بیضۂ نور است یکسر
زتاب آفتاب ذات یزدان	شدہ جسم مبارک اور درخشان
اگر در پا بودیک ذرّۂ خاک	نماید سوئی سر آن ذرّۂ پاک

ترجمہ: پاؤں سے سرتک ایساصاف اورشفاف ہوگیا تھا جیسے کہ سراسرایک روشنی کاگولہ ہو۔ذاتِ یزداں کے آفتاب کی تابش سے اُن کا جسم مبارک درخشاں ہوگیا تھا۔اگر پاؤں کے نیچے بھی کوئی مٹی کا ذرّہ موجود ہوتواس کوبھی ان کے سر کے اندر سے مشاہدہ کیا جاسکتا تھا۔

اس حال کے مشاہدے سے مجھے دہشت ہوئی اور میں خلوت گاہ سے واپس آگیا۔ کچھ دیر کے بعد جب

آپ کے سراپا کا وہ آئینہ مکدر ہوا تو آپ کو اس فقیر کا خیال آیا اور مجھے طلب فرما کر ارشاد کیا ''برادرم اشرف! یہ (نعمت) بھی تم کو مبارک ہو''

جب میں آپ کی خدمت سے رخصت ہونے لگا تو حلقۂ احباب میں ذکر جہری اور ہر کام کے لئے یاغفور کے تعویذ کی اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد کیا ۔

قطعہ

میانِ ما و تو آن اتحاد است — کہ آنرا موجبی اندر میان نیست

چنانم با تو باہم ای دل آرام — کہ آن وابستگی در جسم و جان نیست

ترجمہ: ہمارے اور تمہارے درمیان ازلی دوستی اور لم یزلی الفت قائم ہے جس کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اے محبوب تیرے ساتھ ایسی باہمی وابستگی ہے کہ ایسا تعلق تو جسم و جان کا بھی نہیں ہے۔

شجرۂ یازدہم

(سلسلۂ زاہدیہ)

حضرت شیخ ابوالحسین بازیار ہروی

آپ سلسلۂ زاہدیہ کا منشا اور اس زمرۂ عابدیہ کا منبا ہیں۔ آپ مقتدائے عصر اور پیشوائے زمانہ تھے، تمام فضائل طریقت سے آراستہ اور کمالاتِ معرفت سے پیراستہ تھے۔ حضرت ابوالعباس قصّاب سے آپ فیضیاب ہوئے تھے۔ ان اکابر کا مرجع حضرت سیّد الطائفہ ہیں۔ ان کے ذکر میں تفصیل پیش کی جائے گی۔ خاندان زاہدیہ کا منشا حضرت محمد رویم ہیں۔

شیخ ابومحمد رویم

آپ کا نام محمد رویم بن احمد بن یزید ہے۔ آپ کا تعلق طبقۂ ثانیہ سے ہے۔ آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ کو شیخ ابوبکر، شیخ ابوالحسن اور شیخ ابوشیبان بھی کہا جاتا ہے۔ آپ رویم اعظم کے نبیرہ ہیں جو حضرت نافع سے قرأت قرآن کی روایت کرتے ہیں۔ آپ کو سیّد الطائفہ سے نسبت حاصل ہے۔

اکابر زمانہ سے ایک بزرگ کا قول ہے:

''موی از رویم دوست تر از صد موی جنید است''

ترجمہ: شیخ رویم کا ایک بال مجھے شیخ جنید کے سو بالوں سے زیادہ عزیز ہے۔

آپ بڑے صاحبِ جاہ و مرتبت شخص تھے۔ تصوّف و معارف میں آپ کے اقوال بہت مشہور و معروف ہیں۔

شیخ عبداللہ حفیف شیرازی

آپ طبقۂ خامس سے ہیں۔ آپ کا نام نامی محمد بن خفیف استکباری ہے۔ آپ کا تعلق شیراز سے ہے اور آپ کی والدہ نیشاپور کی ہیں، آپ

http://Ashrafi.org

اپنے وقت میں شیخ الاسلام تھے، بہت سے مشائخ روزگار جیسے حضرت رویم، حضرت کتانی، شیخ یوسف اور اُن جیسے دوسرے بزرگوں کو آپ نے دیکھا تھا۔ آپ کی نسبت شیخ رویم سے ہے، آپ کا مسلک شافعی تھا ۳۳۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا، بعض حضرات کا قول ہے کہ آپ کی وفات یکم شوال (بروز عید الفطر) ۳۹۱ھ میں ہوئی آپ نے ایک سو چوبیس سال کی عمر پائی۔ آپ سے سلسلہ کی نسبت شیخ بازیار نے حاصل کی اور اُن سے شیخ ابو اسحاق گازرونی نے، اور شیخ گازرونی سے خواجہ قطب الدین عبد المجید نے اور ان سے خواجہ احمد عبد الکریم نے اور خواجہ عبد الکریم سے خواجہ صدر الدین سمرقندی نے اور اُن سے خواجہ شہاب الدین زاہد نے، اور خواجہ شہاب الدین زاہد سے خواجہ فخر الدین زاہد نے اور اُن سے خواجہ بدر الدین زاہد کو یہ نسبتِ ارادت حاصل ہوئی۔

شجرۂ دوازدہم

(سلسلہ احمدیہ)

حضرت احمد النامقی الجامی

سلسلہ احمدیہ کا منشاء و منباء حضرت شیخ الاسلام احمد النامقی الجامی المعروف بہ شیخ احمد زندہ پیل قدس اللہ سرہٗ کی ذاتِ گرامی ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حضرت شیخ احمد زندہ پیل اس رتبہ اور پایہ کے بزرگ تھے کہ ان کے اوصاف کی تشریح و توضیح حیطۂ بیان میں نہیں آسکتی۔ شیخ احمد النامقی کی کنیت ابو نصیر احمد ہے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی ابو الحسین النامقی الجامی ہے۔ آپ حضرت جریر بن عبد اللہ الجبلی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں، حضرت جریر بن عبد اللہ الجبلی کا قول ہے کہ میں نے جب سے اسلام قبول کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام سے نہیں روکا اور آپؐ مجھے جب دیکھتے تو تبسّم کے ساتھ دیکھتے تھے۔

حضرت جریر بن عبد اللہ الجبلی بہت بلند قامت اور خوبرو تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو اس امّت کا یوسف کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بیالیس فرزند عطا فرمائے تھے۔

حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس سرہ کے پاس جو خرقہ تھا اُن کو چالیس مشائخ نے پہنا تھا اور وہی خرقہ شیخ احمد کو عطا ہوا تھا۔ شیخ ابو علی فارمدی کو آپ (ابو سعید ابو الخیر) ہی سے نسبت ارادت حاصل تھی۔

منقول ہے کہ ابو القاسم کُردامرائے زمانہ میں سے تھے لیکن انہوں نے فقر اور قناعت کو اپنا شعار بنالیا تھا۔ اس وجہ سے روزی کی طرف سے پریشان رہتے تھے۔ کسی شخص نے اُن کو بتایا کہ شیخ احمد النامقی کی خدمت میں جاؤ، وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کا رزق ایک پتھر کے حوالے کردیا۔ جس کو شاعر نے یوں نظم کیا ہے۔

نظم

ابوالقاسم کردشد چویکر مضطر   بکشاد بروکرامت احمد در

کردند کفاف حوالہ بہ حجر   ہرروز چہار دانگ می آئی وی بر

ترجمہ:۔ جب ابوالقاسم کردیکسر پریشان ہوگیا تو اس کے اوپر کرامت احمدی کا دروازہ کھولا گیا اس کا رزق پتھر کے حوالے کر دیا اور کہا کہ ہر روز چہار دانگ لے لیا کرو۔

اسی طرح کا ایک معاملہ حضرت قدوۃ الکبرا سے بھی ظہور میں آیا کہ جب حضرت قدوۃ الکبرا پہلی مرتبہ دکن کے سفر پر تشریف لے گئے تو حضرت گیسودراز بندہ نواز کی خانقاہ میں فروکش ہوئے اور مدّت تک وہاں قیام فرمایا۔ محمود خان گجراتی جو مشہور زمانہ امراء میں سے تھے حضرت قدوۃ الکبرا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت کے التفاتِ خاص سے مشرف ہوئے۔ جب حضرت کی توجہ اُن کی جانب کچھ زیادہ ہی مبذول ہوگئی تو انہوں نے امارت اور اسباب دنیوی و مال و متاع کو ترک کر دیا یہاں تک کہ روزمرہ کے خرچ سے بھی تنگ ہونے لگے جب حضرت قدوۃ الکبرا کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ تمہارے اہل وعیال کے لئے روزانہ کتنا خرچ درکار ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ چار دینار یومیہ میں گذر بسر ہوسکتی ہے تو حضرت نے ان کے لئے چار دینار یومیہ قریب کے ایک پہاڑ سے مقرر فرمادیئے۔ یہ پہاڑ نواحی خانقاہ میں واقع تھا اور اس کو درّہ شاہی کہتے تھے۔ وہاں سے ان کو چار دینار روزانہ مل جایا کرتے تھے۔ خواجہ ابوالوفا نے اس واقعہ کو یوں نظم کیا ہے:۔

قطعہ

چومحمود ازاعیال خویش شدتنگ عنایت پیر کردش فکر اورار
کہ ہر روزای برادر بہراطفال بگیر ازسیم درہ چہار دینار

ترجمہ:۔ جب محمود اپنے اعیال کے خرچہ سے تنگ آ کر فکرمند ہونے لگا تو ان کے پیر نے ان کی فکر دور کر دی اور کہا کہ بچوں کے خرچہ کے واسطے روزانہ پہاڑ سے چار دینار لے لیا کرو۔

آپ کی نسبت اجازت وخلافت شیخ ابوطاہر ابوالخیر سے ہے۔ کہتے ہیں کہ چارسو سال کے بعد ایک احمد پیدا ہوگا۔ حضرت خواجہ ابوالمکارم فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام احمد جامی کا طبقہ چارسو سال اور کچھ زیادہ ہے چنانچہ اس حساب سے حضرت قدوۃ الکبرا تک آٹھ سو سال بنتے ہیں یعنی ۷۹۴ھ تک آپ کا دور ہے۔

حضرت شیخ احمد النامقی کی ولادت ۴۴۱ھ میں ہوئی اور ۵۳۶ھ میں وفات پائی، حضرت سیّد الطائفہ (جنید بغدادی) تک آپ کی نسبتِ ارادت مسلسل ہے اور وہ اس طرح ہے:۔ آپ نے تربیت اور ارادت شیخ ابوطاہر سے حاصل کی۔ شیخ ابوطاہر خلیفہ برحق وخلف مستحق حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر کے ہیں جن کا اصل نام فضل اللہ بن ابی الخیر ہے۔ حضرت ابی سعید ابی الخیر سلطان وقت اور جمال اہل طریقت تھے آپ کے پیرومرشد طریقت شیخ ابوالفضل سرخسی ہیں جو یگانہ روزگار اور مقتدائے عصر تھے۔ تمام اکابر اور اماثر وقت نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر

آپ کی دو رباعیات بہت مشہور ہیں اور کتب تصوف میں مرقوم ہیں ان میں سے ایک رباعی وہ ہے کہ اگر بیمار کی صحت یابی کے لئے پڑھی جائے یا پڑھ کر

http://Ashrafi.org

بیمار پر پھونکی جائے یا تعویذ کی صورت میں ہو تو حق تعالیٰ بیمار کو صحت کلی عطا فرما دیتا ہے اور اگر کسی شخص کی نزع کی حالت میں پڑھی جائے تو دم نکلنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ یا وہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔

رباعی

حوران بہ نظارۂ نگارم صف زد رضوان زتعجب کف خود برکف زد
یک خال سیہ برآن رخان مطرف زد ابدال زبیم چنگ برمصحف زد

ترجمہ: صف بستہ ہوئیں حوریں نظارے کے لئے رضوان نے تعجب سے بجائی تالی
جب خال سیاہ دوست کے رخ پر دیکھا قرآن پہ ابدال نے دف تک رکھ دی

اور دوسری رباعی جو آپ سے منقول ہے اور دوسری اکابر سے بھی اس کے بارے میں سنا گیا ہے کہ جو کوئی اس رباعی کو اپنا ورد بنالیتا ہے تو اس کو بھی منجملہ اولیاء لکھا جاتا ہے اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرف ہمکلامی کا خواہاں ہوتا ہے اور درجۂ ولایت چاہتا ہے تو اس رباعی کو اپنا ورد بنالے، وہ رباعی یہ ہے:۔

رباعی

من بی تودمی قرار نتوانم کرد احسان تراشمار نتوانم کرد
گر برتین من زبان شود ہرموئے یک شکر از توہزار نتوانم کرد

ترجمہ:۔ میں تیرے بغیر ایک دم بھی قرار سے نہیں رہ سکتا (تیرے بغیر دم بھر کو قرار نہیں آسکتا) اے دوست تیرے احسانات کا میں شمار نہیں کرسکتا۔ اگر میرے جسم کا ہر بال زبان بن جائے تب بھی تیرے ہزاروں احسانات میں سے ایک احسان کا شکر بھی ادا نہیں کرسکتا۔

۴ شعبان ۴۴۰ھ میں شب جمعہ نماز عشاء کے وقت آپ کا وصال ہوا۔ آپ نے ایک ہزار ماہ کی عمر پائی۔ (۸۳سال ۴ ماہ)

شیخ ابوالفضل سرخسی

شیخ ابوالفضل بن الفضل بن الحسن سرخسی کا نام نامی محمد بن الحسن ہے، آپ شیخ ابونصر سراج قدس اللہ سرہٗ کے مرید ہیں اور شیخ ابوسعید ابوالخیر کے پیر ہیں۔ آپ (شیخ ابوسعید ابوالخیر) کے مریدوں پر جب حال قبض طاری ہوتا تھا تو وہ لوگ شیخ ابوالفضل سرخسی کے مزار پر پہنچ جاتے تھے وہاں وہ حال قبض حال بسط سے بدل جاتا تھا اور ذوق و وجدان سے یہ بیت پڑھتے تھے۔

بیت

معدن شادیست این یامنبع جودوکرم قبلۂ ماروئ یار وکعبۂ ہرکس حرم

ترجمہ: معدن شادی کہوں یا معدن جودوکرم اپنا قبلہ یار کا رخ غیر کا قبلہ حرم

آپ کا کوئی مرید جب زیارت بیت اللہ کا قصد کرتا تو فرماتے کہ ان (شیخ ابوالفضل) کے مزار کا سات مرتبہ طواف کرلو حج کا ثواب مل جائے گا۔

شیخ ابونصر سراج

آپ کو طاؤس الفقراء کہتے ہیں آپ علوم وفنون میں کامل اور ریاضات ومعاملات میں بے مثال وبے عدیل تھے۔ کتاب ''اللمع،، کے مصنف ہیں۔ اس کتاب ''اللمع'' کے علاوہ بھی آپ کی اور بہت سی تصانیف علم حقیقت اور طریقت میں موجود ہیں۔ آپ طوس کے رہنے والے تھے۔ طوس ہی میں آپ کا مزار ہے۔ آپ شیخ ابومحمد مرتعش کے مرید ہیں۔ آپ نے شیخ سہل تستری اور سری سقطی کو دیکھا تھا، ایک روز شیخ مرتعش کی مجلس میں معارف وحقائق بیان ہورہے تھے، یہ بھی اس میں مصروف تھے، معارف بیان کرتے کرتے شدت جذبہ پیدا ہوا اور یہ بے خود ہوگئے، آتش دان میں آگ جل رہی تھی۔ اسی بے خودی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کے حضور آگ میں سجدے کے لئے سر رکھدیا لیکن ان کو آگ سے گزند نہیں پہنچا۔ اس واقعہ سے ان کی عزت وتوقیر میں اور اضافہ ہوگیا۔

آپ کا ارشاد تھا کہ میرے مرنے کے بعد جو کوئی میرے مزار کے پاس گزرے گا وہ بخش دیا جائے گا۔ اسی ارشاد کی بناء پر طوس کے لوگ (مسلمان) اپنے مردے کے جنازے کو آپ کے مزار کے پاس سے گزار کر قبرستان لیجاتے ہیں۔

شیخ عبداللہ بن محمد المعروف بامرتعش

آپ کا تعلق طبقۂ رابعہ سے ہے۔ آپ کی کنیت ابومحمد ہے، آپ کا مولد تو نیشاپور تھا لیکن آپ بغداد کے محلّہ حیرہ میں رہتے تھے۔ آپ عراق کے یگانہ ویکتا فرد تھے اور عراق کے تمام مشائخ کے آپ امام تھے۔ آپ شیخ ابوحفص کے اصحاب میں سے ہیں۔ شیخ جنید کو آپ نے دیکھا تھا۔ لوگوں میں مشہور ہے۔ کہ بغداد کے تین عجائب ہیں:۔

۱۔ شبلی کی فریاد۔ ۲۔ مرتعش کے نکات۔ ۳۔ خلدی کی حکایات۔

شیخ مرتعشی ہمیشہ بغداد میں مقیم رہے۔ مسجد شونیزیہ آپ کا مسکن تھا اور اسی جگہ ۳۲۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا، بعض نے کہا ہے کہ ۳۲۳ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کی ارادت وخلافت کی نسبت سیدّ الطائفہ شیخ جنید بغدادی سے ملتی ہے۔

شجرۂ سیزدہم

(سلسلۂ انصاریہ)

خواجہ عبداللہ انصاری

سلسلہ انصاریہ کا مرجع اور منشا حضرت خواجہ عبداللہ انصاری ہیں۔ آپ کا نام ہی ابواسماعیل عبداللہ بن ابی منصور محمد انصاری ہے (قدس اللہ سرہٗ) آپ کا لقب شیخ الاسلام ہے۔ آپ مَتُّ الانصاری بن حضرت ابوایّوب انصاری کی اولاد سے ہیں۔ حضرت ابوّ ایوب انصاری کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل تھا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تھی۔

حضرت مَتُّ الانصاری امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں احنف

بن قیس کے ساتھ خراسان تشریف لائے تھے اور ہرات میں مقیم ہوگئے تھے، شیخ الاسلام کے والد شیخ ابومنصور کچھ مدت بلخ میں شریف حمزہ عقیلی کے ساتھ مقیم تھے۔ایک روز ایک خاتون نے جناب شریف حمزہ عقیلی سے کہا کہ آپ ابومنصور سے کہیں کہ وہ مجھے اپنی زوجیت میں لے لیں۔ جب ابومنصور سے یہ بات کہی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ میرا تو شادی کرنے کا ارادہ ہی نہیں ہے اوران خاتون کی پیشکش کو رو کر دیا۔شیخ شریف حمزہ نے کہا کہ تم شادی ضرور کروگے اوراسی بیوی کے بطن سے تمہارے ایک فرزند پیدا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔اور میری ولادت ہوئی۔ (یہ تمام روایات حضرت شیخ الاسلام کی زبانی ہیں) جب میری پیدائش کی خبر انہوں نے سنی تو فرمایا کہ کیا خوب لڑکا ہے (یہ کلمہ تمام صفات کا جامع ہے) حضرت شیخ الاسلام کی پیدائش قریہ قندز میں ہوئی اوراسی جگہ آپ پڑھے۔آپ کی ولادت جمعہ کے دن غروب آفتاب کے وقت دوم شعبان ۳۹۶ھ میں ہوئی۔آپ ربیعی ہیں کیونکہ آپ موسم بہار میں پیدا ہوئے،آپ کی والدہ بھی بزرگ اور درویشہ تھیں۔

منقول ہے کہ جب شیخ الاسلام پیدا ہوئے تو حضرت خضر علیہ السلام نے ان کی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ یہ بچہ جو پیدا ہوا ہے اس کو تم نے دیکھا؟ انہوں نے فرمایا جی ہاں دیکھا ہے۔حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ وہ بچہ ہے کہ تمام دنیا اس کی برکتوں سے معمور ہوجائے گی اوراس کے وقت میں تمام دنیا میں اس سے زیادہ بزرگ اور کوئی نہیں ہوگا۔آپ کو ستّر ہزار عربی اشعار زبانی یاد تھے وہ بھی مختلف شعراء کے۔آپ خود بھی شاعر تھے۔آپ کی نسبت علوم تصوف میں شیخ ابوالحسن خرقانی قدس اللہ سرہٗ سے ہے۔آپ نے ۴۸۱ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابوالحسن خرقانی

آپ کا نام نامی علی بن جعفر ہے، اپنے وقت کے یگانہ، غوث زمانہ اور قبلۂ وقت تھے۔شیخ ابوالحسن خرقانی کو تصوّف میں ایک نسبت تو سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی سے ہے اور ایک نسبت شیخ ابوالعباس قصّاب سے ہے لیکن سلوک میں آپ کی تربیت حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ سرہٗ کی روحانیت سے ہوئی ہے۔آپ کی وفات شب سہ شبہ ۱۰ محرم ۴۲۵ھ میں ہوئی۔

شیخ ابوالعباس قصاب الآملی

آپ آمل طبرستان کے شیخ تھے۔آپ کے شیخ محمد بن عبداللہ الطبری تھے جو شیخ ابومحمد حریری کے مرید تھے۔آپ زبردست کرامتوں کے مالک تھے اوراپنے زمانے کے غوث تھے اُن کا ارشاد ہے کہ ہمارا یہ کاروبار بآخر خرقانی کو اٹھانا پڑے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔(شیخ خرقانی کو یہ بوجھ اٹھانا پڑا وہ آپ کے مرید اور خلیفہ تھے)

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوالعباس قصّاب کا زمانہ پایا ہے۔میں ہمیشہ شیخ عمو سے کہا کرتا تھا کہ تین مرشدوں کی میں ضرور زیارت کروں گا۔شیخ ابوالعباس سے آمل میں، شیخ احمد نصر سے نیشاپور میں اور شیخ بوعلی سیاہ سے مرو میں شرف نیاز حاصل کروں گا۔

حسین بن منصور حلاّج

طبقۂ ثانیہ سے ہیں۔وہ عمرو بن عثمان مکی کے شاگرد ہیں اوران کی صحبت میں رہے ہیں۔آپ کا ذکر تفصیل سے ابتداء سے انتہاء تک لطیفۂ شطحیات

http://Ashrafi.org

میں آیا ہے۔آپ حضرت جنید سے صحبت رکھتے تھے۔دوم ذیقعد ۳۰۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

شیخ ابومحمد جریری

آپ کا تعلق طبقۂ ثالثہ سے ہے۔آپ کا نام نامی احمد بن محمد بن الحسین ہے۔حسین بن محمد بھی بعض نے کہا ہے۔سیدّ الطائفہ شیخ جنید کے اصحاب کبار سے ہیں۔شیخ جنید کے وصال کے بعد آپ کو شیخ (جنید) کی مسند پر بٹھایا گیا۔تمام علماء ومشائخ نے آپ کی بزرگی کو تسلیم کیا ہے۔شیخ سہل عبداللہ تستری کی صحبت میں رہے ہیں۔جنگ قرامطہ میں آپ شریک تھے،اسی جنگ میں پانی نہ ملنے کی باعث تشنگی سے آپ شہید ہوگئے۔آپ کا سال وفات ۳۱۲ھ ہے اور بقول بعض ۳۱۴ھ ہے آپ نے سوسال سے زیادہ عمر پائی۔

شجرۂ چہاردہم

اُن مشائخ کا تذکرہ جن کا سلسلہ حضرت سیّد الطائفہ جنید بغدادی تک پہنچتا ہے

شیخ ابوحمزہ خراسانی

اگر چہ لطیفۂ سابق میں تفصیل سے ہم اس سلسلہ کو بیان کر چکے ہیں۔یہاں ہم صرف ان اکابر کا تذکرہ کریں گے جن کو حضرت جنید بغدادی سے نسبت ہے۔ان حضرات میں ایک بزرگ شیخ ابوحمزہ خراسانی ہیں۔ان کا تعلق طبقۂ ثالثہ سے ہے۔آپ نیشاپوری ہیں۔مشائخ عراق کے ہم صحبت تھے۔آپ کو جوانمردان مشائخ میں شمار کیا جاتا ہے ۲۹۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا یعنی حضرت شیخ نوری اور حضرت شیخ جنید رحمہما اللہ تعالیٰ سے پہلے اور شیخ خراز اور شیخ ابوحمزہ بغدادی رحمہما اللہ تعالیٰ کے بعد آپ کا وصال ہوا۔

شیخ ابوالخیر تنیاتی

آپ کا تعلق طبقۂ چہارم سے ہے۔آپ کا نام نامی حماد ہے۔آپ موضع تنیات میں جو مصر سے دس فرسخ کے فاصلے پر ہے کسی شخص کے غلام تھے۔بعض کا قول ہے کہ تنیات ولایت مغرب میں ایک مقام کا نام ہے۔

جھولی بُنا کرتے تھے اور کسی کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ کس طرح بُن لیتے ہیں۔آپ اپنے وقت میں مخلوقات کے حالات سے باخبر رہتے تھے۔۳۴۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔شیخ ابوعبداللہ جلاء شیخ جنید اوران جیسے بزرگوں کی صحبت کا فیض اٹھایا ہے۔تصوف توکل اور معارف طریقت میں آپ کے ارشادات سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔

شیخ الاسلام فرماتے تھے کہ میں طبقۂ صوفیہ میں تیرہ ابوالخیر نام والے حضرات کو جانتا ہوں جو سب کیسب موالی تھے ان میں چند یہ ہیں۔یہ حضرات ساداتِ جہان واقطاب زمانہ گذرے ہیں:۔

http://Ashrafi.org

۱۔ابوالخیر تنیاتی۔
۲۔ابوالخیر عسقلانی
۳۔ابوالخیر حمصی
۴۔ابوالخیر مالکی
۵۔ابوالخیر حیشی جوآخری ابوالخیر ہیں۔

شیخ حمزہ عبداللہ حسینی

شیخ حمزہ عبداللہ الحسینی آپ کا نام نامی ہے اور کنیت ابوالقاسم ہے۔آپ کی عمر کا بیشتر حصہ سفر میں گذرا۔آپ شیخ ابوالخیر تنیاتی کے مریدوں میں سے ہیں۔

حضرت منشادالنوری

آپ طبقۂ سوم سے ہیں۔عراق کے بزرگ مشائخ میں سے ہیں۔اپنے دور کے یگانہ اور سرآمد ہیں۔

حضرت بابجی جلاد

ان سے مشائخ صحبت رکھتے تھے۔جنید درویم اور نوری کے معاصر ہیں ۲۹۹ھ میں وصال فرمایا۔

حضرت سمنون بن حمزہ بن المجیب الکذاب

طبقۂ ثانیہ سے ہیں۔امام المحبت تھے۔آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔بعض نے آپ کی کنیت ابوالقاسم بتائی ہے۔خودکوکذاب لقب دیا تھا جب تک اس لقب سے مخاطب نہ کیا جاتا آپ جواب نہیں دیتے تھے۔عالم محبت میں یگانہ تھے تمام عمر محبت کی باتیں کرتے رہے۔سری سقطی محمد علی القصاب وابواحمد القلانسی سے محبت رکھتے تھے۔حضرت جنید کے مرید تھے اور اُن سے پہلے وفات پائی۔بعضوں نے کہا ہے کہ اُن کے بعد فوت ہوئے۔

حضرت ابواحمد قلانسی

قدیم مشائخ سے ہیں ان کا نام مصعب بن احمد البغدادی ہے۔کہتے ہیں وہ مرد کے رہنے والے تھے۔حضرت جنید اور رویم کے معاصر تھے ۲۹۰ھ میں مکہ گئے۔

حضرت علی بن بندار بن الحسین صوفی

پانچویں طبقہ سے ہیں۔کنیت ان کی ابوالحسن ہے۔نیشاپور کے متاخرین بزرگوں اور مشائخ میں سے ہیں۔مشائخ کی صحبت میں رہے اوران کی صحبت سے اسقدر بہرہ یاب تھے کہ کوئی دوسرا نہ تھا۔سیدالطائفہ (جنید بغدادی) کے معاصر تھے۔۳۵۹ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری

طبقۂ ثانیہ سے ہیں۔ان کی کنیت ابومحمد ہے۔اس قوم اور طائفہ علماء کے بڑے لوگوں میں سے ہیں اور اپنے عہد کے امام تھے اور اخیار وابرار کے مقتدا تھے ذوالنون مصری کے شاگرد تھے،اپنے ماموں سے صحبت رکھتے تھے جو حضرت جنید کے صحبت یافتہ تھے۔حضرت جنید سے پہلے محرم ۲۸۳ھ میں وصال فرمایا۔اس وقت ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔

حضرت ابوطالب محمد بن علی بن عطیہ البخاری الحارثی المکی

آپ کتاب قوت القلوب کے مصنف ہیں جو اسرار طریقت کی جامع ہے۔کہتے ہیں کہ طریقت کی باریکیوں سے متعلق اسلام میں ایسی تصنیف نہیں ہوئی۔جمادی الآخر ۳۸۶ھ میں فوت ہوئے۔تصوف میں ان کی نسبت

http://Ashrafi.org

شیخ عارف ابوالحسن محمد بن ابی عبداللہ احمد بن سالم بصری سے ہے اور ابوالحسن محمد کی اپنے باپ ابوعبداللہ احمد بن سالم سے اور ان کے والد کی نسبت سہل بن عبداللہ تستری سے۔قدس اللہ اروا حہم۔

حضرت ابوبکر الکسائی الدینوری

قہستان عراق سے تعلق رکھنے والے تھے، دینور میں مرد بزرگ تھے، حضرت جنید کے قدیم اصحاب میں سے تھے اور ان سے پہلے ہی وصال فرما گئے۔ حضرت جنید بغدادی سے ہزار مسئلہ انہوں نے دریافت کیا جن کا آپ نے جواب دیا۔ جب وہ سوتے تھے تو ان کے سینہ سے قرآن شریف کی آواز آتی تھی۔

حضرت ابویعقوب الاقطع

حضرت جنید کے کاتب تھے۔ان کا سلسلہ مکہ میں تھا۔

حضرت محفوظ بن محمود

طبقۂ ثانیہ سے ہیں۔ نیشاپور کے قدیم مشائخ سے ہیں۔ ابوحفص کے اصحاب میں سے ہیں۔ ابوعثمان حیری سے صحبت رکھتے تھے۔ ۳۴۳ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

شیخ ابراہیم الخواص

آپ طبقۂ دوم کے مشائخ میں سے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کا تعلق مشائخ طبقۂ سوئم سے ہے۔ آپ کی کنیت ابواسحاق ہے۔ توکل وتجرید اور تفرید کے طریقوں میں یکتائے زمانے تھے۔ شیخ جنید اور شیخ نوری کے معاصرین میں سے ہیں لیکن آپ نے ان دونوں حضرات سے قبل ۲۹۱ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابوالعباس بن عطا

آپ کا تعلق طبقۂ ثالثہ سے ہے، آپ کا نام نامی احمد بن محمد بن سہیل بن عطاً الآدمی البغدادی ہے۔ علمائے مشائخ سے ہیں۔ ارباب تصوف کے ظرفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ معانی قرآن میں آپ صاحبِ تصنیف بزرگ ہیں۔ آپ کی ایک تفسیر بھی ہے۔ آپ شیخ ابراہیم مارستانی کے شاگرد ہیں۔ حضرت جنید اور ابوسعید خراز کے احباب میں سے ہیں۔

شیخ ابوالعباس احمد بن یحییٰ شیرازی

آپ شیخ عبداللہ حفیف کے استاد ہیں، حضرت جنید، حضرت رویم اور سہل بن عبداللہ سے ملاقات کی ہے۔

شیخ ابوالحسن بن محمد الجمال

آپ کا تعلق طبقۂ ثالثہ سے ہے۔ آپ واسطی الاصل ہیں لیکن مصر میں مقیم ہوگئے سرزمین مصر ہی میں آپ کا رمضان ۳۱۶ھ میں انتقال ہوا۔

شیخ ابوبکر واسطی

آپ کا نام محمد بن عبداللہ موسیٰ ہے۔ حضرت جنید اور شیخ نوری کے قدیم اصحاب میں سے ہیں۔ اصول تصوف میں علماء اور مشائخ زمانہ میں سے کوئی شخص آپ سے کلام نہ کرسکتا تھا۔ آپ کا انتقال ۳۲۰ھ میں شہر مرد میں ہوا۔ آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

حضرت ابوبکر الکتانی

طبقۂ رابعہ سے آپ کا تعلق ہے۔ آپ کا نام محمد بن علی بن جعفر البغدادی ہے۔ حضرت جنید بغدادی کے اصحاب سے ہیں۔ مکہ مکرمہ کی مجاورت آپ نے کی، اور وہیں ۳۲۲ھ میں رحلت فرمائی۔

http://Ashrafi.org

شیخ شبلی قدس سرّہٗ

آپ طبقۂ رابعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا نام نامی جعفر بن یونس ہے اور یہی آپ کے مزار پر کندہ ہے۔آپ مصری ہیں۔ مصر سے بغداد چلے آئے تھے۔شیخ خیر نساج کی مجلس میں ان کو توبہ کی توفیق ہوئی۔لیکن آپ شیخ جنید کے شاگرد اور مرید تھے۔آپ کے بارے میں حضرت جنید قوس سرہٗ کا ارشاد ہے:۔

’’لاتنظروا الی الشبلی بالعین التی ینظر بعضکم الیٰ بعض فانه عین الجنید من عیون الله.‘‘

ترجمہ:۔شبلی کو تم اس آنکھ سے مت دیکھو جس سے دوسروں کو دیکھتے ہو، بے شک وہ جنید کی آنکھ ہے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ آنکھوں میں سے۔

شیخ شبلی نے ۸۷ سال کی عمر پائی۔ماہ ذی الحجہ ۳۳۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

شیخ ابوبکر مصری

آپ کا نام محمد ابراہیم ہے۔آپ شیخ ابوبکر قزانی کے استاد ہیں اور حضرت شیخ وقاق کبیر کے شاگرد ہیں۔حضرت جنید اور شیخ نوری قدس اللہ سرہٗ کی صحبت پائی ہے۔ماہ رمضان ۳۴۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

شیخ جعفر نصیر الخلدی

آپ کا تعلق طبقۂ خامسہ سے ہے آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔آپ بغدادی ہیں۔بغداد کے محلّہ خلد کے رہنے والے تھے۔ حضرت جنید قدس اللہ سرہٗ کے شاگرد تھے،آپ نے شیخ ابراہیم خواص کی ہم نشینی بھی پائی ہے۔بغداد میں آپ کا وصال ہوا ۳۴۸ھ آپ کا سال وفات ہے۔آپ کا مزار شونیزیہ میں حضرت سری سقطی اور حضرت جنید کے قریب ہی واقع ہے۔

شیخ ابوالحسن بصری

آپ کا تعلق طبقۂ خامسہ سے ہے۔آپ کا اسم گرامی علی بن ابراہیم البصری ہے۔آپ شیخ شبلی کے شاگرد ہیں۔بجز آپ کے شیخ شبلی کا اور کوئی شاگرد نہیں ہے۔

شیخ جعفر الحذاء

آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔آپ نے حضرت جنید اور آپ کے معاصرین سے فیض صحبت حاصل کیا شیخ شبلی آپ کی خوبیاں بیان کیا کرتے تھے۔آپ نے ۳۴۱ھ میں انتقال کیا۔آپ کا مزار شیراز میں ہے۔

شیخ ابوطالب خزرج بن علی

آپ شیخ جنید کے اصحاب میں سے ہیں۔آپ ہمیشہ اسہال کے مرض میں مبتلا رہتے تھے۔

شیخ ابوالقاسم القصری

حضرت جنید قدس اللہ سرہٗ کے اصحاب کبار میں سے ہیں۔

شیخ عبداللہ بلیانی

آپ کا لقب اوحدالدین تھا۔آپ شیخ علی وقاق کی اولاد تھے۔شیخ سعدی شیرازی کے معاصرین میں سے تھے۔آپ نے ۶۸۶ھ میں وفات پائی۔عاشورہ کا دن تھا۔

شیخ عبدالرحمٰن سلمی نیشاپوری آپ کا نام محمد بن حسین بن موسیٰ السلمی ہے۔آپ تفسیر حقائق وطبقات مشائخ اور عربی

وفارسی زبانوں میں بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔آپ شیخ ابوالقاسم نصیرآبادی کے مرید ہیں جو شیخ شبلی کے مرید تھے اوران ہی سے خرقہ پہنا تھا۔حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر اپنے مرشد شیخ ابوالفضل سرخسی قدس سرہٗ کے انتقال کے بعد آپ ہی کی صحبت وخدمت میں رہتے تھے اوران سے خرقہ پہنا۔آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا ابوعمر بن جنید سے سنا کہ ابوالقاسم جنید بن محمد بغدادی ہر طرح سے فاضل وکامل ہیں۔انہوں نے فرمایا تصوف حق ہے جوبھی وہ تم سے کہیں وہ حق ہے۔امام ابوسہل صعلوک نے فرمایا اغراض سے اعراض کرنے کا مطلب حق ہے۔

شیخ ابوالقاسم القشیری

آپ کا نام نامی عبدالکریم بن ہوازن القشیری ہے۔آپ رسالہ قشیریہ کے مصنف ہیں آپ کی ایک دوسری مشہور تصنیف ''تفسیر لطائف،، ہے۔علاوہ ان کتب کے آپ کے ہرفن میں ارشادات واقوال موجود ہیں۔آپ شیخ ابوعلی (قاق کے مرید ہیں اور شیخ ابوعلی فارمدی (مرشد امام غزالی) آپ کے مرید تھے آپ نے ربیع الآخر ۴۶۵ھ میں وفات پائی۔

مشائخ متقدمین ومتاخرین کے سلاسل اور علمائے راسخین وکاملین کو تواریخ کا بیان برنہج اختصار جس قدر کہ میرے علم میں تھا بیان کردیا گیا۔اب جامع ملفوظات (نظام غریب یمنی) حضرت قدوۃ الکبرا کے خلفائے کبار کے حالات بیان کرتا ہے۔

ذکر خلفائے حضرت قدوۃ الکبرا

شیخ کبیر العباسی

آپ حضرت قدوۃ الکبرا کے اصحاب میں ممتاز اور آپ کے احباب میں سربلند تھے۔حضرت قدوۃ الکبرا آپ سے اس قدر ظاہری وباطنی التفات فرماتے تھے کہ دوسرے اصحاب کے ساتھ یہ خصوصیت نہیں تھی۔آپ کے بارے میں حضرت کے التفات خاص کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ حضرت نورالعین بھی اس خصوصی التفات پر بسااوقات رشک کرتے تھے۔

یہ خصوصی التفات اس وقت پیدا ہوا کہ سیلان کے سفر میں حضرت کبیر سے ایک اثر خاص مشاہدہ میں آیا جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب بہار کا آغاز ہوتا اور باغوں میں پھول کھلنے لگتے تو آپ باغوں میں چلے جاتے تھے وہاں آپ پر اس نظارہ بہار سے بہت ہی قوی جذبہ پیدا ہوجاتا تھا۔اس درجہ کیف کی حالت میں بہت دور دراز کا سفر طے کرلیتے تھے۔جب پھر اپنی اصلی حالت پر لوٹتے تو منزل کی طرف لوٹ آتے تھے۔ایک دن ایک ایسے ہی جذبہ اور وجد کے عالم میں آپ جنگل کی طرف نکل گئے اور بے خودی کے عالم میں کچھ اورآگے نکل گئے۔جب آپ قصبہ سرن میں پہنچے تو اصل حال پر واپس آگئے لیکن بہت شرمندہ تھے۔اس شرمندگی کے عالم میں اس قصبہ کی ایک مسجد میں چلے گئے اور وہاں ایک گوشہ میں جاکر بیٹھ گئے اور استغراق میں مشغول ہوگئے۔اُس روز ہندوؤں کا کوئی تہوار تھا قصبہ کی عورتیں اور مرد سیر سپاٹے کے لئے گھروں سے نکل آئے تھے ان میں سے کچھ عورتیں اور کچھ مرد مسجد کے دروازے پر پہنچ گئے اور خوب ہاہو کرنے لگے، عجیب عجیب ناشائستہ حرکتوں میں یہ لوگ مشغول تھے کہ اتنے میں ایک خرسوار

ایک عجیبہیت میں مسجد کے دروازے پر آیا اور اس قدر شور مچایا کہ حضرت کبیر کے استغراق میں خلل پڑنے لگا اور آپ حالت استغراق سے نکل آئے۔ مسجد کے دروازے پر آپ نے آکر دیکھا تو آپ کی نظر اس دجاّل خرسوار پر پڑی۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس سے کہا کہ ''بھاگ یہاں سے،، آپ کے یہ فرماتے ہی اس خرسوار نے اپنے آپ کو سیلان کی پہاڑیوں میں پایا۔ وہ جس طرف بھی باہر نکلنے کے لئے جاتا پتھروں کی ٹھوکریں کھاتا اور اس کو باہر نکلنے کا راستہ نہیں ملتا آخر کار مجبور ہو کر رہ گیا اور کہنے لگا کہ اب تو اسی جگہ ٹھہرنا پڑے گا۔ جب دوسری نماز (نماز ظہر) کا وقت آیا تو ایک شخص اس کے پاس آیا اور دو روٹیاں اور ایک پیالہ پانی اس کو دے گیا۔ یوں سات سال تک یہ راتب اس کو اسی طرح پہنچتی رہی۔

اتفاقاً حضرت قدوۃ الکبرا نے حرمین شریفین کے سفر کے قصد کیا۔ حضرت کبیر سے حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اس سفر میں تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ انہوں نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر اور سعادت ہو سکتی ہے۔

شعر

سعادت بندۂ آزاد اینست

کہ گردد در رکاب بادشاہی

ترجمہ: ایک آزاد انسان کے لئے سعادت یہ ہے کہ وہ بادشاہ کا ہم کاب ہو۔

اس سے قبل حضرت قدوۃ الکبرا ہمیشہ خانقاہ کی نگرانی کے لئے ان کو چھوڑ جایا کرتے تھے اور خود عازم سفر ہو جاتے تھے، جب حضرت کا قافلہ (جس میں حضرت کبیر بھی شامل تھے) سیلان کی سرحد پر پہنچا تو دامن کوہ میں حضرت نے قیام فرمایا چند قلندر لکڑیاں اور گھاس پوس لینے کے لئے جنگل میں نکل گئے تو وہاں انہوں نے ریچھ کی شکل کا ایک عجیب سا جانور دیکھا بہت غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ انسان ہے۔ یہ قلندر وہاں سے لوٹ آئے اور حضرت قدوۃ الکبرا اس تمام قصہ بیان کیا آپ نے کچھ لوگوں کو وہاں بھیجا کہ اس شخص کو یہاں لے آئیں۔ جب یہ لوگ اس کو لے کر واپس آئے تو حضرت نے اس کا حال دریافت کیا اور پوچھا تجھ پر کیا افتاد پڑی ہے؟ اس نے تمام ماجرا بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص کو روٹیاں اور پانی روزانہ پہنچاتا تھا تم اس کو پہچان لوگے؟ اس نے کہا

مصرع

شناسد منعم گرچہ حیوانست

جی ہاں اپنے محسن کو تو جانور بھی پہچان لیتے ہیں حضرت قدوۃ الکبرا نے حضرت کبیر کو طلب فرمایا انہوں نے جب اُن شخص کو دیکھا تو شرمندہ سے ہوئے۔ اُس شخص نے جیسے ہی حضرت کبیر کو دیکھا، دوڑ کر آپ کے پاؤں پر گر پڑا۔ حضرت کبیر انکسار فرمانے لگے تو حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اب کرم کا وقت ہے۔

مصرع:۔

کہ بعداز قہر کردن لطف باید

(قہر کرنے کے بعد لطف کرنا چاہیئے)

http://Ashrafi.org

حضرت کبیر نے عرض کیا کہ ذرہ کی کیا مجال کہ آفتاب کے سامنے چمکنے کی کوشش کرے

مصرع

بہ پیش آفتاب چہ نوری دھد سہا

حضرت نے فرمایا کہ اس کے درد کا درمان تمہارے ہی سپرد کیا گیا ہے۔ آخر کار حضرت کے حکم کے مطابق اس کے جرم کو معاف فرما دیا اور اس کو کلمہ شہادت پڑھایا۔ اپنے حلقۂ ارادت میں اس کو حضرت قدوۃ الکبرا نے داخل فرمایا اور اس کے بال جو بہت بڑھ گئے تھے سنت کے مطابق اپنے ہاتھوں سے کاٹے۔ پھر فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرلو، چنانچہ آنکھیں بند کرتے ہی وہ شخص اسی موقع اور مقام پر پہنچ گیا اور پھر اس نومسلم سے عجیب وغریب حرکتوں کا صدور ہوا۔ جب حضرت نور العین نے یہ حال مشاہدہ کیا تو رشک غیرت کا وہ سابقہ جذبہ ختم ہوگیا

شیخ ابوالوفاء نے آپ کی تعریف میں ایک قطعہ لکھا ہے

قطعہ

چونور چشم جہانگیر را کبیری ہست	چہ نور چشم کہ اونور ہر جزیرہ بود
زردئ شان ہمہ راپاک میکند آخر	اگرچہ رمل صغیرہ جل کبیرہ بود

ترجمہ: حضرت جہانگیر کی آنکھ کے نور میں اتنی عظمت ہے کہ نابیناؤں کی آنکھوں کو روشن کردیتی ہے ان کے نور کی زردی ایسی ہے کہ گندگی کو صاف کردیتی ہے یہ گندگی ایک پتھر کے ذرہ سے چھوٹی ہو یا ایک جم غفیر سے بھی بڑی ہو۔

آپ کا انتقال ۱۳ محرم کو ہوا۔

حضرت قدوۃ الکبرا کے کمال التفات کا اندازہ اس خط کی عبارت سے کیا جاسکتا ہے جو انہوں نے حضرت کبیر کو تحریر فرمایا۔ خط کی عبادت یہ ہے:۔

فرزند اعزا کرم، شیخ الاسلام وسلالتہ الاکابر شیخ کبیر طال عمرہٗ۔

اشرف کو تمہارا خط موصول ہوا اور اس کے مضمون سے مطلع ہوا۔ اے فرزند! تمہارے لئے دعائے ایمان اور مزید رحمت دارین مخصوص ہے، جو کیفیت معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ کچھ درویش صبح سے سفر میں ہیں اور وہ فرزند کے پاس امانتوں کے کاغذات لیکر ملاقات کو آنے والے ہیں۔ یہ علاقہ مشائخ چشت کے فرمان کے بموجب آں فرزند کو عطا کیا گیا ہے۔ اپنا وقت خدا کی اطاعت میں گذاریں، اپنے آباد اجداد کا نام زندہ کریں۔ مخلوق میں مشغول نہ ہوں بلکہ مخلوق کو دعوت دیں۔ لوگوں کی غلط باتوں اور جاہل عوام کی جہالت پر مغموم نہ ہوں، ایمان کا غم کھا کر دین کا کام کریں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مزاحمت کیلئے مستقیم اور اس کا بھائی مقسم اسماعیل آں فرزند اور اہل خاندان کے دروازے پر بیٹھے تھے، درویشوں نے مہم کے دوران اس خاندان اور اس فرزند کے فرزندوں کا فاتحہ پڑھا، ہر عامل وعہدہ دار جو آں فرزند، اہل خاندان کے درپے آزاد ہوگا اس

http://Ashrafi.org

جہان سے بے اولاد جائے گا۔ گمان یہ ہے کہ اس گاؤں میں سے آں فرزند برگزیدہ ہیں جو کوئی مزاحمت اور تشویش کا باعث ہوگا اس کا دونوں جہانوں میں بھلا نہیں ہوگا۔ اس پر خود توجہ نہ کریں بلکہ پیران چشت کے حوالے کریں اور آں فرزند کی اولاد و احفاد کو بھی یہی حکم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَابِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ کُلُّ امْرِئٍ بِمَا کَسَبَ رَهِیْنٌ[1]	اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ان کی اولاد کو ہم ان کے ساتھ ملادیں گے اور اُن کے عمل میں سے ہم ان کے لئے کچھ کمی نہ کریں گے۔ ہر (کافر) آدمی اپنے اعمال میں گروی ہے۔

جو کچھ بھیجا جا رہا ہے اسے خرچ کریں اور بے خرچی کے وقت اس درویش کو مطلع کریں اور جو وظیفہ بتایا گیا ہے اسے صبح و شام معمول بنائیں اور مسلمانوں کے لئے دعا کریں اور اس درویش کو دعائے ایمان کے ساتھ یاد رکھیں انشاء اللہ خیر حاصل ہوگی۔ محرم کے مہینہ میں یہ کلمات لکھے گئے، فرزندوں، عزیزوں اور تمام مریدوں کو دعا دیں۔

برادر عزیز قدوۃ السالکین، مفخر الاکابر خواجہ تقو دعوت دارین کے لئے مخصوص ہیں۔ (راقم درویش اشرف)

حضرت شیخ محمد

آپ اپنے والد حضرت کبیر کے خلف برحق و خلیفۂ اصدق اور مرید تھے۔ یہ ابھی کم سن ہی تھے کہ حضرت کبیر کا انتقال ہوگیا۔ مرتے وقت انہوں نے شیخ محمد کو حضرت قدوۃ الکبرا کے سپرد فرمایا دیا تھا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے ان کی ظاہری و باطنی تربیت فرمائی اور خاص توجہ ان پر مبذول رکھی۔ یہاں تک کہ ان کی شادی طے کرنے کیلئے آپ بہ نفس نفیس ان کے سسرال والوں کے پاس تشریف لے گئے۔ ظاہری و باطنی توجہ حضرت نے اس طرح مبذول فرمائی کہ ارادت اشرفی سے سرفراز کیا اور ان کے گوہرِ اسرار اور جوہرِ انوار کو بحر قابلیت کے ساحل ظہور تک پہنچا دیا۔ خود حضرت نے ان کا لقب درِّ یتیم رکھا۔

ایک دفعہ کچھ صوفی حضرات بطور سیاح سرور پور کے قصبے میں وارد ہوئے اور یہاں انہوں نے پڑاؤ ڈالدیا اور پھر اپنی کرامتیں دکھانے لگے اور خوارق کا اظہار کرنے میں مصروف ہوگئے۔ سرور پور کے کچھ لوگ ان کی یہ کرامتیں دیکھکر ان کے معتقد ہوگئے اور ان کی محفلوں میں شامل ہونے لگے۔ حضرت درِّ یتیم نے جب یہ حال مشاہدہ کیا تو حضرت عبدالرزاق قدس سرہٗ کو ایک خط لکھا جس میں ان لوگوں کی آمد، ان کی کرامتوں کے اظہار اور کچھ لوگوں کا ان کا گرویدہ بن جانا تحریر تھا۔ حضرت عبدالرزاق نے خط کے مضمون سے آگاہ ہونے کے بعد اس کی پشت پر اپنے قلم سے یہ تحریر فرمایا کہ کل صبح کے وقت رقعہ کا جواب تم کو معلوم ہوجائے گا۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کے وقت اس جماعت میں ایک عجیب شور و ہنگامہ برپا ہوا۔ حضرت درِّ یتیم نے کسی شخص کو تحقیق حال کے لئے وہاں بھیجا کہ اس ہڑ بونگ کا حال معلوم کرے

[1] پ ۲۷ الطور ۲۱

http://Ashrafi.org

جب یہ فرستادہ یہاں پہنچااوراس نے تفتیش حال کی تو معلوم ہوا کہ اس جماعت کے پیشوااور سر براہ ہائے ہائے کرر ہاتھااور کہہ رہا تھا کہ یہ کیسے بے مروت لوگ ہیں کہ اپنی ولایت میں ایک مسافرکواتنا موقع نہیں دیتے کہ چندروز آرام سے بسر کرلے۔ جب اس بات کا کھوج لگایا تو ایک شخص نے بتایا کہ پچھلی رات تھوڑا ساوقت گزرا تھا کہ قلندروں کی ایک جماعت ہاتھوں میں چُھریاں اور میخیں لئے ہوئے آئی اور ہمارے شیخ کو پکڑ کرزمین پر گرادیا۔شیخ نے اپنے مشائخ کی روحانیت کو پناہ کے لئے طلب کیا تو اسی وقت چندارواح نے آکر قلندروں سے اس قدر معذرت خواہی کی کہ انہوں نے شیخ کو معاف کردیا۔اور امان دے دی۔ان ارواح نے شیخ جماعت سے کہا کہ تم لوگ فوراً اپنا سامان باندھ لواور یہاں سے روانہ ہوجاؤ۔ چنانچہ یہ لوگ اپنا سامان باندھنے میں مصروف ہیں۔ یہ شوروغوغا اسی باعث ہورہاہے۔

قطعہ

چہ شیرانند درہربیشۂ خویش — کہ روبہ رامجال بودنی نیست

اگر دربیشۂ شیری درآید — ازان ضیغم بجز فرسودنی نیست

ترجمہ:۔یہ لوگ اپنے مقام پر شیر کی طرح رہتے ہیں اور وہاں لومڑی کو دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی۔اگر شیر کی کچھار میں کوئی داخل ہوجائے تو تباہی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت شمس الدین بن نظام الدین صدیقی اودھی

آپ علمائے نامدار کے پیشوااور علمائے عصر میں برگزیدہ تھے۔آپ نے علوم عربیہ کی تکمیل مولانا رفیع الدین اودھی سے کی۔ تکمیل کے بعدان ہی کے مرید ہوگئے۔جب شیخ شمس الدین نے ان سے سلوک کی تحصیل اور شغل صعلوک کی التماس کی تو انہوں نے فرمایا کہ اے عزیزم! علوم ظاہری سے تمہارا جو کچھ حصہ تھا تم کو مجھ سے مل گیا۔اب تمہارے علوم صوفیہ اور طریقت کی تکمیل اور حصول مقامات ووصول وارادت ایک ایسے سیدو بزرگ کے ہاتھوں میں ہے جو مسافرت کے طور پر جلد ہی یہاں پہنچنے والے ہیں ہوشیار!ان کی خدمت کوغنیمت تمہاری کشودکاران ہی کے ہاتھ میں ہے۔چنانچہ اس بات کو کہے ہوئے چندروز ہی گذرے تھے کہ حضرت قدوۃ الکبرا بنگالہ کے سفر سے مراجعت فرما ہوئے اور کافی عرصہ تک روح آباد میں قیام فرمایا۔

آپ کبھی کبھی اپنے احباب واصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ اودھ کی طرف سے ایک دوست کی خوشبو آرہی ہے۔کچھ عرصہ کے بعد حضرت قدوۃ الکبرا خطۂ اودھ میں رونق افروز ہوئے۔ایک مسجد میں قیام کیا۔اکابر شہر حضرت قدوۃ الکبرا سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے ان لوگوں کے پیچھے پیچھے شیخ شمس الدین بھی تھے۔حضرت قدوۃ الکبرانے ان کو دور ہی سے دیکھ لیا۔جب یہ قریب آئے تو فرمایا فرزند شمس الدین! میں تو تم سے ملنے کیلئے یہاں آیا ہوں۔آپ کا یہ ارشاد سنتے ہی شمس الدین کے جسم میں آتش شوق بھڑک اٹھی!اور بڑے خلوص وارادت کے ساتھ انہوں نے حضرت کے سامنے سر جھکادیاان کے اندر ایک عجیب وغریب کیفیت پیدا ہوئی جسکی شدت سے ان کو بخار آگیا۔حضرت نے پانی کا پیالہ ان کو عطا فرمایا، پانی پیتے ہی بخار جاتا رہا۔

چند روز کے بعد حضرت قدوۃ الکبرا نے ان کو خلوت میں بٹھادیا۔خلوت میں جب کچھ وقت گذرگیا تو ان پر

http://Ashrafi.org

کچھ عجیب کیفیت طاری ہوئی۔حضرت نے خادم سے فرمایا خبردار! شمس الدین کی طرف سے غافل نہ رہنا۔ کچھ دیر کے بعد ان میں عجیب اضطراب اور حالت میں انقلاب پیدا ہوا باوجود سنبھالنے کے خود پر قابو نہ رکھ سکے اور خلوت سے باہر نکل آئے خادم بڑی جدوجہد کے بعد ان کو پھر خلوت میں لے گیا اور دروازہ مضبوطی سے بند کر دیا۔ جب خلوت کی مدت ختم ہوگئی تب حضرت قدوۃ الکبرا نے ان کو خرقہ پہنایا اور انواع مقامات منتہیانہ سے سربلند کیا اور فرمایا:

''اشرف شمس ہے اور شمس اشرف ہے،،

ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں اس کے بعد مزید عنایت یہ کی گئی کہ بہت سے مریدوں اور حصول سعادت کے لئے حاضر ہونے والوں کی تربیت اُن کے سپرد کر دی گئی۔

حضرت سید عثمان

حضرت اجل السادات سیّد عثمان بن خضر، حضرت قدوۃ الکبرا کے اعلیٰ خلفاء میں سے ہیں جن پر آپ اسرار محرمانہ اور انوار مخصوصانہ نثار فرماتے تھے۔ یہ سلسلہ سادات گیسو دراز سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت سلیمان محدّث

قدوۃ المحدثین وعمدۃ المفقہین شیخ سلیمان محدث بھی حضرت قدوۃ الکبرا کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کے اساتذۂ حدیث بڑے عالی درجہ کے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ ہندوستان میں استاد کی محبت کم ہوگئی ہے مگر شیخ سلیمان محدث کی نہیں۔ کتاب حصن الحصین انہوں نے یہاں پڑھی اور حضرت بابا رضا رتن کی نسبت سے اس سلسلۂ حدیث کی تصحیح کی۔

شیخ معروف

آپ حضرت قدوۃ الکبرا کے چیدہ احباب اور منتخب اصحاب میں سے ہیں۔ آپ جامع فضائل اور صاحب کمالات تھے۔ علوم عربیہ کی تکمیل کے بعد ان کے دل میں وصول طریقت اور راہ معرفت کو طے کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ اُس زمانے میں حضرت قدوۃ الکبرا حضرت مخدومی شیخ علاؤالدین قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں موجود تھے۔ شیخ معروف کا رجحان اس وقت کے دوسرے مشائخ میں سے کسی شیخ سے نسبت ارادت حاصل کرنے کا تھا کہ ایک رات اُن پر یہ ظاہر ہوگیا کہ تمہارے مقدر کے خزانے کی کنجی سید اشرف جہانگیر کے خزانے میں محفوظ ہے۔ اور تمہارے درد نایاب کا علاج بس اسی مرشد کے پاس ہے۔ اب انہوں نے پتہ چلایا کہ آج کل قدوۃ الکبرا کہاں تشریف رکھتے ہیں، معلوم ہوا کہ حضرت جلد ہی یہاں پہونچنے والے ہیں، چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ان کے علم میں آیا کہ حضرت قدوۃ الکبرا جونپور تشریف لانے والے ہیں۔ شیخ معروف نے جیسے ہی یہ خبر سنی وہ جونپور روانہ ہوگئے۔ حضرت قدوۃ الکبرا جونپور تشریف لا چکے تھے۔ شیخ معروف جونپور پہنچتے ہی حضرت کی خدمت میں باریاب ہوئے اور حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے۔ مسلسل شدید ریاضت اور پسندیدہ عبادت کے بعد آپ کو خرقہ پہنایا گیا اور حضرت نے اُن کو خلافت نامہ عطا فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

''اشرف معروف ہے اور معروف اشرف ہے،،

آپ کے بارے میں بعض ساداتِ عظام سے یہ واقعہ منقول ہے کہ سلطان السلاطین ابراہیم شاہ کو ایک روز

http://Ashrafi.org

یہ خیال آیا کہ گذشتہ زمانے میں حضرت جنید وشبلی (قدس اللہ سرہما) جیسی باکمال ہستیاں موجود تھیں۔اس زمانے میں بھی کوئی ایسی باکمال ہستی موجود ہے جس کی زیارت کی جائے؟اسی شب ان کوخواب میں بتایا گیا کہ ہاں اس زمانے میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو جنید وبایزید سے کم نہیں۔دوسرے ہی دن سلطان ابراہیم کی خانقاہ کی طرف روانہ ہوا۔حضرت شیخ معروف کو جب یہ خبر ملی تو خانقاہ کا دروازہ بند کرادیا۔جب سلطان نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے پر بہت اصرار کیا تو آپ جنگل کی طرف نکل گئے۔دارالخلافہ جونپور سے آپ کے ترکِ مقام کا باعث یہی ہوااور آپ قصبۂ دیمو میں آ کر مقیم ہوگئے۔

حضرت قدوۃ الکبرافرماتے تھے کہ ہمارامعروف مکتومان میں سے ایک ہے۔

قطعہ

چسان سّرولی معلوم باشد چودرکتم خفا مکتوم باشد

بجز عرفان چنین موصوف نبود بجز معروف کان معروف نبود

ترجمہ:۔ایک ولی کا راز کیسے معلوم ہوسکتا ہے جب میرے پردہ پنہاں میں ایک مکتوم چھپا ہوا ہو،بغیر عرفان کے ایسی صفت حاصل نہیں ہوسکتی اور بجز معروف کے کوئی معروف کونہیں جانتا۔

شیخ رکن الدین وشیخ قیام الدین شاہباز

یہ دونوں شیوخ حضرت قدوۃ الکبرا کے نامدار احباب واصحاب کبار میں سے ہیں اور حضرت والا کے ان اصحاب ثلاثہ میں سے ہیں جو اصحاب طیر وسیر تھے۔ان دونوں حضرات کا تعلق ترکان لاچین سے ہے۔حضرت قدوۃ الکبرا کے دوسرے سفر میں جب آپ ولایت (سمنان) سے مراجعت فرمائے ہند ہوئے تو یہ حضرات بھی آپ کے ہمرکاب آئے۔حضرت قدوۃ الکبراان کے حال پر جس قدر مہربان تھے دوسروں کے ساتھ ایسی مہربانی دیکھنے میں کم آئی۔

حضرت قدوۃ الکبرانے فرمایا کہ اسدین سامان کے زمانے سے جو بہرامیہ سلاطین ہیں حضرت کا سلسلۂ جدّی مادری اُن سے ملتا ہے۔سلطنت عراق اوراس کے قرب وجوار کا علاقہ اس زمانے میں اُسی خاندان کی ملکیت تھاان حضرات کی مائیں بھی اکثر لاچینی ترکوں کی خاندان سے ہیں ان کی آخری جدّہ خواجہ احمد یسوی کی اولاد سے ہیں اوراترا ک لاچین ہیں اوراُن کا مادری سلسلہ ابراہیمیہ ، سمنانیہ سامانیہ سے ملتا ہے۔اس نسبت سے حضرت شیخ رکن الدین وشیخ قیام الدین شاہباز دیگر اصحاب سے ممتاز تھے۔ان دونوں حضرات کو نبی پورہ کا مکان رہنے کے لئے دے دیا گیا تھا جو دریائے سرجو کے کنارے ہے۔اوّلاً حضرت قدوۃ الکبرا کا یہ خیال تھا کہ خود یہاں قیام فرمائیں گےلیکن پھر یہ ارادہ بدل دیااور شیخ رکن الدین اور قیام الدین کوعنایت کر کے حوالہ کر دیا۔

شیخ اصیل الدین جرہ باز

آپ بھی اصحابِ طیر وسیر میں سے تھے۔شدید ریاضت ومجاہدے کے بعد آپ حضرت کی خلافت کے شرف سے مشرف ہوئے۔جس قدر عنایت وحمایت حضرت کی آپ پر تھی دوسرے اصحاب پر نہ تھی۔آپ کوسلسلہ کی توسیع واشاعت کیلئے مقام نکانو میں متعین کیا گیا تھا۔

http://Ashrafi.org

شیخ جمیل الدین

آپ کا لقب سفید باز تھا۔آپ اصحابِ ثلاثہ طیر و سیر میں سے ہیں۔حضرت قدوۃ الکبرا کی خلافت کے شرف سے مشرف تھے۔حضرت کے ظاہری و باطنی التفات کے مورد تھے،جس قدر حقائق معرفت آپ سے صادر ہوئے حضرت قدوۃ الکبرا کے خلفاء میں سے شاید ہی کسی سے اس قدر مصدور میں آئے ہوں۔ایک بار آپ بادبانی جہاز میں سفر کر رہے تھے۔کھانے کا سامان کم ہوگیا اور بعض چیزوں کی خاص طور پر ضرورت پڑی تو آپ نے اشارہ کیا تھوڑی سی دیر میں تمام مطلوبہ سامان وہاں پہنچ گیا۔

حضرت قاضی حجت

آپ اسم با مسمیٰ تھے، دلائل عقلی و براہین نقلی سے آراستہ و پیراستہ تھے۔عالموں اور دانشوروں کی مجلس میں عجیب وغریب دلائل و براہین کے ساتھ بحث کیا کرتے تھے۔جب آپ کو توفیقِ سلوک نصیب ہوئی تو حضرت قدوۃ الکبرا کی سرکار عالی میں حاضر ہوئے۔ جب آپ کا صدق ارادت وعقیدت ظاہر ہوگیا تب آپ کو رموز ودقائق معرفت وطریقت سے سرفراز کیا گیا۔اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کو خلافت عطا کردی گئی اور خرقہ پہنا دیا گیا۔روح آباد کے قریب ایک موضع آپ کا مسکن قرار پایا۔

شیخ عارف مکرانی

آپ علوم شریعت میں کامل اور علوم طریقت سے پیراستہ تھے۔جب حضرت قدوۃ الکبرا کی ارادت کے شرف سے مشرف ہوئے تو آپ کے لئے بہت سخت مجاہدہ وریاضت مقرر کی گئی جب آپ نے تمام مراتب سلوک طے کر لئے اور انوار واطوار سبعہ کی منزل سے گذر گئے تو آپ کو خرقہ پہنایا گیا اور خلافت عطا کی گئی۔آپ حضرت قدوۃ الکبرا کے نامور خلفاء اور ندماء میں شمار ہوتے ہیں۔آپ سے اس قدر خارق عادات ہوئیں اور معاملات ظہور میں آئے کہ اس کتاب میں اُن کا ایک شمہ بھی بیان کرنا چاہوں تو ایک اور دفتر درکار ہوگا

مصرع

مگر دفتری دیگر املا کنم

شیخ ابوالمکارم ہروی

آپ حضرت قدوۃ الکبرا کے خلفاء ولایت (بیرون ہند) سے تعلق رکھتے ہیں۔آپکے ملفوظات کو آپ کے مریدین نے جمع کیا ہے اور اس میں آپ کے حقائق معارف۔۔۔۔درج کئے ہیں کہ صوفیہ کی کسی ایک کتاب میں اتنے عوارف ومعارف کا ہونا دشوار ہے۔ اسی کے ہم پایہ آپ کی ایک تصنیف شرح عوارف ودوسری شرح لمعات (عراقی) اس قدر بلند پایہ ہیں کہ اپنا جواب آپ ہیں۔

شیخ ابوالمکارم حضرت قدوۃ الکبرا کے مخلص اصحاب اور احباب میں سے ہیں۔ شیخ ابوالمکارم امیر تیمور صاحب قران کے ایک امیر کے فرزند تھے اور ابتدائے حال میں ایک امیرزادے کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب حضرت قدوۃ الکبرا حضرت بہاؤ الدین نقشبند قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے امیر علی بیگ کی منزل میں قیام فرمایا، امیر علی بیگ حضرت قدوۃُ الکبرا سے اس قدر متاثر ہوئے کہ امارت اور کروفر کی بساط لپیٹ کر رکھ دی اور آپ کے مریدوں میں داخل ہوگئے۔ انہوں نے علوم ظاہری سے بہرۂ کامل پایا تھا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے ان کو محنت، ریاضتوں اور معرفت کے مشغلوں میں لگا دیا۔ اس طرح بارہ سال تک ریاضت اور مجاہدے میں مشغول رہے۔ جب آپ

http://Ashrafi.org

نے اس کٹھن راہ کو طے کرلیا اور آپ سے طرح طرح کے مکاشفات اور واردات کا ظہور ہونے لگے جن کا بیان کرنا دشوار ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے بھرپور التفات آپ سے فرمایا اور شرف خلافت سے مشرف کیا۔

آپ بڑے صاحب مکارم اخلاق اور بڑے صاحب اشفاق تھے چنانچہ حضرت کے تمام معتقدین اس بناء پر آپ کو ابوالمکارم کہا کرتے تھے۔ سمرقند کی مملکت آپ کو تفویض کی گئی۔ چنانچہ وہاں کثرت سے لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ جب آپ حضرت قدوۃ الکبرا کی خدمت میں تھے تو حضرت نے طالبان معرفت کی تلقین اور مریدوں کی تربیت آپ کے سپرد کردی تھی۔ اس اہم کام کو آپ نے بڑی خوبی سے انجام دیا۔

شیخ صفی الدین ردولوی

آپ تمام علوم ظاہری اور صفائے باطنی سے بہرہ ور تھے۔ علوم ادبیہ اور اصول فقہ پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ چنانچہ اس کا ثبوت ان کی بہترین تصانیف سے ملتا ہے جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ہندوستان میں ایسا لائق اور صاحب علوم وفنون شخص میں نے کوئی اور نہیں دیکھا۔ شیخ صفی الدین کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کا سبب یہ ہوا کہ شیخ صفی الدین نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بہت ہی باشان وشکوہ شخص اچانک نمودار ہوا اور انہوں نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور بڑی عزت وتوقیر کے ساتھ ان کو لاکر بٹھایا۔ اس وقت مولانا کے ہاتھ میں اصول فقہ کی کوئی کتاب تھی تو ان صاحب نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے بہت سے اوراق سیاہ کئے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ سیاہ کو سفید میں بدل دو اور صفحات کو انوار دائمی سے روشن کردو۔ ان آنے والے صاحب کی ان باتوں نے ان کے دل پر بہت اثر کیا اور ان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی تب مولانا نے ان بزرگ سے کہا کہ میں نے تو آپ کی ارادت کا دامن پکڑ لیا ہے۔ از راہ عنایت مجھے سلوک کی راہ پر لگا دیجئے۔ یہ سُن کر ان بزرگ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنے قرب کے اسرار سے آگاہ کرنا چاہتا ہے تو حضرت خضر کو حکم فرماتا ہے کہ وہ اس بندے کی رہنمائی کسی ولی اللہ کی طرف کردیں۔ پس میں تم کو ایک ایسے مرد حق کا پتہ بتاتا ہوں جس کے انوار ولایت اور آثار ہدایت سے تمام جہان معمور ہے۔

مثنوی

جہان معرفت راباد شاہست — زنورش پر زماہی تابماہست
ضلیلان جہان رادستگیراست — دمش روشن روانش دلپذیراست

ترجمہ:۔ وہ ذات جہان معرفت کی بادشاہ ہے۔ ماہ سے ماہی تک تمام فضا اس کے نور سے پُر ہے۔ دنیا کے گم کردہ راہوں کا وہ دستگیر ہے، اس کی ہر سانس روشن ہے اور اس کی شخصیت بڑی دلپذیر ہے۔

اس سعادت کا ظہور جلد ہی ہوگا۔ وہ ولی اللہ چند دنوں میں اس قصبہ میں تشریف لانے والے ہیں خبردار ہوشیار ان کی ملازمت اور خدمت کو غنیمت شمار کرنا اور اس میں ذرہ برابر بھی کوتاہی اور قصور نہ کرنا۔ **قطعہ**

بصف اولیاء ذاتش فریداست — بصاحب وحدت آن روئ وحیداست
چودارد گنج ادسینہ بہ سینہ — درگنجینہ راسید کلیداست

ترجمہ:۔صنف اولیا میں بالکل منفرد ہیں اور راستۂ وحدت کے مشعل راہ ہیں۔ چونکہ یہ خزانہ ان کو سینہ بسینہ ملا ہے اس کی کنجی ابھی انہی کے پاس ہے۔

اس واقعہ کے چندروز کے بعد حضرت قدوۃ الکبرا نے قصبہ ردولی پہونچ کر جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ شیخ صفی الدین خواب مذکور کے حکوم کے مطابق بہ عجلت تمام حضرت قدوۃ الکبرا کی خدمت میں پہونچے، جیسے ہی حضرت کی نظر اُن پر پڑی تو فرمایا ''برادرم صفی! خوش آمدید! آؤ، آؤ، ،مولانا بڑے ادب کے ساتھ خدمت میں حاضر ہوکر بیٹھ گئے حضرت نے فرمایا کہ ہاں جب اللہ تعالیٰ کسی فرد کو اپنے قُرب سے سرفراز کرنا چاہتا ہے تو اپنے کسی دوست کی طرف اس کی رہنمائی فرما دیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوالعباس خضر کو حکم دیا کہ وہ تمہاری رہنمائی کریں۔ یہ سنتے ہی شیخ صفی کے صفائے عقیدہ اور خلوص میں اور بھی اضافہ ہوا اور اسی وقت وہ حضرت کے مرید ہوگئے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے خادم کو حکم دیا کہ مصری لاؤ تا کہ میں بھائی صفی کو سلوک کا شربت پلاؤں۔ خادم نے مصری بہت تلاش کی لیکن نہیں مل سکی۔ مجبوراً وہ واپس آگیا اور عرض کیا کہ مصری کا تو کہیں پتہ نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت قدوۃُ الکبرا اس جگہ تشریف لے گئے جہاں مصری کو توڑا جاتا تھا۔ مصری کا ایک ٹکڑا توڑتے وقت کہیں دور جا گرا تھا، حضرت نے وہی ٹکڑا اٹھایا اور اپنے دست مبارک سے ان کو کھلایا اور دُعا فرمائی ''نورالانوار کا حصول مبارک ہو۔، ، پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تمہاری اولاد واحفاد سے علم کی دولت نہ لی جائے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے محض شیخ صفی الدین کے پاس خاطر سے چالیس دن تک قیام فرمایا تا کہ وہ اپنا چلہ (اربعین) مکمل کرلیں۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے وہ تمام آداب جو ابتدائے سلوک سے انتہا تک درکار ہوتے ہیں ایک ایک کر کے ان کو تلقین کئے اور طریقت کے تمام رموز سے ان کو آگاہ فرما دیا۔ اپنے دست مبارک سے ان کو خرقہ پہنایا۔ اجازت وخلافت سے سرفرازی بخشی اور عطائے خلافت کا مجاز وماذون بنا دیا۔

جب حضرت قدوۃ الکبرا شیخ صفی کے حرم سرا میں تشریف لے گئے تو ان کے نومولو فرزند کو جو ابھی چالیس دن کے تھے اور شیخ اسماعیل نام رکھا گیا تھا آپ کے پیروں میں لا کر ڈال دیا گیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ یہ بھی ہمارا مرید ہے۔

شیخ سماءالدین ردولوی

آپ ظاہری وباطنی علوم کے زیور سے آراستہ وپیراستہ تھے اور اتباع سنت پر سختی سے کاربند تھے۔ حضرت قدوۃ الکبرا کے خلفائے کبار میں سے تھے۔ آپ حضرت کی صحبت میں شریک ہونے والے مخصوص حضرات میں سے تھے۔ جب حضرت قدوۃ الکبرا پہلی بار اس طرف سے گذر رہے تھے تو حضرت شیخ سماءالدین آپ کے مرید ہوگئے اور روح آباد پہونچ کر طرح طرح کے مجاہدوں اور ریاضتوں کی تکمیل کی اور تقریباً چار سال تک یہاں رہ کر سلوک وآثار طریقت کی راہ طے کرتے رہے۔ انوارِ سبعہ کے طے کرنے میں کچھ فتور پیدا ہوگیا۔ بڑی کوشش سے ان کو اس افتاد سے نکالا گیا۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ انوارِ سبعہ کے طے کرنے میں ہمارے بعض اور مریدوں کو بھی ایسا افتادہ پیش آیا ہے ان میں ایک شیخ ابوالمکارم بھی تھے ان کو بھی اس مہلک ورطہ سے نکال لینے میں خاص اہتمام اور جد وجہد کرنا

پڑی تھی اور دوسرے شیخ سماءالدین تھے ان کو بہت محنت اور بے شمار کلفت سے اس ورطہ سے نکالا گیا تھا۔

شیخ سماءالدین نے حضرت قدوۃ الکبرا کے دست مبارک سے خرقہ پہنا اور ان کو خلافت عطا کی گئی۔ پھر ان کو روح آباد سے ردولی جاکر مقیم ہونے کا حکم دیا گیا۔ حسب الحکم یہ روح آباد سے یہاں آکر مقیم ہوگئے اس قصبہ کے ایک درویش سے ان کی چشمک ہوگئی وہ بھی محض جگہ کے سلسلے میں (یہ جہاں ٹھہرنا چاہتے تھے وہ درویش بھی وہیں ٹھہرنے پر مُصر تھے) انہوں نے حضرت قدوۃ الکبرا کو ایک عرضداشت ارسال کی۔ جب حضرت نے یہ عرضداشت ملاحظہ فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ ہم نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا ہے کہ جو کوئی ہمارے ادنیٰ سے ادنیٰ خادم سے بھی پرُ خاش رکھے گا وہ درہم برہم ہو جائے گا۔

بیت

ہر آنچہ از خدا خواستم زین قیاس

خدا داد برداد کردم سپاس

یہی بیت آپ نے شیخ سماءالدین کی عرضداشت کی پشت پر لکھ کر ان کو روانہ کردیا۔ چند ہی دنوں کے بعد ان کے دل کا مقصد پورا ہوا اور وہ درویش ذلیل وخوار ہوا۔

شیخ خیرالدین سدھوری

آپ جمیع علوم وفنون سے آراستہ وپیراستہ اور علمائے زمانے میں منتخب اور چیدہ تھے۔ جامع فروع واصول تھے۔ آپ کو حضرت قدوۃ الکبرا سے شرف ارادت خطۂ اودھ میں حاصل ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ان کو اصول فقہ میں چند ایسے مشکل مسائل پیش آگئے کہ وہ کسی طرح حل نہیں ہوتے تھے۔ انہوں نے بہت سے علمائے وقت سے رجوع کیا لیکن ناکام رہے۔ خصوصاً مولانا علاؤالدین جائسی سے ان مسائل کے حل کے سلسلے میں چند روز تک گفتگو ہوتی رہی۔ لیکن ان کو تسلّی نہ ہوئی۔ شیخ خیرالدین کو بحث کے تمام مقامات اور نکات مستحضر تھے اس لئے مولانا علاؤالدین ان کو مطمئن نہ کرسکے۔ اسی زمانے میں حضرت قدوۃ الکبرا نے حضرت شمس الدین اودھی کی خانقاہ میں نزدل اجلال فرمایا۔ شیخ خیرالدین نے اسی جگہ آپ سے نیاز حاصل کیا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے شیخ خیرالدین کے استفار کے بغیر محض بطور تعریض ان مسائل کا اس طرح حل بیان فرمادیا کہ شیخ خیرالدین مطمئن ہوگئے اور حضرت قدوۃ الکبرا سے عقیدت کا جذبۂ شدید ان کے دل میں پیدا ہوگیا دوسرے روز پھر خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے شرف ارادت سے مشرف ہوگئے اور خدمت عالی میں نذر پیش کی۔ چار سال تک راہ طریقت میں سخت ریاضت اور معاملات چیدہ میں کوشش بلیغ کرنے کے بعد ان میں خرقہ پہننے کی صلاحیت پیدا ہوگئی۔ تب حضرت قدوۃ الکبرا کی شرف خلافت واجازت سے سربلند کیے گئے۔ جس روز شیخ خیرالدین کو خلافت عطا ہوئی اسی دن اودھ کے مضافات میں رہنے والے بارہ افراد بھی حضرت کے مریدوں میں داخل ہوئے ان میں شیخ سدھا اور قاضی سدھا بھی تھے جن کی تربیت حضرت شمس الدین کے سپرد کی گئی۔

قاضی سدھا سے معلوم ہوا ہے کہ ایک روز شیخ خیرالدین پر دوران وضو عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور وہ اسی طرح

وضو کرتے رہے۔ ہر چند کہ خادم آپ کے وضو کے لئے پانی ڈال رہا تھا لیکن ان کا وضو ختم ہی نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ بہت سا پانی بہہ گیا۔ ایک شخص نے ناگواری کے طور پر کہا کہ ''پانی کا اسراف حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے،، یہ بات (اعتراض) حضرت قدوۃُ الکبرا کے گوش مبارک تک پہنچی تو آپ نے فرمایا ''عزیز خیرالدین اس وقت جس حال میں ہیں اگر اس حال میں دونوں جہان کے دریاؤں کا پانی صرف وضو ہو جائے تب بھی وہ اسرافِ آب نہ ہوگا۔

شعر

چو صوفی رابگیرد حالت عشق

اگر ریزد جہان اسراف نبود

قاضی محمد سدھوری

آپ جمیع علوم وفنون سے آراستہ وپیراستہ تھے، خاص طور پر علوم اصول (اصول حدیث واصول فقہ) پر آپ سند کا درجہ رکھتے تھے اس سلسلے میں ہر ایک آپ کی طرف اشارہ کرتا تھا آپ حضرت قدوۃ الکبرا کے مخصوص خلفاء اور مخلص احباب میں سے تھے۔ آپ کے مُرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ جب حضرت قدوۃ الکبرا کو برا اور کھوڑا کے مریدوں کے پاس خاطر سے اس طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں قصبۂ سدھور میں نزول اجلال فرمایا۔ قصبہ کے اہالی واکابر حضرت شیخ خیرالدین کے ہمراہ استقبال کے لئے آئے۔ ان میں قاضی محمد صاحب بھی اپنے تمام شاگردوں اور احباب کے ساتھ موجود تھے۔ جب حضرت قدوۃ الکبرا سے ملاقات ہوئی تو تلقین کے بعد آپ نے دریافت کیا کہ جناب قاضی صاحب آپ نے تصوف وطریقت کا علم کس خانوادے سے حاصل کیا ہے؟ قاضی صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ حضرت مخدوم سے، یہ سن کر حضرت نے فرمایا خوب، بہت خوب، پھر حضرت قدوۃ الکبرا نے تقریباً یہ کلمات فرمائے کہ جب حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی بندے کو شرف اختصاص سے مشرف فرمائے تو اس کو توفیق عطا فرما دیتا ہے اور وہ کسی صاحب دولت کے قدموں پر اپنا سر جھکا دیتا ہے یا خود کسی صاحب دولت ونعمت کو اس کے سر پر سایہ فگن کر دیتا ہے۔ پھر حضرت نے یہ اشعار پڑھے

قطعہ

کسی کورا سعادت پیش آید	دریغ ازدی نباشد ہیچ نعمت
اگر توفیق باشد ہمعنانش	ببوسداو رکاب اہل حشمت
اگر مقصود باشد برسراو	ہمائ ازغیب آرد ظل دولت

ترجمہ:۔ ۱۔ جب کسی کو سعادت ملتی ہے تو اسے کسی نعمت کی کمی نہیں ہوتی

۲۔ جب اللہ تعالیٰ کسی پر اپنی رحمت نازل کرنا چاہتا ہے تو اسے اہل حشمت کے قدموں میں ڈال دیتا ہے۔

۳۔ اگر اللہ کو منظور ہے تو ہما غیب سے دولت اور نعمت کو اس کے سر پر سایہ فگن کر دیتا ہے۔

قاضی محمد صاحب بہت اصرار کر کے حضرت قدوۃ الکبرا کو اپنے مکان پر لے گئے اس صورت میں کہ حضرت کی پالکی کا ایک بازو وہ پکڑے ہوئے تھے اور دوسرا شیخ خیرالدین نے پکڑا ہوا تھا، اس طرح حضرت قدوۃ الکبرا کو

http://Ashrafi.org

اپنے گھر تک لائے وہاں حضرت کی مہمانداری اور خدمت حد سے زیادہ بجالائے اور حضرت کے ہمراہیوں کو بھی اپنی خدمت سے ممنون بنایا۔ جب صبح ہوئی تو سعادت کا دروازہ قاضی صاحب کے لئے وا ہوگیا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے قاضی صاحب کو یاد فرمایا اور شرفِ ارادت سے سربلند کیا۔ طریقت کے تمام اسرار ابتداء سے انتہا تک اُن کو تعلیم فرمائے۔ قاضی صاحب نے حضرت کی خدمت میں رہنا اختیار کیا۔ جب حضرت نے سدہور سے قصبہ جائس شریف کو جانے کا قصد فرمایا تو قصبہ کے تما خورد و کلاں حاضر خدمت ہوئے اور سب نے شرف ارادت حاصل کیا آپ نے ان کی تربیت حضرت شیخ خیرالدین صاحب کے سپرد فرمادی اور خود قصبہ جائس روانہ ہوگئے۔ حضرت قاضی محمد صاحب قصبہ جائس تک حضرت کے محفہ کے ساتھ پاپیادہ آئے اور یہاں ایک مدت تک ریاضت اور مجاہدے میں مصروف رہے اور خود کو حضرت کے التفات ظاہری و باطنی کے قابل بنالیا اور تمام اسرارِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خود کو اہل ثابت کردیا۔ تب آپ کو خرقۂ خلافت اور اجازت کا شرف عطا ہوا۔

قاضی ابومحمد سدہوری

قاضی ابومحمد عرف معین مٹھن سدہوری بھی حضرت قدوۃ الکبرا کے خلفائے کبار میں سے ہیں۔ جب حضرت قدوۃ الکبرا قصبہ سدہور سے جائس روانہ ہونے لگے لو قاضی محمد صاحب نے اپنے ہر ایک فرزند کو حضرت کا مُرید کرادیا تھا۔ (ان ہی فرزندوں میں سے ایک یہ بھی ہیں)

حضرت ابوالمظفر محمد لکھنوی

آپ زمانے کے مشہور عالم اور اپنے شہر کے دانشوروں کے پیشوا تھے۔ آپ حضرت قدوۃ الکبرا کے مخصوص رفقاء میں سے تھے۔ چونکہ حضرت آپ سے بہت زیادہ التفات رکھتے تھے اس لئے ان کے پاس خاطر سے چند روز تک جامع مسجد لکھنؤ میں قیام فرمایا۔ قاضی ابوالمظفر بھی حضرت کی خدمت میں برابر حاضر ہوتے رہے قاضی صاحب نے حضرت قدوۃ الکبرا کی مدح میں ایک فصیح و بلیغ قصیدہ لکھ کر نذر کیا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے بہت پسند کیا اور ارشاد فرمایا ''تم پر شاعری ختم ہے،، یعنی شاعری میں تم نے کمال دکھایا ہے۔ حضرت خیرالدین سدہوری بھی موجود تھے۔ انہوں نے حضرت کے ان مناقب میں جو قاضی ابوالمظفر نے بصورت قصیدہ نظم کئے تھے کچھ اصلاح کرنا چاہی تو حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اصلاح کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ درو بشانہ اور جذباتی اشعار ہیں حضرت قدوۃ الکبرا نے قاضی صاحب پر حد درجہ عنایات اور التفات مبذول فرمایا۔ ایسا لتفات اور ایسی عنایات بغیر سعادت ازلی اور خوش بختی کے حاصل نہیں ہوتا۔

قطعہ

زالتفات عزیزان کسی برد بہرہ — کہ ہمچو یوسف از بخت بہرہ مند بود
صفائے صدق نیاز ای عزیز حاصل کن — کہ التفات عزیزانت سُودمند بود

ترجمہ:۔ عزیز مصر کی توجہ سے وہی شخص بہرہ مند ہوسکتا ہے جو حضرت یوسف کی طرح خوش نصیب ہو، اے عزیز نیازمندی کا صدق حاصل کرلے تب عزیز کا یہ التفات تیرے لئے سودمند ہوگا۔

http://Ashrafi.org

مولانا غلام الدین جائسی

غلام الہدیٰ مولانا غلام الدین جائسی علامۂ روزگار اور فقہائے شہر میں سے تھے اور حضرت کے خلفائے کبار میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ دولت ارادت کا شرف ان کو اس طرح حاصل ہوا کہ جس زمانے میں جائس میں پہلی مرتبہ حضرت کا درود ہوا اور ایک مقام پر پڑاؤ کیا گیا تو تمام اصحاب ذکر و جہر میں مشغول ہو گئے۔ جب طالبان حقیقت کے اس ذکر جہر کا غوغا بلند ہوا۔ آوازیں اس قدر بلند ہوئیں کہ ہر ایک کے کانوں میں ذکر کی آوازیں پہنچنے لگیں۔ مولانا غلام الدین نے اپنی بیوی سے کہا کہ خدا جانے یہ شور و غوغا کرنے والے کہاں سے یہاں آ گئے ہیں؟ مولانا اُس وقت ہفت مسئلہ کو حل کرنے میں اُلجھے ہوئے تھے اور ان مسائل کے حل میں غور و خوض کر رہے تھے۔ مدتوں سے یہ اطراف و اکناف کے علماء سے ان مسائل کے حل کے لئے استفسار کرتے رہتے تھے مگر یہ مسائل حل نہیں ہو رہے تھے۔ لہٰذا انہوں نے یہ طے کیا تھا کہ آج رات کو یہاں کے اکابر کے مزارات کی زیارت کر کے صبح کو عازم بنگالہ ہو جائیں اور بنگال کے علماء سے ان مسائل کو حل کرائیں۔ اتفاق سے حضرت قدوۃ الکبرا بھی اسی رات زیارت قبور کے لئے تشریف لے گئے۔ دونوں حضرات کا آمنا سامنا حضرت شیخ بدر الدین کے مرقد منورہ پر ہوا۔ حضرت قدوۃ الکبرا کے کسی ہمراہی سے مولانا نے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ ان کے جواب میں حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ہمارے بارے میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے ہم غوغا کرنے والے لوگ ہیں۔ مولانا فوراً متنبہ ہوئے اور بیوی سے کہی ہوئی بات یاد آ گئی۔ بہت ہی شرمندہ ہوئے اور حضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا اور عذر خواہی کرنے لگے۔

حضرت نے فرمایا ''یہ تو بہت معمولی سی بات ہے ہم نے تو ایسی باتیں بہت سنی ہیں۔،،

اس کے بعد وہ حضرت ہی کے ساتھ اکابر کے مزارات کی زیارت میں مشغول ہو گئے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے تعریض کے طور پر مولانا غلام الہدیٰ کے لا ینحل مسائل کو ایک ایک کر کے حل کرنا شروع کر دیا اور ایسی فصیح زبان میں ان مسائل کی وضاحت کی کہ مولانا کے دل پر نقش نگینہ بن کر وہ وضاحتیں بیٹھ گئیں۔ ان مسائل کے حل کو سن کر مولانا کی عقیدت کیشی سو گنا بڑھ گئی۔ یہ پھر معذرت کرنے لگے اور کچھ اس طرح عذر خواہی کی کہ حضرت قدوۃ الکبرا کے دل سے وہ شکایت رفع ہو گئی۔

دوسرے دن صبح کو مولانا اکابر شہر کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ تمام صاحبان حضرت قدوۃ الکبرا کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ مولانا نے اپنے تمام صاحبزادوں کو بھی حضرت سے بیعت کرایا۔ حضرت نے مولانا کو خلافت سے سر بلندی بخشی۔

مولانا نے قصبہ کے تمام مسلمانوں کو حضرت کے حلقۂ ارادت میں شامل ہونے کا شوق دلایا۔ اسی مجمع میں مولانا نے اپنی یہ سرگذشت سنائی کہ آج سے تین سال پہلے کا واقعہ ہے کہ میں اور قصبہ کے چند لوگ جو اکابر میں سے تھے، ردولی حضرت شیخ سلیمان کی خدمت میں گئے۔ انہوں نے تنبیہہ فرمائی کہ آئندہ تم ان لوگوں کو یہاں آنے کے زحمت نہ دینا، کیونکہ قصبہ جائیس کے لوگ ایک سید کے سپرد کر دیئے گئے ہیں جو سیاح زمین ولایت اور دریائے ہدایت ہیں عنقریب وہ اس ملک میں وارد ہونے والے ہیں ان کے یہاں وارد ہونے سے پہلے ہی تمہاری ارادت و استفادہ کا مقدّر

http://Ashrafi.org

اُن کے حوالے کر دیا گیا ہے، وہی تمہارے حال اور اشغال کے محافظ ہوں گے۔ تم اس بات سے افسردہ خاطر نہ ہونا کہ چند باتوں میں وہ ہم سے بڑھ کر ہیں۔ ایک سیادت میں اور دوسرے قراءت سبعہ میں حفظ قرآن کے ساتھ۔ اُن عزیز کے ارشاد کا مصداق آج نظر سے گزرا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا اس قصبہ میں تشریف لے آئے ہیں، یہ یہاں کے رہنے والوں کی سرفرازی اور اقبال مندی کا باعث ہے۔

شیخ کمال جائسی

حضرت قدوۃ الکبرا ایک مدت مدید تک اس قصبہ میں مقیم رہے جب آپ نے یہاں سے روانگی کا قصد فرمایا تو یہ جگہ شیخ کمال کے سپرد فرمادی اور یہاں کے مریدوں کی تربیت بھی ان کے حوالے کردی کہ وہ صاحب ریاضت وصاحب معاملات تھے اور اُن کے یہ اوصاف حدّ کمال تک پہونچ چکے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبرا کے تشریف لے جانے کے بعد وہاں کے اکابر واصاغر آپ ہی سے استفادہ کرتے تھے۔ شیخ کمال نے کئی سال تک سفر وحضر کی کلفت اور سعوبت اٹھا کر یہ مقام حاصل کیا تھا اور ان کو خرقۂ خلافت واجازت سے سربلندی حاصل ہوئی تھی۔

جب حضرت قدوۃ الکبرا جائس سے روح آباد روانہ ہوئے تھے تو جیسا کہ پہلے مذکور ہوا یہاں کی نیابت شیخ کمال کے سپرد کر دی تھی۔ ایک مدت تک یہ یہاں اپنے اصحاب واحباب کے ساتھ رہتے رہے۔ اتفاقاً ایک دفعہ آپ نے ایک دعوت کا اہتمام کیا۔ آپ نے بعض اہم چیزوں کے پکانے کا انتظام یہاں کے لوگوں کے سپرد فرمادیا تھا لیکن جب دعوت کا وقت آیا اور وہ لوگ وہ چیزیں تیار کر کے نہیں لائے تو آپ کو سخت ناگوار گذرا اور اسی ناگواری اور غضب کے عالم میں شیخ کمال کی زبان سے نکلا:

''جل کر خاک ہوجائیں وہ لوگ جنہوں نے وعدہ وفا نہیں کیا۔،،

جیسے ہی آپ کی زبان سے یہ بددعا نکلی اُس محلّہ میں آگ بھڑک اٹھی اور تمام قصبہ جل کر راکھ ہوگیا۔ منقول ہے کہ اس آگ میں چار ہزار لوگ ہلاک ہوگئے۔ شیخ کمال کو اس حادثہ پر بڑی شرمندگی ہوئی اور فوراً روح آباد کی طرف روانہ ہوگئے۔ طرفۃ العین میں یہ روح آباد حضرت قدوۃ الکبرا کے حضور میں پہنچ گئے۔ حضرت کی نظر مبارک جونہی اُن پر پڑی حضرت قدوۃ الکبرا نے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ اے خاک آلودہ تو نے میرے فرزندوں اور عزیزوں کو جلا کر خاک کر دیا اور ان کے گھر بار پھونک ڈالے۔

حضرت قدوۃ الکبرا اُن سے اس قدر ناراض ہوئے کہ پائے بوسی کی اجازت بھی ان کو نہیں دی اور یہ مدتوں تک خانقاہ کے عقب میں جس کو وحدت آباد کہا جاتا تھا پڑے رہے اور مدت مدید کے بعد انہوں نے حضرت نور العین کو معافی کے لئے اپنا واسطہ بنایا اور ایک طشت میں خاکستر بھر کر طشت کو سر پر رکھ کر حضرت قدوۃ الکبرا کی خدمت میں طلب معافی کے لئے حاضر ہوئے۔ چونکہ درویشوں کے طریقہ پر انہوں نے معافی مانگی تھی اُنکو معاف کر دیا گیا لیکن حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا:۔

''جاؤ! تمہارا ایمان تو سلامت رہے گا لیکن تم اور تمہاری اولاد سرگردان اور پریشان رہے گی۔،،

http://Ashrafi.org

حضرت سید عبدالوہاب

آپ حضرت سید قدوۃ الکبرا کے مخلص احباب اور خلفاء میں سے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبرا کی ایسی خدمت کی تھی جیسی کرنی چاہیے تھی اوران سے کبھی کوتاہی سرزد نہیں ہوئی۔ ایک دن حضرت قدوۃ الکبرا نے شیخ عبدالکریم دہلوی کے پاس دہلی بھیجا، راستہ بہت ہی دشوار تھا لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی اور یہ وہاں پہنچ گئے۔ جب اُن سے جواب لے کر واپس آئے تو ان کے پاؤں شدید زخمی ہوگئے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے اپنی نعلین مبارک اتار کر ان کو مرحمت فرمادیں۔ انہوں نے حضرت کی نعلین مبارک کو تاج سردولت سمجھا اور متبرک سمجھ کر اپنے پاس اس طرح رکھا کہ چالیس دن تک یہ تکیہ کی طرح اس پر سر رکھتے تھے۔ جب تک یہ نعلین اُن کے پاس رہیں حق تعالیٰ نے ان کے گھر میں بہت ہی خیر و برکت پیدا فرمادی اور گھر کے لوگ آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتے رہے۔

شیخ راجا

آپ زہد و تقویٰ سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ حضرت کے خلفائے خاص میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ حضرت کی نگاہ التفات اور ارادتِ الٰہی کا مقدور بنے رہتے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبرا کی بہت زیادہ خدمت کیا کرتے تھے اور اکثر اوقات خدمت والا میں حاضر رہتے تھے۔ بہت ہی سادہ دل تھے ابتدائے حال میں حضرت قدوۃُ الکبرا نے ان کو یہ تاکید فرمادی تھی کہ خبردار کسی بے نمازی کے پاس نہ بیٹھنا۔ اسی طرح احکام شریعت کی پیروی اور تقویٰ شعاری کی بہت تاکید فرمائی تھی۔

ایک روز حضرت قدوۃ الکبرا شیخ ابراہیم مجذوب کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ شیخ ابراہیم جو مجذوبان الٰہی میں سے تھے، بہت ہی گرم مزاج تھے۔ حضرت ابراہیم مجذوب بظاہر نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبرا ان کی خدمت میں پہنچ کر اس امر کے منتظر تھے کہ التفات فرمائیں یا کوئی چیز بطور تبرّک عنایت فرمادیں۔ اتفاق سے کھانے کی کچھ چیزیں کہیں سے ان کی خدمت میں آگئیں فوراً اُن کو کھانے لگے اور پھر حضرت کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اے اشرف جہانگیر! آؤ تم بھی کھاؤ۔ حضرت قدوۃ الکبرا بڑے ذوق و شوق سے اس کھانے میں شریک ہوئے۔ کچھ دیر تک یہ دونوں حضرات کھانے میں مشغول رہے۔ جب تھوڑا سا کھانا باقی رہ گیا تو ابراہیم مجذوب نے فرمایا اے اشرف جہانگیر! اپنے خادم کو بھی بلالو اور کھانے میں شریک کرلو۔ حضرت نے راجا کو بلایا مگر انہوں نے کہا کہ ”میں بے نمازی کے ساتھ کھانا نہیں کھاؤں گا۔،، شیخ ابراہیم مجذوب نے جیسے ہی یہ بات سنی بگڑ گئے اور ان کے مارنے کو تکیہ اٹھالیا۔ حضرت قدوۃ الکبرا درمیان میں آگئے اور بہت عذرخواہی کی۔ آخر کار شیخ ابراہیم نے فرمایا میں غصہ کے عالم میں ہوں۔ یہ تکیہ میں ضرور کسی کے ماروں گا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے اس منارے کی طرف اشارہ کیا جو بہت بلند تھا اور اس کے اوپر کلس (گنبد) تھا۔ شیخ ابراہیم نے اپنا تکیہ اس منارہ پر ماردیا وہ مضبوط اور عالی شان منارہ اسی وقت ٹوٹ کر گر پڑا۔

حضرت قدوۃ الکبرا جب وہاں سے واپس ہوئے تو آپ نے شیخ راجا سے فرمایا کہ تم نے بڑی نادانی سے کام لیا کہ شیخ ابراہیم کے ساتھ کھانے میں شریک نہیں ہوئے اور بڑی ہی نامناسب بات تم نے کہی دی۔ یہ سن کر راجا نے ہندی زبان میں کہا:۔

پی پر کہہ آپنہ ایسون کہنہ آپنہ ویسون کہنہ

(عجب آدمی ہیں خود ایسا کہا خود ہی ویسا کہا)

یہ سن کر حضرت قدوۃُ الکبرا نے تبسّم فرمایا اور کہا کہ "بے شک مخلص طالب کا عقیدہ ایسا ہی راسخ ہونا چاہیئے۔

قطعہ

بجائے خود سخن چون مستقیم است دلی شنوند راتمیز باید

کہ دردی واحدی در ہر مکانی است بنسبت ہر کسی یک چیز باید

ترجمہ:۔ اپنی جگہ بات درست ہے البتہ سننے والے دل کو تمیز کرنی چاہیئے۔ ہر جگہ وہی واحد ہے اور ہر ایک کی نسبت ایک چیز ہے۔

حضرت جمشید بیگ

آپ ازبکی امیر تھے۔ جب حضرت قدوۃ الکبرا کے درویشوں کے قافلے کا گزر سرزمین یاغستان میں ہوا تو وہاں جوق در جوق اور گروہ در گروہ ترکوں نے خدمت گرامی میں حاضر ہونا شروع کر دیا اور شرف ارادت سے سرفراز ہوتے رہے۔ ان ارادت مندوں نے بہت سے گھوڑے اور بے شمار چیزیں حضرت کی خدمت میں بطور نذر پیش کئے جب حضرت کے مُریدان گھوڑوں پر سوا ہوتے تو بالکل لشکر جیسا سماں بندھ جاتا تھا۔ لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا تھا۔

اس زمانے میں امیر تیمور (صاحب قران) سمرقند میں موجود تھے۔ ان کے کانوں تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ خانوادۂ سامانیاں کا ایک شاہزادہ اور ملوکِ سمنان کا ایک امیر زادہ مقام ایماق پر پہنچ گیا ہے اور ایک بڑا لشکر اور ساز وسامان اس کے پاس موجود ہے اور کئی ہزار ازبک، یرمک، قفچاق دلاچین اور قوچین کے لوگ اس کے لشکر میں موجود ہیں اور جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امیر تیمور نے جب معاملہ کی تحقیق کی کہ ایسا کون ہے جس نے یہ لشکر ہم پر چڑھائی کے لئے جمع کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ ذات گرامی ساداتِ سمنان سے تعلق رکھتی ہے جو نسلاً سامانی ہیں لیکن سلوک وطریقت اُن کا شعار ہے اور وہ دنیا سے کنارہ کش ہو چکے ہیں لیکن یہ پتہ نہیں چل سکا کہ اس قدر لوگ ان کے ساتھ کیوں ہیں؟

ادھر حضرت قدوۃ الکبرا جس راستے سے گذرتے لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے جاتے، چونکہ آپ کا جدی مادری سلسلہ خواجہ احمد یسوی سے تھا۔ آپ کے باپ دادا کے مریدین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو ایماق کی سرزمین تک لے آئے۔ اُن لوگوں نے بے شمار گھوڑے اور دوسرا ساز وسامان آپ کی نذر کیا (اس طرح ہجوم اور ساز وسامان نے ایک لشکر کی شکل اختیار کر لی) اور اس وجہ سے یہ شور وغوغا بلند ہوا۔ یعنی ناواقف لوگ کہنے لگے کہ کوئی لشکر کشی کے ارادے سے آرہا ہے۔

آخر کار (بعد تفشیش) صاحبِ قران تیمور نے خود ہی فرمایا کہ میں نے ان سیدزادے سے ملاقات کی ہے اور ان کو میں نے بعض علاقوں کی امارت وسرداری بھی پیش کی تھی لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا تھا اُن کو قطعاً ملک گیری

کی ہوس نہیں ہے۔صاحبِ قران تیمور نے امیر جمشید بیگ کو حکم دیا کہ چند تحائف بطور نذر ساتھ لے کر تم ان سیدزادے کی خدمت میں جاؤ۔ چنانچہ جمشید بیگ حاضر خدمت ہوئے اور نذر پیش کی اور اس ناگوار واقعہ سے حضرت قدوۃ الکبرا کو مطلع کیا کہ حضرت کی آمد سے لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہوگئے ہیں۔ چنانچہ حضرت نے ایماق سے اُسی دن کوچ فرمایا اور قندز کی طرف روانہ ہوگئے۔ جو کچھ ساز وسامان ساتھ تھا وہ سب کا سب فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔جمشید بیگ نے حضرت کی رفاقت اختیار کر لی اور آپ کا ساتھ نہ چھوڑا۔اللہ تعالیٰ نے ان کو سلوک کی توفیق عطا فرمائی اور بعد میں وہ خلافت واجازت سے سرفراز کئے گئے۔روح آباد پہنچ کر حضرت نے جمشید بیگ کو اُن کے وطن واپس کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ تم وہاں رہ کر ہدایت میں مصروف ہوجاؤ اور اس مملکت کی شیوخت اُن کو عطا کر دی۔چونکہ حضرت قدوۃ الکبرا کا حضرت احمد یسوی کے متبرک خانوادے سے نسبی تعلق تھا لہٰذا ان سب حضرات کو اسی روش کا حکم دیا۔اور یہ حضرات یسوی کی نسبت سے مشہور ہیں۔

حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی

آپ علمائے متجرین کے پیشوا اور فروع واصول کے کاملین کے مقتدیٰ تھے حضرت ولایت پناہ حضرت قدوۃ الکبرا کے خلفائے کبار میں سے ہیں جس زمانے میں حضرت قدوۃ الکبرا جونپور میں قیام پذیر تھے ایک دن عجیب وغریب کیفت اور حالت آپ پر طاری ہوئی اور آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ بے ساختہ ادا ہوگئے:

"الناس کلهم عبید لعبدی،،

(تمام لوگ میرے غلام کے غلام ہیں)

ان الفاظ سے علمائے کے گروہ میں ایک تہلکہ مچ گیا تھا اس شورش کو رفع کرنے میں حضرت قاضی نے زبردست خدمت انجام دی تھی۔اس وقت حضرت قدوۃ الکبرا نے آپ کو اپنی خلافت عطا کی،خرقہ پہنایا اور ملک العلماء کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔آپ حضرت کے صاحب ولایت خلفاء میں سے تھے اور حضرت کے بہترین رفیقوں اور ندیموں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

آپ علوم ظاہری وباطنی کے جامع، صاحب معاملات او رجامع واردات تھے، آپ شریعت کے سخت پابند تھے آپ کو ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد شرف خلافت واجازت سے مشرف فرمایا گیا تھا۔

شیخ حاجی فخر الدین

آپ زیورِ تعلیم سے آراستہ اور لباس تصوّف سے پیراستہ تھے،حضرت قدوۃ الکبرا کے بہت ہی مخلص خلفاء میں سے تھے اور آپ کے ہمراہ کعبۃ اللہ کی مجاورت اور طواف کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے آپ موضع ادسرہنہ پرگنہ انگلی کے رہے والے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے ان اطراف کے معتقدین ومُریدین کو آپ کے سپرد کر دیا تھا۔حضرت شیخ فخر الدین نے حضرت قدوۃ الکبرا کی یہاں تک خدمت کی ایک روز حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اے فخر الدین بس اب نہ کر (کافی ہے)

حضرت داؤد

یہ حضرت فخر الدین کے چھوٹے بھائی تھے اور حضرت قدوۃ الکبرا کی خلافت سے مشرف تھے۔ ان کو

http://Ashrafi.org

اشغال باطنی کے لئے بڑے بھائی کے سپرد کیا گیا تھا۔

حضرت قاضی رکن الدین

آپ حضرت قدوۃ الکبرا کی خلافت واجازت سے مشرف تھے۔خلافت ملنے کے بعد آپ کو موضع دوبنیری کی جانب نزد مقام حاجی پورہ بھیج دیا گیا۔آپ نے وہاں خانقاہ تیار کی اور گردوپیش کے لوگوں کی راہنمائی اور ہدایت میں مصروف ہوگئے یہاں تک کہ وہ لوگ آپ کے مرید ہوگئے۔ان (قاضی رکن الدین) کو شیخ آدم عثمان کے سپرد کیا گیا کہ باہم رہیں۔جب شیخ آدم مذکور حاجی پور کی جانب روانہ ہوئے تو فرمایا کہ شمال میں گھوسی سے گوسی تک پہاڑ کی طرف تمہیں دیتا ہوں، یہ دونوں بھائیوں کا حصہ ہے۔

شیخ نورالدین

آپ کی ذات گرامی اعجوبۂ روزگار ہے۔یہ علوم شرعیہ میں یگانہ اور اصول وفرع میں وحید عصر ہیں۔اس زمانے میں جبکہ حضرت قدوۃ الکبرا بنگالہ سے حضرت مخدومی سے شرف نیاز حاصل کر کے براستہ دوبینری واپس آرہے تھے تو شدید بارشوں کے باعث چندروز یہاں دوبنیری میں ٹھہرنا پڑا تو یہ خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت نے ان میں نورعقیدت دیکھا اور اُن کی ذات میں خلوص پایا تو ان کو شرف ارادت سے مشرف فرمایا آپ حضرت قدوۃ الکبرا کے ہم رکاب وہاں سے روح آباد آئے یہاں کئی چلّے کئے اور چند بار خلوت نشین ہوئے۔جب یہ سخت ریاضتوں سے فارغ ہوئے تو واردات عالیہ اور مقامات کمالیہ سے سربلند ہوئے۔جب ان میں خلافت کی استعداد پیدا ہوگئی تو خلافت سے مشرف کئے گئے۔عطائے خلافت کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اب تم اپنے ملک کو واپس جاؤ تاکہ وہاں کے لوگ تم سے بہرہ مند ہوسکیں لیکن شرط یہ ہے کہ حضرت شیخ آدم کے ساتھ ان کی اتباع میں کام کرنا قصہ کوتاہ یہ کہ تینوں بزرگوں کو اس علاقہ میں روانہ کیا گیا اور ہر ایک کو خلافت سے بھی نوازا گیا۔

حضرت شیخ الاسلام (احمد آباد گجرات)

آپ جامع فضائل وکمالات تھے۔فنون عجیبہ ولطیفہ پر کامل دسترس رکھتے تھے۔علم ہیئت ونجوم میں اُن کو کمال حاصل تھا۔ ساکنان واہالیان گجرات ان فنون میں اپنی تمام زندگی گذار دیتے ہیں۔ جب حضرت قدوۃ الکبرا گجرات کی طرف تشریف لے گئے تو شیخ الاسلام نے پہلی ملاقات میں چند علمی مسائل حضرت سے بطور آزمائش دریافت کئے۔حضرت نے ان کا کافی ووافی جواب مرحمت فرمایا لیکن یہ محض اپنی خودنمائی کے لئے کج بحثی کرتے رہے اور بے کار شوروغل مچایا۔بات نے مناظرے کا رنگ اختیار کرلیا۔ یہاں تک کہ ایک دن دارالخلافت احمد آباد کی جامع مسجد میں جہاں کثرت سے لوگ موجود تھے انہوں نے بہت زیادہ یادہ گوئی سے کام لیا۔حضرت قدوۃ الکبرا نے اس پر بھی تحمل وبرداشت کا مظاہرہ کیا۔جب یہ گھر واپس آئے اور رات کو سوئے تو ان کو تنبیہہ کی گئی کہ ''خبردار سید (قدوۃ الکبرا) سے مکابرہ مت کرو اور اگر اب بھی تم باز نہ آئے تو پھر تم جانو،، جب صبح کو یہ بیدار ہوئے تو انہوں نے وہاں کے حاکم (والی احمد آباد) کو اپنا سفارشی بنایا اور گناہ سے غدرخواہی کی حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اب تک تو ہماری طرف سے وفا اور تمہاری طرف سے جفا کا، سلسلہ جاری تھا لیکن اب نہ وفا نہ جفا بلکہ یہ محفل صفا ہے۔یہ کہکر حضرت نے ان کو معاف کردیا۔شیخ الاسلام اسی وقت حضرت کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے اس سفر میں حضرت قدوۃ الکبرا دوسال تک سرزمین گجرات میں

http://Ashrafi.org

رہے شیخ الاسلام ہر وقت حاضر خدمت رہتے تھے۔

جب یہ خدمات شائستہ بجالائے اور ضروری ریاضتوں سے فراغت پاچکے اور لم یزلی اہلیت اور صلاحیت ان میں پیدا ہوگئی تو ان کو شرفِ خلافت سے سربلندی بخشی گئی۔ ہر چند کہ اس مملکت میں حضرت کے اور بہت سے خلفاء اور اصحاب موجود تھے لیکن علاقۂ گجرات کے ارادت مندوں کی تربیت ان کے سپرد کردی گئی جس کی وجہ سے بعض لوگوں نے ان پر حسد بھی کیا۔

جب حضرت قدوۃ الکبرا نے دلی کا عزم سفر فرمایا تو یہاں کے احباب واصحاب کے استفادہ کے لئے آپ نے ''اشرف الضوائد اور فوائد الاشرف،، کے نام سے رسالہ لکھ کر شیخ الاسلام کے سپرد فرمادیا۔ جیسا کہ حضرت نے اس رسالہ کے دیباچہ میں اظہار فرمایا ہے۔

حضرت شیخ مبارک

آپ گجرات کا اکابر واماثر سے ہیں شیخ صاحب علوم ظاہری وباطنی کے لباس سے آراستہ وپیراستہ تھے اور فضائل حمیدہ اور شمائل پسندیدہ سے بہرہ ور تھے، آپ نے حضرت قدوۃ الکبرا کی اس قدر مالی وبدنی خدمت انجام دی ہے کہ اور کوئی دوسرا ایسی خدمت نہیں کرسکا۔ شیخ مبارک حضرت قدوۃ الکبرا کے ساتھ روح آباد آئے اور یہاں آکر متعدد چلے کئے اور سخت ریاضتوں میں مشغول رہے۔ تب آپ کو خلافت واجازت کے شرف سے مشرف کیا گیا اور گجرات واپس جانے کا حکم دیا گیا اور شیخ الاسلام کے لئے علم وطوغ ان کے ہاتھ روانہ فرمایا۔ اور شیخ الاسلام سے ان کی سفارش فرمائی۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے اپنے مکتوبات میں شیخ الاسلام کے لئے جو حقائق ومعارف تحریر فرمائے ہیں کسی اور کیلئے اس قدر معرض تحریر میں نہیں آئے ہیں۔

حضرت شیخ حسین

آپ بھی حضرت کے اصحاب کبار اور اصحاب نامدار میں سے ہیں حضرت قدوۃ الکبرا نے جس قدر ظاہری وباطنی التفات ان پر مبذول کیا اور مقامات مصطفوی سے آگہی ان کو عطا فرمائی کسی دوسرے شخص کے حصے میں نہیں آئی۔ ان کا تعلق دودمان خلجی وخاندان محمدی سے تھا، بڑے صاحب ثردت وصاحب منصب تھے لیکن جب توفیق ازلی اور سعادت لم یزلی نے دستگیری کی تو شرف ارادت سے مشرف ہوئے سخت مجاہدے کے بعد مقامات طریقت سے جب انہوں نے خود کو آراستہ کرلیا تب خلافت اور خرقہ کا حصول ممکن ہوا آپ کا مقام سکونت دونبیری تھا اور قرب وجوار کے لوگ ان سے خاص عقیدت رکھتے تھے۔ سرحد چنپارن ودرمیکہ کی نیابت ان کے سپرد کی گئی بنگالہ کے بادشاہ کو شیخ سے خاص عقیدت تھی اس نے آپ کے اصحاب کی رفاہ ومعیشت کے لئے کچھ رقم بطور نذرانہ بھیجی۔

شیخ صفی الدین مسند عالی صیف خان

آپ نے جو اعلیٰ مرتبہ پر فائز اور صاحب ثردت امیر تھے، اس بات کی خواہش کی کہ تمام دنیوی معاملات سے دستبردار جائیں لیکن حضرت قدوۃ الکبرا نے قبول نہیں کیا اور ان سے فرمایا کہ مقصود اصلی کام ہے نہ کہ اضطرار (بے چارگی) کہ حق تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو مراتب شان وشوکت کے باوصف اپنا قرب عطا فرمایا ہے چنانچہ ایک مثال شیخ ابوسعید الخیر کی ہے (کہ جاہ ومال کی فراوانی

http://Ashrafi.org

کے باوصف قرب خداوندی سے نوازے گئے) پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا

شعر

حاجت بکلاہ ترکی داشت نیست
درویش صفت باش وکلاہ تتری دار

ترجمہ:۔تم کو ترک جاودانی کہ ٹوپی سر پر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔کلاہ ثروت ومال سر پر رکھو لیکن درویش صفت بن جاؤ چنانچہ حضرت قدوۃ الکبرا ان کی اس خواہش کی پذیرائی سے ہمیشہ اعراض فرماتے رہے۔یہاں تک کہ دولت باطنی ان کی مددگار ہوئی۔ تب حضرت نے ظاہری وباطنی اشغال سے ان کو سرفراز فرمایا۔

ان میں بہت ہی قوی اور عالی جذبہ پیدا ہو گیا تھا لیکن پیروں کی حفاظت ان کے کام آئی۔ان کو پہلے خرقۂ تبرک عطا کیا گیا اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔خان موصوف خرقہ کو خلعت خانی اور عبائے سرداری کے نیچے ہمیشہ پہنتے تھے۔ ایک روز حضرت قدوۃ الکبرا کی خدمت میں اسی حالت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے ان کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا

شعر

بزرگان کہ نقد صفا داشتند
چنین خرقہ زیر قبا داشتند

ترجمہ:۔وہ امراء جو صفائے قلب کی نقدی سے مالا مال ہوتے ہیں وہ اسی طرح قبائے سروری کے نیچے خرقۂ فقر پہنا کرتے ہیں۔

شیخ محمود کنتوری

آپ بھی حضرت قدوۃ الکبرا کے منتخب اصحاب اور چیدہ احباب میں سے تھے۔حضرت ان پر اسقدر عنایات فرماتے اور اتنا التفات اُن سے کرتے کہ دوسرے اصحاب سے ایسا کم ہی التفات تھا۔وہ سفر وحضر میں حضرت کی ملازمت میں رہتے تھے۔ جب ریاضت ومجاہدہ کی تکمیل ہوگئی تو خرقۂ خلافت اور اجازت سے سرفراز کئے گئے اور اُن کو وطن مالوف کی طرف روانہ کر دیا گیا جہاں قرب وجوار کے سب لوگ آپ کے مرید ہو گئے اور ان سے استفادہ کرنے لگے۔ایک روز حضرت قدوۃ الکبرا سے کنتور میں استدعائے ضیافت کی۔اور حضرت والا کو اپنے مکان پر لے گئے اور دوسرے اصحاب واحباب کو بھی مدعو کیا۔جب حضرت کا محافہ قصبۂ انچولی کے قریب پہنچا جو اسی زمانہ میں آباد ہوا تھا تو سالار صیف خان نے جو قصبۂ انچولی کے بانی تھے آپ کا استقبال کیا اور حضرت سے ضیافت قبول کرنے کی استدعا کی۔غالباً اسی دن ان کے یہاں منزلِ نو کے سلسلہ میں دعوت تھی۔اس قصبہ کے تمام اکابر واشراف ان کے یہاں موجود تھے، جب حضرت ان کے نو تعمیر شدہ مکان میں تشریف لے گئے تو وہاں قوال بھی موجود تھے۔محفل سماع شروع ہوگئی۔آپ پر کیفیت طاری ہوگئی اور گریہ طاری ہو گیا، خان مذکور کی عورتیں دوسرے مکان میں تھیں انہوں نے جب سنا کہ کوئی درویش تشریف لائے ہیں اور قوالی سن رہے ہیں اور اُن پر رقت وگریہ طاری ہو گیا ہے تو آپ میں کہنے لگیں کہ یہ تو مبارک فال نہیں ہے۔ہم کو تو پہلے اس مکان میں میزبانی کرنا تھی (ضیافت کرنا تھی)۔جب حضرت قدوۃ الکبرا کی حالت سنبھلی اور آپ عالم شعور میں آئے تو آپ نے سالار سیف الدین کو بلایا اور اُن سے فرمایا کہ ’’اپنی عورتوں میں جاؤ اور ان سے کہو کہ تم مطمئن رہو کہ ہم نے

اپنے گریہ سے تمہاری اولاد کی جڑوں کی پرورش کی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس کے آثار تادیر باقی رہیں گے۔

یہاں سے حضرت قدوۃ الکبرا قصبہ کنتور کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ محمود کنتوری کے مکان میں نزول اجلال فرمایا، انہوں نے ضیافت ومہمانداری کی خدمات شائستہ انجام دیں۔ ضیافت سے فراغت کے بعد حضرت شیخ سعیداللہ کیسہ دار کی خانقاہ میں تشریف لے گئے اور اُن سے ملاقات ہوئی۔ سادات کنتوریہ سے ہرایک نے نوبت بہ نوبت حضرت قدوۃ الکبرا کی ضیافت کی۔ آپ نے سادات کنتور کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ صحیح النسب سیّد ہیں اوران کو تاکید فرمائی کہ تم لوگوں میں سے کوئی اطراف ونواح میں شادیاں نہ کرے۔ جب روانہ ہوئے تو شیخ سعداللہ نے خرقہ کی التماس کی۔ آپ نے ان کی التماس قبول کی اور فرمایا الفقر کنفس واحد (فقیر ایک جان کی مانند ہیں) بالخصوص خاندان چشت رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت شیخ عبداللہ الصدیقی بنارسی

آپ قدوۃ العلماء، زبدۃ الصلحاء زمانہ تھے، آپ حضرت کے خلفائے کبار میں سے ہیں۔

جب حضرت قدوۃ الکبرا جونپور سے بنارس کی طرف روانہ ہوئے تو ایک بتکدے کے قریب ایک مکان میں آپ نے قیام فرمایا اور بہت دنوں تک یہاں مقیم رہے۔ ایک دن محض سیر کے طور پر اس معبد اصنام (بتکدے) میں تشریف لے گئے آپ نے دیکھا کہ بادیہ ضلالت کی ایک جماعت اور محراب جہالت میں بھٹکتے پھرنے والوں کا ایک غول وہاں موجود ہے اور بڑے صدق ونیاز کے ساتھ ان بتوں کی پوجا کررہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور آپ نے یہ شعر پڑھا

شعر

اگر نقش رخ وزلفت نبودی درہمہ اشیاء مغان ہرگز نہ کروندی پرستش لات وعزیٰ را

ترجمہ:۔ اگر اے محبوب حقیقی! تیرا نقش رخ وزلف تمام اشیاء میں جلوہ گر نہ ہوتا تو یہ بت پرست ہرگز لات وعزیٰ کی پرستش نہ کرتے۔

ایک دن کافروں کی یہ جماعت اور مشرکوں کا یہ گردہ جو بتوں کے پجاری تھے حضرت قدوۃ الکبرا کے دیکھنے (ملاقات) کے لئے آئے۔ باتوں باتوں میں ایک دوسرے کے دین ومذہب کی فضیلت کی بات ہونے لگی۔ ہرایک اپنے اپنے مذہب کی فضیلت میں دلائل پیش کرنے اور اپنے مذہب کی ترجیح ثابت کرنے لگا، اسی گفتگو میں کرامت دکھانے کی بھی بات چھڑ گئی حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا اگر یہی پتھر (بُت) تمہارے دین کی تکذیب کردیں تو تم ایمان لے آؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں ہم عہد کرتے ہیں۔ حضرت نے پتھر کے ایک بت کو جو زمین پر پڑا تھا اپنے ہاتھ میں اٹھالیا اور فرمایا کہ اے پتھر اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سچا اور برحق ہے تو کہہ کہ لاالہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ، آپ کے یہ فرماتے ہی اُس بُت نے نہایت واضح آواز میں لاالہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ اسی وقت تقریباً ہزار افراد پجاری اور اس کے چیلے سب کے سب مسلمان ہوگئے اور ایمان لے آئے۔

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہ)

http://Ashrafi.org